اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
NOVEMBER 2024
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 365
Regd. # MC-1177

کتاب

العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ

میں حج وعمرہ کے جدید مسائل کا تحقیقی جائزہ

(مقالہ برائے ایم فل)

مقالہ نگار: علامہ محمد عرفان احمد سلاٹ (ضیائی) حفظہ اللہ

نگرانِ مقالہ: سید ڈاکٹر غضنفر احمد حفظہ اللہ
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی (۲۰۲۳ء)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب: "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ"

میں حج وعمرہ کے جدید مسائل کا تحقیقی جائزہ

(مقالہ برائے ایم فل)

مقالہ نگار

علّامہ محمد عرفان احمد سلاٹ (ضیائی) حفظہ اللہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر سیّد غضنفر احمد حفظہ اللہ

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ قرآن وسُنّہ، جامعہ کراچی (۲۰۲۳ء)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں حج و عمرہ کے جدید مسائل کا تحقیقی جائزہ
سن اشاعت	:	ربیع الاخریٰ ۱۴۴۵ھ / نومبر 2024ء
ناشر	:	جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
		نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی
		فون: 021-32439799
خوشخبری	:	یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	پیش لفظ	11
2	انتساب	14
3	کلماتِ تشکر	15
4	Abstract	18
5	مقدمہ	25
6	**باب اوّل: حج وعمرہ کی فضیلت واہمیت**	31
7	فصل اوّل: حج وعمرہ کا لغوی واصطلاحی معنی	34
8	حج کا لغوی معنی	34
9	حج کا اصطلاحی معنی	35
10	حج کے شرعی معنی	36
11	حج کا حکم	37
12	حج کی فرضیت	37
13	کتاب اللہ	37
14	سُنت رسول	38
15	اِجماع	39
16	عمرہ کا لغوی معنی	40
17	عمرہ کے اصطلاحی معنی	40
18	عمرہ کا حکم	41
19	احناف اور مالکیہ کا موقف	41
20	شوافع اور حنابلہ کا موقف	41

21	حج اور عمرہ میں فرق	41
22	حکم	41
23	ادائیگی	42
24	اعمال	42
25	حج اور عمرہ میں مماثلت	44
26	فصل دوم: حج کی فضیلت قرآن واحادیث کی روشنی میں	45
27	حج کے متعلق وعید	56
28	حج کی اقسام	57
29	قران	57
30	تمتع	58
31	اِفراد	58
32	حج کے فوائد	59
33	اپنے نفس میں اخلاص کو محسوس کرنا	59
34	اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا	60
35	نفس کا مشقت پر ترغیب دینا	60
36	اجر عظیم کو پانا	61
37	شعائر اللہ کا اظہار	61
38	نفس کی تربیت	61
39	فصل سوم: عمرہ کی فضیلت قرآن واحادیث کی روشنی میں	63
40	**باب دوم: کتاب "العروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کی اہمیت وافادیت**	66
41	فصل اول: کتاب العروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ"	67
42	کتاب کی علمی حیثیت	67

43	اشاعت کے مراحل	68
44	پہلا حصہ	69
45	دوسرا حصہ	69
46	تیسرا حصہ	69
47	چوتھا حصہ	69
48	پانچواں حصہ	70
49	چھٹا حصہ	70
50	ساتواں حصہ	70
51	آٹھواں حصہ	70
52	نواں حصہ	71
53	دسواں حصہ	71
54	گیارہواں حصہ	71
55	بارہواں حصہ	71
56	تیرہواں حصہ	71
57	چودہواں حصہ	72
58	پندرہواں حصہ	72
59	سولہواں حصہ	72
60	سترہواں حصہ	72
61	اٹھارہواں حصہ	73
62	انیسواں حصہ	73
63	اشاعت ثانی	73
64	فصل دوم: کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کے مُصنّف کے حالات	74

65	خاندانی پس منظر	74
66	ولادت	74
67	تعلیم وتربیت	75
68	اساتذہ کرام	77
69	اجازت روایت حدیث	78
70	بیعت وخلافت	78
71	تلامذہ	79
72	شادی خانہ آبادی اور اولاد	80
73	عملی زندگی وتدریسی خدمات	80
74	تصانیف	82
75	مطبوعہ تصانیف	83
76	حاشیہ نگاری	85
77	عربی کُتب	87
78	غیر مطبوعہ تصانیف	87
79	پی ایچ ڈی	88
80	فصل سوم: کتاب "العروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کی اہمیت وافادیت	90
81	خصوصیات	91
82	کتاب کا منہج واسلوب	93
83	آیاتِ قرآنی سے استدلال	93
84	کُتب تفاسیر سے استدلال	95
85	احادیث سے استدلال	97
86	آثارِ صحابہ سے استدلال	98

87	شروحاتِ احادیث سے استدلال	99
88	اشعار سے استدلال	100
89	اُردو زبان	102
90	عام فہم اسلوب	102
91	مُفتیٰ بہ اقوال	102
92	کتاب کا درجہ	102
93	حوالہ جات کا التزام	102
94	کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کے مصادر و مراجع	103
95	تفاسیر وعلوم القرآن	104
96	کُتُب حدیث	105
97	شروحاتِ احادیث	106
98	کُتُبِ فقہ	108
99	کُتُبِ مناسک	110
100	کُتُبِ فتاویٰ	111
101	کُتُبِ سیر و تاریخ	112
102	کُتُبِ رجال	113
103	کُتُبِ لغت	113
104	**باب سوم: حج وعمرہ کے جدید مسائل**	114
105	فصل اوّل: حج کے جدید مسائل	115
106	حج کے دوران حادثہ منیٰ میں فوت ہونے والوں کو محصر قرار دینا	116
107	حج میں قربانی کے لئے ٹوکن خریدنا	120
108	حجاج کے لئے منیٰ کی حدود اور اس میں توسیع	122

109	حج کے لئے نیو منیٰ میں خیمے لینا کیسا ہے؟	124
110	حج میں مانع ماہواری گولیوں کا استعمال	132
111	ایام منیٰ میں گروپ آرگنائزروں کا حجاج کو منیٰ چھوڑنے کی ترغیب دلانا	133
112	اپنے وطن کے علاوہ سے حج بدل کروانے کا حکم	136
113	تجزیہ	136
114	حکومت کی طرف سے حج سبسڈی لینے کا حکم	137
115	کیا سبسڈی سود ہے؟	138
116	فصل دوم: عمرہ کے جدید مسائل	140
117	کروناوائرس	141
118	کروناوائرس میں مُحرم کو ماسک پہننا کیسا ہے؟	142
119	تجزیہ	145
120	مذاہبِ اربعہ کا موقف	146
121	حنفی	146
122	شافعی	147
123	مالکی	147
124	حنبلی	147
125	عمرہ میں حالتِ احرام میں چارپٹی کی چپل پہننے کا حکم	148
126	عمرہ کرتے وقت نیپی لگے بچے کا دورانِ طواف پیشاب کرنا	149
127	عمرہ کے دوران حالتِ احرام میں موتیا اور خوشبو والی کریم کا حکم	150
128	موتیا اور گجرے	151
129	خوشبودار کریم	152

130	عمرہ کرتے وقت بلا عذر وہیل چیئر پر سعی کرنا	153
131	عمرہ کے دوران دوا کے ذریعے ماہواری روکی، عمرہ ادا کیا پھر آگئی تو حکم	154
132	عمرہ کے لئے جاتے وقت کسی غیر مُحرمہ کو مُحرمہ بنانا کیسا؟	157
133	عمرہ کرتے وقت حالتِ احرام میں موزے اور دستانے پہننا کیسا ہے؟	159
134	تجزیہ	160
135	عمرہ کرتے وقت جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے؟	161
136	عمرہ کے بعد حلق کے دوران کریم استعمال کرنے کا شرعی حکم	165
137	خوشبو کی تعریف	166
138	گزارش	168
139	عمرہ کے دوران مُحرِم کا بیلٹ والی چھتری کے پہننے کا حکم	169
140	عمرہ کی ادائیگی سے روکے جانے والے مُحرم کے لئے حکم جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو؟	170
141	مُحصَر احرام سے باہر کیسے آئے؟	172
142	عمرہ کے دوران بحالتِ احرام ہینڈ فری استعمال کرنے کا حکم	172
143	فصل سوم: حج و عمرہ کے متفرق مسائل	174
144	خلافِ قانون چھپ کر رہنے والوں کی نماز کا حکم	175
145	حالتِ احرام میں کریم لگنے کا حکم	177
146	چھت سے کعبہ معظمہ کا طواف	179
147	مسجد الحرام میں اسپرے اور آبِ زم زم سے وضو کرنا کیسا؟	185

148	مسجد الحرام میں حالتِ نماز میں عورت کا نقاب کرنا	187
149	حضرت جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	187
150	حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	188
151	امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	188
152	حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	188
153	حضرت امام ابو جعفر طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	189
154	کنکریاں جمرہ کے بجائے پیالے میں گر جائیں تو کیا حکم ہوگا؟	191
155	بلا عذر وہیل چیئر پر طواف وسعی کا حکم	192
156	**باب چہارم**	194
157	فصل اول: خلاصہ بحث	195
158	فصل دوم: نتائج	199
159	فصل سوم: تجاویز وسفارشات	203
160	گروپ حضرات کے لئے تجاویز	204
161	علماء کے لئے تجاویز	205
162	اشاریہ جات	206
163	فہرست قرآنی آیات	207
164	فہرست احادیث مبارکہ	208
165	فہرست آثارِ صحابہ	210
166	ماخذ ومراجع	213

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین أما بعد فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج اسلام کا اہم ترین رُکن ہے۔ توحیدِ باری تعالیٰ واقرارِ رسالت وتصدیق کے بعد ہر مسلمان کے لئے لازم وضروری ہے کہ جس طرح وہ نماز، روزہ اور زکوۃ کو فرض جانتا ہے اسی طرح حج کی فرضیت کا بھی اقرار کرتا ہو۔ اگر وہ عاقل، بالغ، صاحبِ استطاعت ہے اور حج فرض کی دیگر شرائط مکمل پائی جائیں، تو زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا اس پر فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾
(آل عمران: ۳/ ۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے (ف۱۸۰) اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (کنز الایمان)

اور امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں: "مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا" (سُنن الترمذی، ابواب الحج عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی التغلیظ فی ترک الحج، رقم الحدیث: ۸۱۲،، مطبوعۃ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م)

یعنی، جو شخص اتنے زادِ راہ اور سواری کا مالک ہو جو اُسے بیت اللہ تک پہنچادے اور (پھر بھی) حج نہ کرے تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے سے کچھ فرق نہیں۔

لوگوں کی ایک کثیر تعداد ایم-فل کرتی ہے جس میں انہیں ایک خاص موضوع پر مقالہ لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کوئی کسی موضوع پر قلم اُٹھاتا ہے تو کوئی کسی

موضوع پر۔ در حقیقت جیسا ذہن اور جس طرف توجّہ ہو بندہ اُسی موضوع پر قلم اُٹھاتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین! جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت، پاکستان کے بانی محسنِ اہلسنّت علامہ عرفان ضیائی صاحب زید مجدُہ نے اہلسنّت اور دار الافتاء النّور کی روحانی علمی شخصیت استاذُ العلماء ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیۃ کے مسائلِ حج و عمرہ کے متعلق، جو آپ نے تحریری جوابات عطا فرمائے وہ بنام "العُروۃ فی مَناسِکِ الحج والعُمرۃ" (فتاویٰ حج و عمرہ) جمع ہوئے اور مختلف حصوں میں شائع ہوئے، آپ نے اُنہیں فتاویٰ جات کے جدید مسائل پر اپنا ایم-فل کا مقالہ تحریر فرمایا ہے؛ کیونکہ حج و عمرہ کے مسائل تو کثیر ہیں نیز مُرُورِ زمانہ کے ساتھ نت نئے اور جدید مسائل کے متعلّق لوگ مفتیانِ کرام کی جانب رُجُوع کرتے ہیں۔

پس مقتضیٰ حال کے مُطابق قبلہ علامہ عرفان ضیائی صاحب زید مجدُہ نے خاص طور پر "فتاویٰ حج و عمرہ کے جدید مسائل" کو اپنے ایم-فل کے مقالے کی زینت بنایا ہے۔ اور اِس موضوع پر قلم اِسی طرح کی شخصیات اُٹھا کر حق ادا کر سکتی ہیں کہ بحمد اللہ تعالیٰ آپ کئی سالوں سے حج و عمرہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور کئی سالوں سے بہت سے کاروان والے حضرات حُجّاج کرام کی تربیت کی غرض سے آپ کو بطورِ معلّم مدعو کرتے ہیں۔ یُونہی سفرِ حج کے دوران اور سارا سال بھی حُجّاجِ کرام و معتمرین عظام کے سوالات کا جوابات عنایت فرماتے ہیں اور آپ شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء النور ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کی رائے اور جوابات پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔

قبلہ علامہ عرفان ضیائی صاحب نے اپنے اس ایم-فل کے مقالے میں شاندار محنت فرمائی ہے اور بالخصوص "فتاویٰ حج و عمرہ کے جدید مسائل" کو "فتاویٰ حج و عمرہ" بنا کر اِن فتاویٰ جات کی اہمیت کو مزید اُجاگر فرمایا ہے فلہٰذا یہ مقالہ مفتیانِ کرام، علماء عظام بلکہ تمام ہی طلبہ کرام کے لئے بے حد مفید ہو گا۔ اللہ کریم قبلہ علّامہ

عرفان ضیائی صاحب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انہیں دونوں جہانوں کی برکتیں عطا فرمائے اور اس رسالے کو امتِ مسلمہ کے لئے استفادہ کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

محمد شہزاد عطاری نعیمی

(مفتی) دارالافتاء النور، جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

انتساب

اپنے پیارے آقا و مولی حضور خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

اور اپنے اساتذہ کرام کے نام جنہوں نے میرے اندر علم کی شمع روشن کی۔

اور

اپنے شفیق والدین کی بے لوث محبتوں کے نام

جن کی پر خلوص دعائیں اور نیک تمنائیں میرے لئے سرمایہ دارین ہیں۔

کلماتِ تشکر

شکریہ کے تمام کلمات اللہ تعالی کی ذات اقدس کے لئے جس نے مجھے **"کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" میں حج وعمرہ کے جدید مسائل کا تحقیقی جائزہ"** کے عنوان پر "ایم فل" کا تحقیقی مقالہ لکھنے کی توفیق بخشی اور بیش بہا دُرود وسلام محسنِ انسانیت فخر آدمیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ذات پر جن کی بدولت اُمت نے "اقرأ" کا حکم پہچانا اور ہر ادنی واعلیٰ پر علم کی راہیں آسان ہوئیں۔

کسی بھی کام کو بطریق احسن انجام دینے میں ایک فرد کی ذاتی کوشش کے علاوہ دیگر افراد کا تعاون اور حوصلہ افزائی بھی شامل حال رہتی ہے۔ اس لئے فطرت سلیمہ اور اخلاق عظیمہ کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے محسنوں اور کرم فرماؤں کے احسانات کا بدلہ ادا کرے، اور یہی اسلامی تعلیمات ہیں۔ ہمارے محسن اعظم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ (1)

یعنی، جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔

اس لئے اس تحقیقی کام کی تکمیل پر سب سے پہلے تو میں ربّ العالمین عزّوجلّ کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ اس نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ میں اس مقالہ کی تکمیل کے لائق ہوا۔

---

(1) المسند للإمام أحمد

پھر میں اپنے محسن ڈاکٹر سیّد غضنفر احمد صاحب کا فقط رسماً ہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر شکر گذار ہوں کہ انہوں نے موضوع کے انتخاب اور موضوع سے متعلق اہم مواد فراہم کرنے میں میری مدد کی اور اپنی اعلیٰ علمی اور تکنیکی صلاحیتوں اور مہارتوں کی بناء پر اس تحقیقی کام پر میری مکمل طرح معاونت فرمائی۔ اور شروع سے آخر تک مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ اور ساتھ ساتھ اصلاح بھی فرماتے رہے۔

میں اپنی اس کاوش میں محترم شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کو کبھی بھی بھول نہیں سکتا جو برابر میرا حوصلہ بڑھاتے رہے۔ اور جس نے انتہائی شاندار کتاب **"العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ"** (1) تصنیف فرمائی۔ جس کی اہمیت وافادیت کے سبب مجھے اس کتاب پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اس کے ساتھ ساتھ میں دیگر حضرات ڈاکٹر ناصر الدین صاحب اور مفتی عبد اللہ فہیمی کا بھی شکر گذار ہوں، جنہوں نے موضوع کے انتخاب اور تکمیل کے مراحل تک ہر مرحلہ میں میری مدد فرمائی۔

میں اس تحقیقی کام میں جامعۃُ النُّور کے اسکالرز (2) کا بھی شکر گذار ہوں، جن کا پُر خلوص تعاون میرے ساتھ رہا۔

---

(1) بنام "فتاویٰ حج وعمرہ" جس کے ہنوز اکیس حصے شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے کچھ حصے دو بار اور کچھ صرف ایک بار شائع ہوئے ہیں جنہیں جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) کراچی نے اپنے سلسلہ مفت اشاعت میں شائع کیا ہے۔

(2) خصوصاً علامہ اُسامہ نعیمی

ان کے ساتھ ساتھ ان معاونین اور مُحبّین کا بھی ممنون و مشکور ہوں، جنہوں نے مجھے اس تحقیقی مقالہ کی تکمیل کے لئے لائبریریوں سے علمی مواد مہیا کیا۔

دعا ہے کہ پاک پروردگار مذکورہ تمام افراد پر اپنی رحمتوں اور عنایتوں کی بارش برسائے۔ اور اجر عظیم عطا فرما کر اس کارِ خیر کو صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد عرفان

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
اشداء علی الکفار رحماء بینھم

Abstract

الحمدُ لله ربِّ العَالمِين والصّلاةُ وَالسّلامُ على سيّد الأنبياءِ

والمرُسَلين وعلى آله وأصحابِه أجمعِين. أمّا بعدُ:

Praise be to God, Lord, and peace and blessings be upon him The Peace and blessings be upon the Prophets and their families and the companions of the congregation. After:

Hajj is a fundamental part of Islam, it is an once-in-a-lifetime obligation for every person who can afford it. Hajj is one of the basic teachings of Islam the it is a member who is a mirror of collectively and unity. The Holy Quran.

Introduction to the subject:

Verily, Fiqh fi ad-Din and learning its rulings is not less than jihad for the sake of Allah, but it is even more important than jihad because it is possible for every jurist to be a Mujahid and every Mujahid is not a jurist because there is no greater knowledge than the knowledge of jurisprudence after divine knowledge. Is.

The name of jurisprudence is the knowledge of what is lawful and what is forbidden, and the knowledge of rulings and laws. For this reason, Allah sent His messengers and sent down the books, and Allah said:

" وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ "

(البقرة:٢/ ٢٦٩)

Translation: "**Allah gives wisdom to whoever needs it, and whoever gets wisdom gets a lot of good"** (Albaqra Ayat # 269)

"And the Holy Prophet, may God bless him and grant him peace, said: "Allah, the Most High, to whomever is good."

And the Holy Prophet (peace be upon him) said that Allah, the Exalted, bestows understanding of religion on whomsoever He intends good, and when the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) prayed for Hazrat Ibn-e-Abbas, he gave understanding of religion. Prayed from this it was known that "Tafqa Fa-i-Din" is one of the greatest favors of Allah Ta'ala. Our Islam found this fact, which began with the Companions of the Prophet (peace be upon them) and then the Tabi'een, the Taba Tabi'een. That the Imams agreed on Arba'ah, because when the rules and issues of Usuliyyah He found this fact from the followers of the Tabieen until the ummah agreed on the Imams of the Arbaa because when the ijtihadats in the rules and issues of Usoliyy al-Mutnabata were numerous, it became necessary that the Madhabs of the Arbaa Fiqh also differed in determining the rulings. After that, Imam al-Islam

tried to explain the teachings of these religions and their revisions and their principles and principles.

Imam-e-Azam Abu Hanifah (RA) had a special blessing from Allah Almighty. He is the first author of jurisprudence. would have been He and his students spread the Hanafi jurisprudence to every four hundred, that great jurists were born and books were written in Hanaf.

Reasons for choosing a topic

When the knowledge of jurisprudence is the most Ashraf and the best knowledge after the knowledge of Al-Kalam, from the time I understood religion, I was attracted towards this knowledge until I obtained the sciences of religion, then I came to know that the knowledge of jurisprudence is halal and haram and Shariah. And the name of knowing the commandments is for this the Prophet was sent and the heavenly books were revealed. Allah praised him in the Holy Qur'an and according to the saying of the Prophet, Allah bestows the knowledge of jurisprudence on whomever He intends for good, as it is in Hadeez Sharif.

" مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً الخ، برقم: ۷۱، ۱/ ۲۷)

Allah gives the understanding of religion to whomsoever He intends good.
(Al-bukhari Kitab-ul-Ilm)

And I adopted the religion of this great (may Allah be pleased with him) among the religions because his religion is Ashraf-ul-Mazahib.

In Hanafi jurisprudence, I took up the subject of hijab because, by the grace of God, having been blessed with Hajj and Umrah many times, I realized that people go for Hajj and Umrah, but the majority are ignorant of the problems of Hajj and Umrah. Those people spend their valuable capital, go away from their homeland, abandon their work, leave their loved ones and bear the hardships of travel, then they do not even perform Hajj and Umrah. There is an urgent need to work in the field, so I have adopted the topic of Hajj and Umrah in Hanafi jurisprudence

Hypothesis:

I have been interested in the problems of Hajj and Umrah for a long time, I read a lot on this topic and asked various scholars about the problems of Hajj and Umrah and collected the answers to various questions and many problems that occur now are not present in previous periods. That is why they are not mentioned in jurisprudence books. In these problems, he contacted various scholars but was not successful. One mufti cooperated and kept answering the questions and writing and then every year he attended the Hajj season to see the problems of the people and solve them. In this way, his fatwas written about Hajj and Umrah reached nineteen (19) parts, which were "Al-marwat fi Manasik Al-Hajj and

Umrah" in different years. Published under the name of but it is not compiled by everyone. The main reason for choosing these topics is to organize and save these rare and valuable scientific materials, but this would make my thesis much larger and it would become a PhD thesis rather than an MPhil. That's why I kept this work to do in the future that if God wills, I will definitely do this work. Currently, to write a thesis for MPhil, I made my topic of modern issues from this precious collection of Fathawa about this Hajj and Umrah and the Muslim people, especially the Hanafi. The Muslims of all religions can use them, although even at this time, Darula Fata around the world, wherever the Urdu Muftis are present, they call for this fatwa "Al-Arot fi Manasik Al-Hajj wa Umrat" and use them. But this would have made my thesis much bigger and it would have become a PhD thesis rather than M. Therefore, I reserved this work for the future that if God wills, I will definitely do this work. He made his topic of modern issues from this valuable collection of fatwa related to Hajj and Umrah to write his thesis.

Research Methodology:

* The thesis will consist of study, research and application statement.

* The problems of Hajj and Umrah will be explained and their solutions will be presented.

* New information on Hajj issues will be obtained. And their solutions will also be presented in a modern way.

* All research standards will be taken care of in this paper.

* References will be made to primary sources as much as possible.
Modern resources such as Internet and software will also be used for the collection of content.

* Modern means such as internet and software's will also be used for the compilation of content.

* Jobs of various libraries and bookshops will be referred.

Impact of research on society

This research will have the following impacts on the society

1. The book "Al-Ar-Wat fi Manasik of Hajj and Umrah" will be popular and well-known among Muftis and scholars.

2. By documenting the services of a person like Dr. Sheikh Al-Hadith Mufti Muhammad

Ataullah Naimi, a record will be preserved at a historical level, which will benefit future scholars in their research.

3. A research material will be collected on solving the modern problems of Hajj, which will be used especially by muftis and scholars.

4. New problems of Hajj will be covered, for the solution of which Muftis will get ease.

مقدمہ

الحمدُ لله ربِّ العَالمينَ والصّلاةُ وَالسّلامُ على سيّد الأنبياءِ والمرُسَلينَ وعلى آله وأصحابِه أجمعِين. أمّا بعدُ:

حج، اسلام کا بنیادی رُکن ہے یہ ہر اس شخص پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جو صاحبِ استطاعت ہو۔ حج، اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک ایسا رُکن ہے جو اجتماعیت اور اتحاد و یگانگت کا آئینہ دار ہے۔ قرآن کریم میں حج کی فرضیت ثابت ہے۔

موضوع کا تعارف:

بیشک تَفقہ فِی الدِّین اور اُس کے احکام کو سیکھنا جہاد فی سبیل اللہ سے کم نہیں بلکہ یہ جہاد سے بھی اہم ہے کیونکہ ہر فقیہ کا مُجاہد ہونا ممکن ہے اور ہر مجاہد فقیہ نہیں ہوتا کیونکہ معرفتِ اِلٰہی کے بعد علمِ فقہ سے بڑا کوئی علم نہیں ہے۔

علم فقہ نام ہے حلال وحرام اور علم احکام وشرائع کو جاننے کا۔ اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور کتابیں نازل فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ" (1)

ترجمہ: اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

اور اس آیتِ کریمہ سے مراد تَفقُّہ فِی الدِّین ہے۔

---

(1) البقرۃ: ٢/ ٢٦٩

اور رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے تَفَقُّہ فِی الدِّین (دین کی سمجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے اور حضور ﷺ نے جب حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے دعا فرمائی تو تَفَقُّہ فِی الدِّین کی دعا فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ "تفقُّہ فی الدِّین" اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے عظیم احسان ہے۔

اس حقیقت کو ہمارے اسلاف نے پایا جس کی ابتداء حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ہوئی پھر تابعین، تبع تابعین اسی طرح ائمہ مُجتہدین میں سے بعض نے صحابہ کرام اور تابعین عظام سے اور بعض نے تابعین اور تبع تابعین سے اس حقیقت کو پایا یہاں تک کہ ائمہ اربعہ پر اُمت متّفق ہوگئی کیونکہ جب قواعد اور مسائلِ اُصولیہ مستنبط میں اجتہادات متعدّد ہوئے تو ضروری ہوا کہ تعیینِ احکام میں مذاہبِ اربعہ فقہیہ بھی متفرق ہوں۔ اس کے بعد علماءِ اسلام نے اِن مذاہب کے درس اور ان کی تنقیح اور ان کے اُصول اور فُروع کو بیان کرنے کی سعی کی۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت تھی وہ فقہ کے پہلے مُدوِّن ہیں آپ کے شاگرد جو اجتہادی مسائل پر بحث میں شریک ہوتے وہ خود اتنے بڑے عالم تھے کہ اگر وہ امام اعظم کے مُقلِّد نہ ہوتے تو مستقل مُجتہد ہوتے۔ انہوں نے اور ان کے شاگردوں نے فقہ حنفی کو ہر چہار سو پھیلایا کہ احناف میں بڑے بڑے فقیہ پیدا ہوئے، کُتب تحریر کی گئیں۔

موضوع منتخب کرنے کے اسباب:

جب علمِ فقہ علمُ الکلام کے بعد سب سے اشرف اور افضل علم ہے، جب سے مجھے دین کی سمجھ آئی میری رغبت اس علم کی طرف ہوئی یہاں تک کہ میں نے علومِ دینیہ حاصل کئے تو میں نے جانا کہ علمِ فقہ حلال وحرام اور شرائع اوراحکام کو جاننے کانام ہے اس کے لئے رسولِ عظام مبعوث ہوئے اور آسمانی کُتب نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس کی مدح فرمائی اور ارشادِ نبوی کے مطابق اللہ جس کے ساتھ بھلائی کاارادہ کرتا ہے اُسے فقہ کا علم عطافرماتا ہے جیساکہ حدیث شریف میں ہے: " مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ "[1]

اور میں نے مذاہب میں سے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو اختیار کیاکیونکہ آپ کامذہب اشرفُ المذاہب ہے۔

فقہ حنفی میں مَیں نے حج کے موضوع کواختیار کیاکیونکہ بحمدہٖ تعالیٰ متعدّد بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے سے اندازہ ہواکہ لوگ حج وعمرہ کے لئے چلے تو جاتے ہیں مگر اکثریت حج وعمرہ کے مسائل سے لاعلم ہوتی ہے وہ لوگ اپنا قیمتی سرمایہ خرچ کرتے ہیں، وطن سے دُور جاتے ہیں، کام کاج ترک کرتے ہیں، اعزّا اقرباء کو چھوڑکر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، پھر وہ حج وعمرہ کی ادائیگی بھی درست نہ کریں اس لئے سوچاکہ اس میدان میں کام کرنے کی اشد ضرورت ہے لہٰذا میں نے فقہ حنفی میں حج وعمرہ کے موضوع کواختیار کیاہے۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً إلخ، برقم: ۷۱، ۱/ ۲۷

مفروضہ:

مجھے ایک زمانے سے مسائلِ حج وعمرہ سے شغف رہا اس موضوع پر بہت پڑھا اور مختلف علماء سے مسائلِ حج وعمرہ کے بارے میں سوالات کئے اور مختلف سوالات کے جوابات جمع کئے اور کئی مسائل ایسے ہیں جو فی زمانہ پیش آتے ہیں سابقہ اَدوار میں نہ تھے اس لئے کُتُبِ فقہ میں اُن کا ذِکر نہیں ملتا۔ ان مسائل میں مختلف علماءِ کرام سے رابطے کئے خاطر خواہ کامیاب نہ ہوا۔ ایک مفتی صاحب نے تعاون کیا اور سوالات کے جوابات دیتے رہے اور تحریر بھی کرتے رہے اور پھر ہر سال موسمِ حج میں حاضر ہو کر لوگوں کے مسائل کو دیکھتے اور ان کا حل پیش کرتے رہے اس طرح اُن کے حج وعمرہ کے متعلق تحریر کردہ فتاویٰ اُنیس (۱۹) حصوں تک پہنچ گئے [1] جو مختلف سالوں میں "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کے نام سے شائع ہوئے مگر وہ سب کے سب مُرتب نہیں ہیں۔ اس عنوان کے منتخب کرنے کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں ان نایاب فتاویٰ اور گرانقدر علمی مواد کو ترتیب دے کر محفوظ کروں مگر اس سے میرے اس مقالہ کی ضخامت بہت زیادہ ہو جاتی اور یہ ایم فل سے بڑھ کر پی ایچ ڈی کا مقالہ بن جاتا اس لئے میں نے اس کام کو آئندہ کرنے کے لئے رکھا کہ خُدا نے چاہا تو یہ کام ضرور کروں گا۔ فی الحال ایم فل کا مقالہ تحریر کرنے کے لئے اس حج وعمرہ کے متعلق فتاویٰ کے اس گرانقدر مجموعے سے جدید مسائل کو اپنا موضوع بنایا اور عوام المسلمین خصوصاً حنفی المذہب مسلمان ان سے استفادہ کر سکیں اس کی

[1] اس کی اشاعت تک اکیس حصے ہو چکے ہیں

اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آج بھی دنیا بھر کے دارالافتاء جہاں بھی اردو دان مفتیانِ کرام موجود ہیں وہ یہ فتاویٰ "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" منگواتے اوران سے استفادہ کرتے ہیں۔ فی الحال ایم فل کا مقالہ تحریر کرنے کے لئے اس حج وعمرہ کے متعلق فتاویٰ کے اس گرانقدر مجموعے سے جدید مسائل کا اپنا موضوع بنایا۔

تحقیق کا طریقہ کار

- مقالہ مطالعاتی، تحقیقی اور تطبیقی بیانہ پر مشتمل ہو گا۔
- حج وعمرہ کے مسائل کو بیان کر کے ان کا حل پیش کیا جائے گا۔
- نت نئے مسائلِ حج کی معلومات حاصل کی جائیں گی۔ اور ان کا جدید طرز پر حل بھی پیش کیا جائے گا۔
- اس مقالہ میں تمام تر تحقیقی معیارات کا خیال رکھا جائے گا۔
- حوالوں میں حتی الامکان بنیادی ماخذ و مراجع کا التزام کیا جائے گا۔
- مواد کی تجمیع کے لئے جدید ذرائع مثلاً انٹرنیٹ اور سوفٹ ویئرز کا بھی استعمال کیا جائے گا۔
- مختلف لائبریریوں اور بک شاپس کی جانب رُجوع کیا جائے گا۔

تحقیق کے معاشرے پر اثرات:

اس تحقیق سے معاشرے پر مندرجہ ذیل اثرات مُرتّب ہوں گے۔

1. کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" مفتیان کرام اور علماء کرام کے ما بین مقبول اور معروف ہو گی۔
2. ڈاکٹر شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی جیسی شخصیت کی خدمات کو قلمبند کرنے سے تاریخی سطح پر ایک تاریخ محفوظ ہو گی, جس سے آنے والے محقّقین کو اپنی تحقیق میں فائدہ ہو گا۔
3. حج کے جدید مسائل کے حل پر ایک تحقیقی مواد جمع ہو جائے گا, جس سے بالخصوص مفتیانِ عظام اور علماءِ کرام استفادہ کریں گے۔
4. حج کے دورانِ پیش آنے والے جدید مسائل کا احاطہ ہو گا جس کے حل کے لئے مفتیانِ کرام اور علماءِ کرام کو آسانی حاصل ہو گی۔

باب اول: حج وعمرہ کی فضیلت واھمیت

فصل اول: حج وعمرہ کا لغوی واصطلاحی معنی

فصل دوم: حج کی فضیلت قرآن واحادیث کی روشنی میں

فصل سوم: عمرہ کی فضیلت قرآن واحادیث کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حج وعمرہ کی فضیلت واہمیت:

حج اسلام کا اہم ترین "رُکن" اور اہم ترین فریضہ ہے۔حج عبادات کا مرقع دین کا اہم ستون اور اس کی روح کا ترجمان ہے۔ یہ مسلمانوں کی اجتماعی تربیت اور ملّت کے معاملات کا ہمہ گیر جائزہ لینے کا وسیع وعریض پلیٹ فارم ہے شریعت نے اُمتِ مسلمہ کو اپنے اور دنیا بھر کے تعلقات ومعاملات کا تجزیہ کرنے کے لیے سالانہ بین الاقوامی اسٹیج مہیا کیا ہے تاکہ وہ حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد کے معاملہ میں اپنی کمی بیشی کا احساس کرتے ہوئے توبہ استغفار اور حالات کی درستگی کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں۔حج بیت اللہ ارکانِ اسلام میں ایک اہم رُکن ہے بیت اللہ کی زیارت او رفریضۂ حج کی ادائیگی ہر صاحبِ ایمان کی تمنّا اور آرزو ہے۔

حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے۔ اللہ پاک کی فرض کردہ تمام عبادات اہم ہیں لیکن شریعتِ محمدی میں حج کو اس لحاظ سے عظمت اور فضیلت حاصل ہے کہ یہ مسلم اُمت کی وحدت اور عالمگیریت کا نشان اور اس کے اتحاد اور مساوات کی دلیل ہے۔ اِس میں نماز، تلاوتِ قرآن، روزوں کی طرح بھوک پیاس، نفسانی خواہشات سے پرہیز، زکوٰۃ کی طرح مالی قربانی، برداشت، صبر، درگزر الغرض تمام عبادات شامل ہیں۔

حج اُن عبادات میں سے ایک ہے جن میں مسلمان آپس میں متحد ہوتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے عظیم ترین موسموں میں سے ایک ہے، اور مسلمانوں کو

متحد کر کے حاصل کیے گئے مقاصد میں سے ایک ہے۔ وہ ایک ربّ کو مانتے ہیں، اور ایک کتاب اور ایک قانون کی پیروی کرتے ہوئے اس کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ حج مبرور کے ذریعے، ایک مسلمان سے تمام گناہ چھن جاتے ہیں جو اس کی روح سے وابستہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں، اور عملی طور پر اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ جیسا کہ حج میں مسلمانوں کا اتحاد بہت سی چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے،

اجر وثواب کے لحاظ سے یہ رُکن بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ نماز اور روزہ صرف بدنی عبادتیں ہیں اور زکوۃ فقط مالی عبادت ہے۔ مگر حج کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بدنی اور مالی دونوں طرح کی عبادات کا مجموعہ ہے۔

فصل اول: حج وعمرہ کا لغوی واصطلاحی معنی

حج کا لغوی معنی:

لفظ "حج" حاء کی فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

لفظ حج کے فتح کے ساتھ قرآن مجید میں اس طرح استعمال ہوا ہے: اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ ❶

ترجمہ: حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے۔

اور لفظ "حِجٌّ" حاء کے کسرہ کے ساتھ قرآن مجید میں اس طرح استعمال ہوا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ ❷

ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے۔

حج کا لُغوی معنی "ارادہ کرنا" ہے۔ جیسا کہ لُغت کے امام علامہ ابن منظور اپنی کتاب "لسان العرب" میں حج کے لُغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الحجُّ: القصدُ ❸

یعنی، حج کا معنی ہے: ارادہ کرنا۔

اسی طرح علّامہ فیروز آبادی "حج" کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الحجُّ: القصدُ، الکف ❹

---

❶ البقرۃ:۲/ ۱۹۷

❷ البقرۃ:۲/ ۱۹۷

❸ لسان العرب، فصل الحاء، ۲/ ۲۲۶

❹ القاموس المحیط، فصل الحاء ۱/ ۱۸۳

یعنی، حج کا معنی ہے: ارادہ کرنا اور روکنا ہے۔

اسی طرح صاحب "مختارُ الصِّحاح" علّامہ محمد بن ابی بکر رازی حنفی "حج" کے لُغوی وعُرفی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الحجُّ: فی الأصلِ القصدُ وفی العُرف قصدُ مکۃَ للنُّسُکِ [1]

یعنی، حج کا اصلی معنی ہے: ارادہ کرنا اور عُرف میں مناسک کو ادا کرنے کے لئے مکہ کے طرف جانے کو حج کہتے ہیں۔

حج کی تعریف کرتے ہوئے علامہ دسوقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: الحجُّ: لغۃً فھو مطلقُ القَصدِ یُقالُ: رَجلٌ مَحجوجٌ أی مقصودٌ. [2]

یعنی، حج کے لُغوی معنی مطلقاً ارادہ کرنے کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے" رَجُلٌ مَحجُوجٌ"، یعنی، رَجُلٌ مَقصُودٌ۔

علماء کی اِن تصریحات سے "حج" کی لُغوی معنی بخوبی معلوم ہوگئے کہ "حج" کالُغوی معنی "ارادہ کرنا" ہے۔

حج کا اِصطلاحی معنی:

حج کا اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے علامہ جرجانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: الحجّ: القصدُ إلی الشیءِ المعظَّم، وفی الشرعِ: قصدٌ لبیتِ اللہ تعالی بصفۃٍ مخصوصۃٍ، فی وقتٍ مخصوصٍ، بشرائطَ مخصوصۃٍ. [3]

---

[1] مختار الصحاح، فصل الحاء، ص ٦٦
[2] حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ٢/ ٢
[3] کتاب التعریفات، باب الحاء، ص ٨٢

یعنی، حج کا لُغوی معنی ہے: کسی مُعظّم چیز کے طرف ارادہ کرنا۔ اور شرعی اصطلاح میں حج کا معنی ہے: مخصوص صفت کے ساتھ مخصوص وقت میں مخصوص شرائط کے ساتھ بیت اللہ کے طرف جانے کا ارادہ کرنا۔

ہم اپنے مقالے میں مختصر طور پر حج کے اصطلاحی معنی کے متعلق علماء کے ذِکر کردہ معانی کو بیان کرتے ہیں۔

حج کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں: الحجُّ فی اللُّغةِ: القصدُ إلى كلِّ شيءٍ، فخصَّهُ الشرعُ بقصدٍ مُعيّنٍ ذي شروطٍ مَعلومةٍ، وفيه لُغتان: الفتح والكسر. وقيلَ الفتحُ المصدر، والكسرُ الإسم. (1)

یعنی، لُغت میں حج کا معنی ہے: کسی چیز کے طرف ارادہ کرنا۔ پس شریعت نے اس لفظ کو بشروطِ معلومہ کسی معیّن جگہ کے طرف ارادہ کرنے کو خاص کیا ہے۔ اور اس میں دو لغت ہیں۔ زبر بھی اور زیر بھی۔ اور یہ بھی کیا گیا ہے کہ: زبر کے ساتھ یہ مصدر ہے اور زیر کے ساتھ یہ اسم ہے۔

حج کا شرعی معنی:

علّامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ حج کا شرعی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حج کا شرعی معنی یہ ہے کہ 9 ذوالحجہ کو زوالِ آفتاب سے لے کر 10 ذوالحجہ کی فجر تک حج کی نیت سے احرام باندھے ہوئے میدانِ عرفات میں وُقوف کرنا اور 10

---

(1) النہایۃ فی غریب الحدیث، باب الحاء، ۱/ ۳۴۰

ذوالحجہ سے آخر عمر تک کسی بھی وقت کعبہ کا طوافِ زیارت کرنا۔❶

پس مذکورہ لُغوی اور اِصطلاحی بحث سے یہ معلوم ہوا کہ حج کے لُغوی معنی "ارادہ کرنا"۔ اور اصطلاحی معنی: مخصوص وقت میں مخصوص شرائط کے ساتھ بیت اللہ کی طرف جانا ہے۔

مگر لفظِ "حج" کے شرعی اور عُرفی استعمال کے سبب حج کا معنی ہے: بیت اللہ کی طرف چلنا اور مناسک ادا کرنا۔ تبھی تو جب لفظِ "حج" مطلق بولا جائے عوام اور خواص کے اذہان میں یہی معنی موجود ہوتے ہیں۔

حج کا حکم:

حج کا حکم یہ ہے کہ شرائط کے پائے جانے کی صورت میں زندگی میں ایک بار حج ادا کرنا فرض ہے۔ اور اس کا مُنکر کافر ہے اور اس حکم پر ائمہ اربعہ اور جمیع علماء کا اجماع ہے۔

حج کی فرضیت:

حج کی فرضیت کتاب اللہ اور سنتِ رسول اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔

ا۔ کتاب اللہ:

حج کی فرضیت کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ اور جس آیت کریمہ سے ائمہ اربعہ حج کی فرضیت ثابت کرتے ہیں وہ یہ ہے: وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

---

❶ النهايه في غريب الحديث، باب الحاء ۱/ ۳٤۰

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ❶

ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنز الایمان)

اسی آیت کریمہ سے حج کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ جس پر تمامی مفسّرین ومحدّثین کا اجماع ہے۔

۲۔ سنتِ رسول:

حج کی فرضیت جن احادیث سے ثابت ہوتی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ. ❷

یعنی، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: لا إله إلا الله محمد رسول الله کی گواہی دینا، نماز کو قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

۲۔ امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ، فَحُجُّوا»... ❸

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: اے

---

❶ آل عمران: ۳/ ۹۷

❷ صحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب قول النبي: بنى الاسلام على خمس، رقم الحديث: ۸، ۲/ ۱۱

❸ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فرض الحج مرة فى العمر، رقم الحديث: ۱۳۳۷، ۲/ ۹۷۵

انسانو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا ہے، پس حج ادا کرو۔

۳۔ اِجماع:

حج کی فرضیّت اجماعِ اُمت سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ امام ابن منذر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وأجمعُوا أنّ علَى المرءِ فی عمرِہ حجّۃ واحدَۃ. ❶

یعنی، علماء کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ بیشک مرد (عورت) پر اس کی زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔

حج کی فرضیت کے متعلق ابن حزم رقمطراز ہیں: اتّفقوا أنّ الحرّ المسلمَ العاقلَ البالغَ الصّحیحَ الجسمَ والیدینِ والبصرَ والرجلینِ الّذی یجدُ زاداً وراحلۃً وشیئاً یتخلّف لأھلہِ مدّۃ مضیہِ ولیسَ فِی طریقہِ بحرٌ ولا خوفٌ ولا منعہُ أبواہُ أو أحدھمَا فانّ الحجّ علیہِ فرضٌ. ❷

یعنی، اس بات پر اتفاق ہے کہ بیشک آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ، جس کا جسم، ہاتھ پاؤں اور بینائی سلامت ہوں نیز اس کے پاس زادِ راہ اور سواری بھی ہو اور اہل وعیال کے لئے سفر سے واپسی تک کے اخراجات بھی ہوں اور اس کے راستے میں نہ سمندر ہو، نہ کسی قسم کا خوف اور نہ اُسے اس کے ماں باپ یا اُن میں سے ایک منع کرتے ہوں، پس ایسے شخص پر حج کرنا فرض ہے۔

اس طرح علامہ کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: وأمّا الاجماعُ فلانّ الأمّۃ

---

❶ الاجماع، کتاب الحج، ص ٥١
❷ مراتب الاجماع، کتاب الحج، ص ٤١

اجمعتْ علیٰ فرضیتہٖ. ❶

یعنی، بہر حال اجماع یہ ہے کہ بیشک حج کی فرضیت پر اُمت کا اجماع ہے۔

عمرہ کا لغوی معنیٰ:

عمرہ کے لغوی معنیٰ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: العُمرۃ: أصلہُ منَ الزّیارۃ❷

یعنی، عمرہ کا معنیٰ ہے: زیارت کرنا۔

عمرہ کے اصطلاحی معنیٰ:

عمرہ کا اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہوئے علامہ وہبۃ الزحیلی رقمطراز ہیں: القصدُ إلی مَکانٍ عامرٍ، وسمّیتْ بذلکَ: لأنّہا تفعلُ فی العمرِ کلّہ. ❸

یعنی، مکان عامر کے طرف ارادہ کرنا۔ اور اسی وجہ سے اس کو عمرہ کہا جاتا ہے کہ وہ ساری عمر میں کیا جاتا ہے۔

عمرہ کی اِصطلاحی تعریف "الموسوعة الفقهية الكويتية" میں اس طرح بیان کی گئی ہے: واصطلاحاً عرفہَا جمہورُ الفقہاءِ بأنّہا الطّواف بالبیتِ والسّعی بینَ الصّفا والمروۃِ بإحرامٍ. ❹

یعنی، جمہور فقہاء نے عمرہ کی اصطلاحی تعریف یہ کی ہے: احرام کی حالت میں بیتُ اللہ

---

❶ بدائع الصنائع، کتاب الحج، ۲/ ۱۱۸
❷ لسان العرب، فصل الخاء، ٤/ ٦٠٤
❸ الفقہ الإسلامی وادلتہ، ۳/ ۲۰٦٥
❹ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ۳۰/ ۳۱٤

کا طواف کرنا اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا۔

عمرہ کا حکم:

عمرہ کے حکم میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عمرہ ادا کرنا سنت مؤکّدہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عمرہ ادا کرنا فرض ہے۔ ہم اپنے مقالے میں مختصراً اس اختلاف کو ذِکر کرتے ہیں۔

۱۔ احناف اور مالکیہ کا مؤقف:

عمرہ کے حکم میں احناف اور مالکیہ [1] کا یہ مؤقّف ہے کہ زندگی میں ایک بار عمرہ ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ [2]

۲۔ شوافع اور حنابلہ کا مُؤقف:

جبکہ شوافع اور حنابلہ کا یہ مُؤقف ہے کہ زندگی میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا فرض ہے، جیسا کہ زندگی میں ایک بار حج ادا کرنا فرض ہے۔

حج اور عمرہ میں فرق:

حج اور عمرہ میں کئی جہتوں سے فرق ہے۔ ہم اپنے مقالے میں مختصراً کچھ جہات ذِکر کرتے ہیں۔

ا۔ حکم:

حج اور عمرہ میں حکم کے اعتبار سے بھی فرق ہے۔ کیونکہ حکم کے لحاظ سے حج

---

[1] الموسوعة الفقهية الكويتية، ۳۰/ ۳۱٤

[2] الدر المختار، كتاب الحج، ۲/ ٤٧٢

اور عمرہ میں فرق یہ ہے کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ایک رُکن ہے، جس پر علماءِ اُمت کا اِجماع ہے اور اس کی استطاعت رکھنے والوں پر فوراً فرض ہے۔ جہاں تک عمرہ کا تعلق ہے تو علمائے کرام کے اختلاف کے مطابق یہ واجب ہے یا سنت موکّدہ۔

۲۔ ادائیگی:

حج اور عمرہ میں ادائیگی کے اعتبار سے بھی فرق ہے۔ حج مخصوص لباس، مخصوص ایام، مخصوص وقت اور مخصوص مقامات پر ادا کیا جاتا ہے۔ جبکہ عمرہ صرف حرم شریف میں ادا کیا جاتا ہے۔

حج اور عمرہ میں اس فرق کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

والفرقُ بینَ الحجّ والعمرةِ أنّ العمرةَ تکونُ للإنسانِ فی السّنة کلّها والحجّ وقت واحِد فی السنةِ۔ [1]

یعنی، حج اور عمرہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ بیشک عمرہ انسان کے لئے سال میں کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ اور حج وہ فقط سال میں ایک بار ہو سکتا ہے۔

مذکورہ بحث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ حج کیلئے ایک خاص وقت معیّن ہے۔ عمرہ کیلئے خاص وقت معیّن نہیں ہے۔ یعنی حج کے ایام 8 ذوالحج سے 12 ذوالحج تک ہو تے ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ حاجی کے لئے عمرہ 9 ذوالحج سے 13 ذوالحج تک کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ حج کے ایام ہیں۔

۳۔ اعمال:

---

[1] لسان العرب، فصل الحاء، ٤/ ٦٠٤

حج اور عمرہ میں اعمال کے اعتبار سے بھی فرق ہے۔ کیونکہ کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جو حج اور عمرہ کے درمیان فرق کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ عمرہ کے مناسک حرم شریف خانہ کعبہ میں ادا کیے جاتے ہیں۔ جبکہ حج کے مناسک خانہ کعبہ کے علاوہ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی ادا کیے جاتے ہیں۔

۲۔ حج کے تین فرض اور چھ واجب ہیں۔ جبکہ عمرہ کے دو فرض اور دو واجب ہیں۔

۳۔ حج میں تلبیہ یعنی لبیک پڑھنا 8 ذوالحج کو احرام باندھنے کے بعد سے شروع کی جاتی ہے اور 10 ذوالحج کو جمرۂ عَقَبہ کی رمی سے قبل بند کی جاتی ہے۔ جبکہ عمرہ میں تلبیہ یعنی لبیک پڑھنا احرام باندھنے کے بعد سے شروع کی جاتی ہے اور طوافِ بیت اللہ شروع کرنے سے قبل بند کر دی جاتی ہے۔

۴۔ حج کا احرام، احرام باندھنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور قیامِ مِنٰی، وُقوفِ عَرفات، وُقوفِ مُزدلفہ، رمی جمرہ عقبہ، قربانی اور حلق / تقصیر کے بعد کھولا جاتا ہے۔ جبکہ عمرہ کا احرام، احرام باندھنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور طواف بیت اللہ، صفامروہ کی سعی، اور حلق / تقصیر کرانے کے بعد کھولا جاتا ہے۔

۵۔ حج میں حلق / تقصیر منیٰ میں کرانا مسنون ہے۔ جبکہ عمرہ میں حلق / تقصیر مکہ مکرمہ میں۔

۶۔ حج میں طوافِ قُدوم، وقوفِ عرفات اور وقوفِ مُزدلفہ ہے۔ جبکہ عمرہ میں

یہ نہیں ہیں۔

۷۔ حج میں رمی جمرات کرنا واجب ہے جبکہ عمرہ میں رمی جمرات بالکل نہیں ہے۔

۸۔ حجِ قران و تمتع میں دمِ شکر یعنی قربانی واجب ہے جبکہ عمرہ میں قربانی نہیں ہے۔

۹۔ حج میں طوافِ زیارت کرنا ہوتا ہے جبکہ عمرہ میں طواف زیارت نہیں ہوتا۔

۱۰۔ حج میں طوافِ وداع کرنا واجب ہے جبکہ عمرہ میں طوافِ وَداع نہیں ہے۔

۱۱۔ حج پانچ دنوں میں مکمل ہوتا ہے۔ جبکہ عمرہ تقریباً پانچ گھنٹے میں یا اس سے قبل مکمل ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ حج فرض و نفل ہو سکتا ہے، عمرہ فرض نہیں ہوتا۔

۱۳۔ حج کی اقسام: قران، تمتع، اِفراد ہیں جبکہ عمرہ کی یہ اقسام نہیں ہیں۔

حج اور عمرہ میں مماثلت:

حج اور عمرہ میں بہت سے معانی کے اعتبار سے مماثلت ہے جسے ہم اپنے مقالے میں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ حج اور عمرہ پر جانے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔

۲۔ حج اور عمرہ دونوں میں فرائض اور واجبات، سُنَن و مستحبات ہوتے ہیں۔

۳۔ حج اور عمرہ دونوں میں احرام باندھا جاتا ہے اور ان دونوں میں احرام اور حُدودِ حرم کی پابندیاں لاگو ہوتی ہیں۔

۴۔ حج اور عمرہ میں احرام کے احکام یکساں ہیں۔

۵۔ حج اور عمرہ دونوں میں طوافِ بیت اللہ کیا جاتا ہے۔

۶۔ حج اور عمرہ دونوں میں صفامروہ کی سعی کی جاتی ہے۔

۷۔ حج اور عمرہ دونوں میں احرام سے نکلنے کے لئے حلق / تقصیر کرایا جاتا ہے جس کے بعد احرام کھل جاتا ہے۔

۸۔ حالتِ احرام سے باہر آنے کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں، لیکن حُدودِ حرم کی پابندیاں برقرار رہتی ہیں۔

فصل دوم: حج کی فضیلت قرآن واحادیث کی روشنی میں

حج کے بیشمار فضائل ہیں۔ سب سے پہلے ہم اپنے مقالے میں مختصراً اُن روایات کا ذِکر کرتے ہیں جن میں حج اور عمرہ دونوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

۱۔ "مسند ابی یعلی" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ کَتَبَ اللہُ لَہُ أَجْرَ الْحَاجِّ إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ کَتَبَ اللہُ لَہُ أَجْرَ الْمُعْتَمِرِ إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. [1]

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو حج کے لیے نکلا اور مر گیا۔ قیامت تک اُس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لیے نکلا اور مر گیا اس کے لیے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا۔

۲۔ "معجم الاوسط" میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت

---

[1] مسند أبي يعلى، رقم الحديث: ٦٣٥٧، ١١/ ٢٣٨

ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ خَرَجَ فِي هٰذَا الْوَجْهِ لِحَجٍّ أَوْ لِعُمْرَةٍ، فَمَاتَ لَمْ يُعْرَضْ وَلَمْ يُحَاسَبْ، وَقِيلَ لَهُ: أُدْخُلِ الْجَنَّةَ». ❶

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو اِس راہ میں حج یا عمرہ کے لیے نکلا اور مر گیا اُس کی پیشی نہیں ہو گی، نہ حساب ہو گا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔

۳۔ ''معجم الاوسط'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: أنّ النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قَالَ: «هٰذَا الْبَيْتُ دِعَامَةٌ مِنْ دَعَائِمِ الْإِسْلَامِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ، أَوِ اعْتَمَرَ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ، فَإِنْ مَاتَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ رَدَّهُ إِلَى أَهْلِهِ رَدَّهُ بِأَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ». ❷

یعنی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گھر اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے، پھر جس نے حج یا عمرہ کیا وہ اللہ (عزّ وجلّ) کی ضمان میں ہے اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کر دے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کریگا۔

۴۔ ''سُنَن ابی داوٗد'' میں اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلّى الله عليه وسلم يَقُولُ: «مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَا تَأَخَّرَ أَوْ

---

❶ المعجم الاوسط، رقم الحديث:۹۰۳۳،۹/۲۸
❷ المعجم الاوسط، رقم الحديث:۹۰۳۳،۹/۲۸

وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ»❶

یعنی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا، اُس کے اگلے اور پچھلے گُناہ سب بخش دیے جائیں گے یا اُس کے لیے جنت واجب ہو گی۔

۵۔ ''سنن نسائی'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قَالَ: "

جِهَادُ الْكَبِيرِ، وَالصَّغِيرِ، وَالضَّعِيفِ، وَالْمَرْأَةِ: الْحَجُّ، وَالْعُمْرَةُ "❷

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑی عمر اور چھوٹے بچوں اور کمزور افراد اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ادا کرنا ہے۔

۶۔ ''سُنَن ابن ماجہ'' میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الحج جهاد، والعمرة تطوع. ❸

یعنی، انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔

حج کی فضیلت میں قرآن مجید میں بھی آیات وارد ہیں۔ ہم اپنے مقالے میں اُن آیات کو ذِکر کرتے ہیں:

۱۔فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ

❶ سُنن أبي داود، كتاب المناسب، باب في المواقيت، رقم الحديث: ١٧٤١، ٢/ ١٤٣
❷ سُنن النسائي، كتاب الحج، باب فضل الحج، رقم الحديث: ٢٦٢٦، ٥/ ١١٣
❸ سُنن ابن ماجة، أبواب المناسك، باب العمرة، رقم الحديث: ٢٩٨٩، ٢/ ٩٩٥

حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ❶

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ، اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنزالایمان)

۲۔ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ❷

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دُبلی اونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہیں۔ (کنزالایمان)

۳۔ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٝ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۠ ❸

ترجمہ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسّر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں

---

❶ آل عمران: ۳/ ۹۷
❷ الحج: ۲۲/ ۲۷
❸ البقرۃ: ۲/ ۱۹۶

بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلے دے روزے یا خیرات یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی مُیَسَّر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (کنزالایمان)

۴۔ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؔ ؕ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ (۱۹۷) (1)

ترجمہ: حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے تو جو ان میں حج کی نیت کرے تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت تک اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔ (کنزالایمان)

اب اُن روایات کو ذِکر کرتے ہیں، جن میں فقط حج کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

ا۔ "صحیح مسلم" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ، فَحُجُّوا»، فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ. (2)

(1) البقرة: ۲/ ۱۹۷

(2) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فرض الحج مرّة في العمر، رقم الحديث: ۱۳۳۷، ۲/ ۹۷۵

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کی: کیا ہر سال یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم !؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ اس شخص نے تین بار یہ کلمہ کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا۔

۲۔ ''صحیح بخاری'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: «إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ». قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجٌّ مَبْرُورٌ». (1)

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ عرض کی گئی پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کی گئی پھر کون سا؟ فرمایا: حج مبرور۔

تشریح: ''حج مبرور'' کیا ہے؟ مبرور ''بِرٌّ'' سے بنا ہے جس کے معنی اس اطاعت اور احسان کے ہیں جس سے خدا کا قُرب حاصل کیا جاتا ہے۔ حجِ مبرور کو ''حجِ مقبول'' بھی کہہ سکتے ہیں۔

علماء کرام نے حج مبرور کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں۔ ہم اپنے مقالے

---

(1) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم الحدیث: ۱۵۱۹، ۲/ ۱۳۳

میں اُن تعریفات کو مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

(1) حجِ مبرور وہ حج ہے جس میں گناہ سے بچا جائے۔

(2) وہ حج جس میں ریاکاری اور شہرت ونام ونمود سے پرہیز ہو۔

(3) وہ حج جس کے بعد حاجی مرتے وقت تک گناہوں سے بچے اور حج برباد کرنے والا کوئی عمل نہ کرے۔

(4) حجِ مبرور وہ ہے جو حاجی کا دل نرم کردے کہ اس کے دل میں سوز، آنکھوں میں نمی رہے۔

(5) بندے سے حج کے جن احکامات (شرائط وارکان وواجبات وغیرہ) کو طلب کیا گیا ہے انہیں کامل طریقے سے ادا کرنا حجِ مبرور ہے۔

(6) حضرت امام حسن بَصری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حجِ مقبول وہ ہے جس کے بعد حاجی دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے معاملے میں رغبت کرنے والا ہوجائے۔" ❶

۳۔ "صحیح بخاری" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ». ❷

یعنی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا: جس نے اللہ

---

❶ مرآۃ المناجیح، کتاب المناسک، ٤/١٠٨

❷ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم الحدیث:١٥٢١، ٢/١٣٣

کے لئے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے ایسا پاک ہو کر لوٹا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

تشریح: مفتی احمد یار خان نعیمی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "حج کے بیان میں "رَفث" سے مراد ہوتا ہے بیوی سے صحبت یا صحبت کے اسباب پر عمل یا صحبت کی گفتگو اور "فسق" سے مراد ہوتا ہے ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا۔ یعنی جو رضائے الٰہی کے لیے حج کرے اور حج کو فحش باتوں، لڑائی جھگڑوں سے پاک وصاف رکھے تو گناہ صغیرہ سے تو یقیناً اور کبیرہ سے احتمالاً بالکل صاف ہو جائے گا۔ حقوقُ العباد تو ادا ہی کرنا پڑیں گے"۔ (1)

۴۔ "صحیح مسلم" میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: وَأَنَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَجُّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَه. (2)

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حج اُن گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔

۵۔ "سنن ابن ماجہ" میں حضرت اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راویت ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ. (3)

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حج کمزوروں کے لیے جہاد ہے۔

---

(1) مرآۃ المناجیح، کتاب المناسک، ٤/ ١٠٨

(2) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الإسلام یهدم قبله، رقم الحدیث: ١٢١، ٢/ ٩٧٥

(3) سُنن ابن ماجه، أبو اب المناسك، باب الحج جهاد النساء، رقم الحدیث: ٢٩٠٢، ٢/ ٩٦٨

۶۔ ”سُنَن ابن ماجہ“ میں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟ قَالَ: " نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ، لَا قِتَالَ فِيهِ: الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ " ❶

یعنی، میں نے عرض کی، یارسول اللہ! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا: ہاں ان کے ذمہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں۔ اور وہ جہاد حج وعمرہ ہے۔

تشریح: مفتی احمد یار خان نعیمی اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: ” عورتوں پر جہاد فرض نہیں حج فرض ہے اگر ان میں اس کی طاقت ہو۔ خیال رہے کہ کبھی ہنگامی حالات ایسے نازک ہو جاتے ہیں کہ عورتوں کو بھی جہاد کرنا پڑتا ہے جب کہ مرد جہاد کے لیے ناکافی ہوں، کُفّار کا دباؤ بڑھ جائے، یہ حدیث نارمل (Normal) حالات کی ہے۔ اور جن احادیث میں عورتوں کا جہاد میں جانا ثابت ہے وہ ہنگامی حالات میں ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔“ ❷

۷۔ ”سُنَن ترمذی“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ، وَالذَّهَبِ، وَالفِضَّةِ، وَلَيْسَ

❶ سُنن ابن ماجه، أبو اب المناسك، باب الحج جهاد النساء، رقم الحديث:٢٩٠١، ٢/٩٦٨

❷ مرآة المناجیح، کتاب المناسک، ٤/ ١١٥

لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ». ❶

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پے در پے حج وعمرہ کرو، حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دُور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دُور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔

۸۔ "مُسند بزار" میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قَالَ: «الْحَاجُّ يَشْفَعُ فِي أَرْبَعِ مِائَةِ أَهْلِ بَيْتٍ، أَوْ قَالَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ». ❷

یعنی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا، جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

۹۔ "مستدرک حاکم" میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: «مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَّةَ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ، كُلُّ حَسَنَةٍ مِثْلُ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ» قِيلَ: وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟ قَالَ: «بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ». ❸

❶ سُنن الترمذی، أبواب الحج، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ، رقم الحدیث: ۸۱۰، ۲/ ۱۶۷

❷ مُسند البزار، مسند أبی موسیٰ الأشعری، رقم الحدیث: ۳۱۹۶، ۸/ ۱۶۹

❸ مستدرك على الصحيحين، كتاب المناسك، باب فضيلة الحج ما شيا، رقم الحديث: ۱۶۹۲، ۱/ ۶۳۱

یعنی، جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ عرض کی گئی کہ حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں ہے۔

۱۰۔ ''مجمع الزوائد'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَغْفِرُ اللهُ لِلْحَاجِّ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ». (1)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کے لیے استغفار کرے اُس کی بھی۔

۱۱۔ ''مُسند احمد'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ، وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ، فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ". (2)

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اُسے کہو کہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

۱۲۔ '' مسند احمد'' میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "النَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ". (3)

---

(1) مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب دعاء الحجاج والعمار، رقم الحديث: ٥٢٨٧، ٣/ ٢١١
(2) مسند احمد، رقم الحديث: ٥٣٧١، ٩/ ٢٧٢
(3) مسند احمد، رقم الحديث: ٢٣٠٠٠، ٨/ ١٠٥

یعنی، حج کے دوران خرچ کرنا اللہ تعالی کی راہ یعنی جہاد میں خرچ کرنے کر طرح سات سوگُنا تک بڑھ جاتا ہے۔

۱۳۔ "صحیح بخاری" میں اُمُ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الجِهَادِ، فَقَالَ: «جِهَادُكُنَّ الحَجُّ». ❶

یعنی، میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے جہاد کی اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا (عورتوں کا) جہاد حج ہے۔

۱۴۔ "معجم اوسط" میں حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حُجُّوا، فَإِنَّ الْحَجَّ يَغْسِلُ الذُّنُوبَ كَمَا يَغْسِلُ الْمَاءُ الدَّرَنَ». ❷

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج کیا کرو، بیشک حج گُناہوں کو ایسے دھو دیتا ہے جیسا پانی میل کو دھوتا ہے۔

حج کے متعلق وعید:

۱۔ "سنن دارمی" میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ عَنِ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ، أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ، أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا، وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا». ❸

یعنی، جسے حج کرنے سے نہ حاجتِ ظاہرہ مانع ہوئی، نہ بادشاہ ظالم، نہ کوئی ایسا مرض

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الحج، باب جهاد النساء، رقم الحديث: ٢٨٧٥، ٤/ ٣٢

❷ معجم الاوسط، رقم الحديث: ٤٩٩٧، ٥/ ١٧٧

❸ سُنن الدارمي، كتاب المناسك، باب من مات ولم يحج، رقم الحديث: ١٨٢٦، ٢/ ١١٢٢

جو روک دے، پھر بغیر حج کیے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

۲۔ امام جلال الدین سیوطی نے حدیث بیان کی ہے کہ: عَن عمر بن الْخطاب قَالَ: لقد هَمَمْتُ أَن أَبْعث رجَالًا إِلَى هَذِه الْأَمْصَار فلينظروا كل من كَانَ لَهُ جدة وَلم يحجّ فيضربوا عَلَيْهِم الْجِزْيَة مَا هم بمسلمين مَا هم بمسلمين. [1]

یعنی، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں نے ارادہ کیا کہ ان شہروں کی طرف کارندے بھیجوں، اور وہ دیکھیں کہ ہر وہ شخص جو صاحبِ جائیداد ہے اور اس نے حج نہیں کیا تو وہ اس پر جزیہ لگائیں (کیونکہ جو لوگ استطاعت کے باوجود حج نہ کریں) وہ مسلمان نہیں ہیں! وہ مسلمان نہیں ہیں۔

۳۔ "مصنّف ابن ابی شیبہ" میں روایت ہے: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: «مَنْ مَاتَ وَهُوَ مُوسِرٌ لَمْ يَحُجَّ، فَلْيَمُتْ عَلَى أَيِّ حَالٍ شَاءَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا». [2]

یعنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ مالدار تھا اور اُس نے حج نہیں کیا، تو چاہے وہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر مر جائے۔

حج کی اقسام:

ادائیگی کے طریقہ کے لحاظ سے حج کی تین اقسام ہیں:

1. **قران:** اس کا لغوی معنی ہے: دو چیزوں کو جمع کرنا۔ اور شرعی اصطلاح میں اس کا معنی

---

[1] تفسیر الدر المنثور، ۲/ ۲۷۵

[2] مُصنف أبي ابن شيبة، كتاب الحج، باب فى الرجل يموت وهو لم يحج، رقم الحديث: ۱٤٤٥٥، ۳/ ۳۰۵

یہ ہے: عمرہ اور حج کا اِحرام ایک ساتھ باندھنا، مگر عمرہ کرنے کے بعد "حَلق" یا "تقصیر" نہیں کروانا، بلکہ بدستور اِحرام میں رہنا۔ دسویں یا گیارہویں یا بارہویں ذُوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد "حَلق" یا "تقصیر" کرواکے اِحرام کھول دینا۔ ❶

یہ سب سے افضل ہے، ایسا حج ادا کرنے والے کو "قارِن" کہتے ہیں۔

2. **تمتُّع:** اس کا لغوی معنی ہے: فائدہ حاصل کرنا۔ اور شرعی اصطلاح میں اس کا معنی یہ ہے: حجِ تمتُّع یہ ہے کہ ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج کی نیت کرنا۔ لیکن دونوں کے احرام الگ الگ باندھنا۔ عمرہ کرکے احرام کو کھول لینا۔ پھر حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرنا۔ ❷ اس لیے اس حج کو "حجِ تمتُّع" کہتے ہیں۔ اور اس حج کے ادا کرنے والے کو "متمتع" کہتے ہیں۔

اس حج میں چوں کہ عمرہ اور حج کی درمیانی مدت میں احرام کھول کر حلال چیزوں سے فائدہ اُٹھانے کا کچھ وقت مل جاتا ہے (برخلاف حجِ قران کے کہ اس میں حج اور عمرہ کے درمیان احرام کھولنے کی سہولت حاصل نہیں ہوتی)۔

3. **اِفراد:** اس کا لغوی معنی ہے: اکیلا ہونا۔ اور شرعی اصطلاح میں اس کا معنی یہ ہے: حج کے دنوں میں صرف حج کی ادائیگی کے لیے احرام باندھنا اور حج ادا کرنا۔

اور اس حج کے ادا کرنے والے کو "مُفرِد بالحج" کہتے ہیں۔

---

❶ الدر المختار، کتاب الحج، باب القران، ۲/ ۵۳۰

❷ الدر المختار، کتاب الحج، باب القران، ۲/ ۵۳۵

حج کے فوائد:

حج اسلام کا ایک اہم فریضہ اور ایسی عبادت ہے جس میں بے شمار حکمتیں ہیں اور فوائد کے خزانے بھرے ہوئے ہیں جن کو سمیٹ کر انسان دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے۔ اللہ عزّوجلّ نے اس حقیقت کا اظہار یوں فرمایا: وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ۔ (1)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دُبلی اونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہیں تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں۔ (کنزالایمان)

حج کے فوائد میں سے سب سے بڑا فائدہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا جمع ہونا اور یہ اس بات کا مظاہرہ ہے کہ ہم سب ایک اُمت ہیں، کالے، گورے، سرخ اور زرد کسی کو کسی پر رنگ یا زبان کی وجہ سے برتری حاصل نہیں، سب بھائی بھائی ہیں۔ تاہم حج کے دیگر کثیر فوائد ہیں، جن کو ہم اپنے مقالے میں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

حج ادا کرنے سے حاجی کو درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

ا۔ اپنے نفس میں اخلاص کو محسوس کرنا:

حج ادا کرنے والا اپنے اندر میں حقیقی اخلاص کی لذّت محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ جب حاجی احرام کا لباس پہنتا ہے، اور عیش وعشرت اور زیب وزینت سے پرہیز کرتا ہے، تو اس سے خُدا کی تعظیم کا اظہار اور بندے کے اندر تواضع وعاجزی پیدا

---

(1) الحج: ۲۲/ ۲۷.۲۸

ہو جاتی ہے۔ اس کی رحمت اور بخشش حاصل کرنے کے لیے حاجی کے اندر خواہش بیدار ہوتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا اور جس کے لیے صحت اور مال کی نعمتیں؛ حاجی اپنے آپ کو اسلامی فرائض ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرتا ہے اور خُدا کا قُرب حاصل کرنے کے لیے اپنا پیسہ خرچ کرتا ہے۔ اس لیے اللہ کا شکر ادا کرنا مسلمان پر فرض ہے۔

۳۔ نفس کو مشقت پر ترغیب دینا:

حج ادا کرنے والا اپنے نفس کو مشقت پر ترغیب دیتا ہے۔ اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو "جہاد فی سبیل اللہ" کا حصہ قرار دیا، اور یہ احادیث سے بھی ثابت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟ قَالَ: "نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ، لَا قِتَالَ فِيهِ: الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ". [1]

یعنی، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ان پر بھی جہاد ہے، جس میں کوئی لڑائی نہیں، اور وہ جہاد: حج اور عمرہ ہیں۔

---

[1] سُنن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب الحج، جهاد النساء، رقم الحديث: ۲۹۰۱، ۲/ ۹۶۸

۴۔ اجر عظیم کو پانا:

حج ادا کرنے والا اجر عظیم کو پالیتا ہے۔ اور وہ اجر عظیم جو "گناہوں سے ایسا پاکیزہ کرلیتا ہے گویا کہ وہ ابھی پیدا ہوا ہے"۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے: ((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)). (1)

یعنی، جس نے اللہ کی رضا کے لیے حج کیا اور نہ فحش باتیں کیں اور نہ کوئی بے حیائی کی تو وہ اس دن واپس آئے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

۵۔ شعائر اللہ کا اظہار:

حج ادا کرنے والا شعائر اللہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور حج کے ذریعے اس کی تعظیم کرتا ہے جیسے: تلبیہ پڑھنا، ذِکر الٰہی، طواف کرنا، میدانِ عَرفات میں کھڑا ہونا، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اور دیگر عبادات وغیرہا۔

۶۔ نفس کی تربیت:

حج ادا کرنے والا اپنے نفس کی تربیت کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ حج کے دوران وہ اللہ تعالی کے ساتھ ایمان کی تجدید کرتا ہے، اور خُدا سبحانہ وتعالی کے ساتھ اس عہد کی تجدید کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اُس کے حکم کی پابندی کرے گا، اور گناہوں اور حاجی برائیوں سے حج کے دوران توبہ کرتا ہے۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل بھی فوائد ہیں:

---

(1) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم الحديث: ۱۵۲۱، ۲/ ۱۳۳

1. مسلمان کو اچھے اخلاق اور معاملات کی عادت ڈالنا؛ کیونکہ حجاج کو فحش الفاظ کہنے، دوسروں کے ساتھ بُرا سلوک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

2. گناہوں اور خطاؤں کی معافی، خُدا کی محبت اور اس کی رضا حاصل کرنا، اور جنت حاصل کرنا۔

3۔ دوسری ثقافتوں کے بارے میں جاننے کا موقع؛ کیونکہ حج کا موسم مختلف نسلوں کے لوگوں کو اکٹھا کرتا ہے۔

4. مختلف ممالک کو جانیں؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ حج کے لیے کئی علاقوں کا سفر کرنا اور انہیں دیکھنا لازمی ہے، اس لئے مختلف علاقوں اور وہاں کے باسیوں اور ان کی تہذیب و تمدن کو جاننے کا موقع ملتا ہے۔

5۔ لوگوں کے درمیان اختلافات کو ختم کرنا، اور رنگ، جنس، غریبی، یا امیری سے قطع نظر مساوات کے اُصول پر زور دینا، سب ایک جگہ ملتے ہیں، اور یکساں لباس میں ایک مذہبی رسم ادا کرتے ہیں۔

6. مسلمان کو مشکلات کو برداشت کرنے اور صبر کرنے کا عادی بنانا۔ کیونکہ مناسکِ حج میں تھکاوٹ، مشقت اور سفر کی ضرورت ہوتی ہے۔

7. ایک مسلمان کی مدد کرنے کی عادت ڈالنا اور سخاوت کی تعلیم دینا؛ کیونکہ حج میں مادی اور مالی اخراجات اور جسمانی محنت شامل ہوتی ہے۔

8۔ ایک مسلمان کو وقت کی پابندی اور احترام کی تعلیم دینا؛ کیونکہ حج کے مناسک مخصوص اور منظم اوقات میں ادا کیے جاتے ہیں۔

9. حج دنیا کے تمام حصوں کے مسلمانوں کے لیے ایک ملاقات کا موقع ہے، جہاں

آپ کو اتحاد، بھائی چارہ اور باہمی انحصار ملے گا۔

10۔ حج مسلمانوں کی بین الاقوامی مصنوعات اور پیداوار سے آگاہی اور تمام دنیا کی باہمی تجارت منظم کرنے کا بہترین موقع ہے۔

11۔ ایام حج میں دنیا بھر کے علماء سے ملاقات اور دین و دنیا کے علوم میں اضافہ بھی حج کے فوائد میں سے بہت بڑا فائدہ ہے۔

12۔ ایام حج کے دوران دنیا کے مختلف علاقوں اور لوگوں کے حالات سے واقفیت بھی بہت بڑا علم ہے جو حج کی برکات میں سے عظیم برکت ہے۔

خلاصہ یہ کہ حج مسلمانوں کے بے شمار سیاسی، اقتصادی، معاشی اور تمدنی فوائد کا جامع ہے۔

فصل سوم: عمرہ کی فضیلت قرآن واحادیث کی روشنی میں:

عمرہ کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ ہم اپنے مقالے میں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

عمرہ کی فضیلت کے متعلق قرآن مجید میں ہے: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ❶

ترجمہ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو مُیَسَّر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلے دے روزے یا خیرات یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی مُیَسَّر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (کنز الایمان)

۱۔ "صحیح بخاری" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ». ❷

یعنی، عمرہ سے عمرہ تک اُن گناہوں کا کفّارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حجِ مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔

۲۔ "صحیح بخاری" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: «فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ». ❸

یعنی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ ہو تو عمرہ ادا

---

❶ البقرۃ: ۲/ ۱۹۶

❷ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب وجوب العمرۃ وفضلھا، رقم الحدیث ۱۷۷۳، ۳/ ۲

❸ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب عمرۃ فی رمضان، رقم الحدیث ۱۷۸۲، ۳/ ۳

کیا کرو۔ کیونکہ بیشک رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کی برابر ہے۔

۳۔ مجمع الزوائد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: «اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ، دَعَاهُمْ فَأَجَابُوهُ، وَسَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ». ❶

یعنی، حج و عمرہ کرنے والے اللہ (عزّوجلّ) کے وفد ہیں، اللہ (عزّوجلّ) نے انھیں بُلایا، یہ حاضر ہوئے، انھوں نے اللہ (عزّوجلّ) سے سوال کیا، اُس نے انھیں دیا۔

۴۔ "سُنَن التّرمذی" میں حضرت اُمّ معقل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: «عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً». ❷

یعنی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔

تشریح: مفتی احمد یار خان نعیمی اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: "یعنی ماہِ رمضان میں کسی وقت عمرہ دن یارات میں اس کا ثواب حج کے برابر ہے۔ معلوم ہوا کہ جگہ اور وقت کا اثر عبادت پر پڑتا ہے۔ اعلیٰ جگہ اور اعلیٰ وقت میں عبادت بھی اعلیٰ ہوتی ہے۔" ❸

---

❶ مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب دعاء الحجاج والعمار، رقم الحدیث ۵۲۸۸، ۳/ ۲۱۱

❷ سنن الترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء فی عمرۃ رمضان، رقم الحدیث ۹۳۹، ۲/ ۲۶۸

❸ مرآۃ المناجیح، کتاب المناسک، ٤/ ۱۲۵

باب دوم: کتاب "الغروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کی اہمیت وافادیت

فصل اول: کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ"

فصل دوم: کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کے مُصنّف کے حالات

فصل سوم: کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کی اہمیت وافادیت

فصل اوّل: کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ"

کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کا شمار، حج وعمرہ کے مسائل کے بارے میں لکھی گئی اہم کُتُب میں ہوتا ہے۔ اور یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے سب سے پہلی کتاب ہے۔ جس کو مُصنِّف علامہ شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی عطاء اللہ نعیمی نے بڑی تحقیق اور دقیق نظری اور سالہا سال کی محنت شاقہ سے تالیف کیا ہے۔ اس کتاب کا شمار فقہ اسلامی کے اہم کُتُب میں ہوتا ہے۔

اس معتبر کتاب میں دنیائے اسلام کے مختلف ممالک: سعودی عرب، انڈیا، بنگلادیش، امریکہ وغیرہا سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات شامل ہیں۔

حقیقت میں یہ سب سے پہلی ایسی کتاب ہے جو حج وعمرہ کے مسائل کے اعتبار سے تمامی گوشوں کے لحاظ سے جامع ہے اور اس میں حج وعمرہ کے اکثر مسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ یعنی کہ یہ کتاب اپنے باب میں وحید ومنفرد ہے۔

کتاب کی علمی حیثیت:

اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" سے پہلے حج وعمرہ کے مسائل پر کوئی بھی جامع کتاب تصنیف نہیں ہوئی، جس میں حج وعمرہ کے قدیم وجدید مسائل کا احاطہ ہو اور اس قدر فتاویٰ ہوں جس قدر اس کتاب میں ہیں۔ البتہ فقہ اسلامی کے مختلف فتاوی جات کی کُتُب میں ایک عنوان بنام "کتاب الحج" ہوتا تھا، جس میں حج وعمرہ کے مسائل مختصراً ہوتے تھے۔ اور کُتُب فتاوی میں بھی کتاب الحج میں فتاویٰ کی تعداد بہت ہی کم ہوتی تھی۔

اس وجہ سے اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کو یہ علمی حیثیت حاصل ہے کہ حج وعمرہ کے مسائل پر یہ باقاعدہ پہلی کتاب ہے جو حج وعمرہ کے قدیم وجدید مسائل پر مشتمل ہے، گویا کہ حج وعمرہ کے مسائل پر یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں انہی سوالات کے جوابات ہیں جو سائلین نے مصنّف سے کئے ہیں۔

اور یہ کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" حج وعمرہ کے مسائل کے باب میں علماءِ دین اور مفتیانِ کرام کا مرجع رہی ہے۔ یعنی کہ کوئی بھی (حنفی) مفتی اس کتاب سے مستغنی نہیں رہتا۔

اشاعت کے مراحل:

یہ کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" ایک ہی مرتبہ شائع نہیں ہوئی، بلکہ مراحل کے اعتبار سے بتدریج شائع ہوئی ہے۔ جس کا بنیادی سبب یہی ہے کہ اس کتاب میں دنیائے اسلام کے مختلف ممالک سے بھیجے گئے سوالات کے اعتبار سے جوابات مرتّب ہوئے ہیں۔

تو جیسے ہی ایک جلد تیار ہوئی، اُس کی اشاعت کی گئی۔ یوں اس کتاب کے اُنیس حصوں کی اشاعت تقریباً ۱۶ سال کی مدت میں اُنیس حصے مکمل ہوئے۔

اب تک اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کے اُنیس حصے شائع

ہوئے ہیں، اور بیسواں حصہ اشاعت کے مرحلے میں ہے۔ 1

ذیل میں ہم اشاعت کے اَدوار ذِکر کرتے ہیں۔

پہلا حصہ:

اس کتاب کا پہلا حصہ شوال المکرم سنہ ۱۴۲۸ھ مطابق نومبر ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے اپنے مفت سلسلہءِ اشاعت کے ۱۶۳ویں نمبر پر تقریباً ۲۸۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

دوسرا حصہ:

اس کتاب کا دوسرا حصہ ذی القعدہ سنہ ۱۴۲۸ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے اپنے مفت سلسلہءِ اشاعت کے ۱۶۴ویں نمبر پر تقریباً ۲۸۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

تیسرا حصہ:

اس کتاب کا تیسرا حصہ ذوالحجہ سنہ ۱۴۲۸ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے اپنے مفت سلسلہءِ اشاعت کے ۱۶۵ویں نمبر پر تقریباً ۲۸۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

چوتھا حصہ:

اس کتاب کا چوتھا حصہ ذی القعدہ سنہ ۱۴۲۹ھ بمطابق نومبر ۲۰۰۸ء میں

1 بیسواں حصہ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۴ھ / دسمبر 2023ء میں شائع ہو چکا اور وہ حصہ صرف ایک ہی موضوع پر لکھا گیا اور اب اس کی اشاعت کے بعد اکیسویں حصہ شائع ہو گا جو کہ اشاعت کے لئے ترتیب دیا جا چکا ہے۔

شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے اپنے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۱۷۵ویں نمبر پر تقریباً ۲۸۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

پانچواں حصہ:

اس کتاب کا پانچواں حصہ ذی الحجہ سنہ ۱۴۳۱ھ بمطابق نومبر ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے اپنے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۱۹۹ویں نمبر پر تقریباً ۳۰۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

چھٹا حصہ:

اس کتاب کا چھٹا حصہ ذی القعدہ سنہ ۱۴۲۹ھ بمطابق نومبر ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۱۹۹ویں نمبر پر تقریباً ۲۸۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

ساتواں حصہ:

اس کتاب کا ساتواں حصہ ذی القعدہ سنہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۲۲۱ویں نمبر پر تقریباً ۳۶۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

آٹھواں حصہ:

اس کتاب کا آٹھواں حصہ شوال المکرم سنہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۲۳۳ویں نمبر پر تقریباً ۳۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

نواں حصہ:

اس کتاب کا نواں حصہ شوال المکرم سنہ ۱۴۳۶ھ بمطابق اگست ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)" نے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۲۵۶ ویں نمبر پر تقریباً ۴۷۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

دسواں حصہ:

اس کتاب کا دسواں حصہ رمضان المبارک سنہ ۱۴۳۸ھ بمطابق جون ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب

کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۲۷۸ ویں نمبر پر تقریباً ۵۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

گیارہواں حصہ:

اس کتاب کا گیارہواں حصہ شوال المکرم سنہ ۱۴۳۸ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۲۷۹ ویں نمبر پر تقریباً ۵۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

بارہواں حصہ:

اس کتاب کا بارہواں حصہ شعبان المعظم سنہ ۱۴۴۰ھ بمطابق مئی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلۂ اشاعت کے ۳۰۱ ویں نمبر پر تقریباً ۵۲۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

تیرہواں حصہ:

اس کتاب کا تیرہواں حصہ رمضان المبارک سنہ ۱۴۴۰ھ مطابق جون ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلہ ءاشاعت کے ۳۰۲ویں نمبر پر تقریباً ۵۲۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

چودھواں حصہ:

اس کتاب کا چودھواں حصہ شوال المکرم سنہ ۱۴۴۰ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلہ ءاشاعت کے ۳۰۳ویں نمبر پر تقریباً ۵۲۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

پندرہواں حصہ:

اس کتاب کا پندرہواں حصہ شوال المکرم سنہ ۱۴۴۱ھ بمطابق جون ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلہ ءاشاعت کے ۳۱۲ویں نمبر پر تقریباً ۵۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

سولہواں حصہ:

اس کتاب کا سولہواں حصہ ذی القعدہ سنہ ۱۴۴۱ھ بمطابق جولائی ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلہ ءاشاعت کے ۳۱۳ویں نمبر پر تقریباً ۵۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

سترہواں حصہ:

اس کتاب کا سترہواں حصہ جمادی الأولیٰ سنہ ۱۴۴۳ھ بمطابق دسمبر ۲۰۲۱ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے

مفت سلسلہءِ اشاعت کے ۳۳۰ویں نمبر پر تقریباً ۵۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

اٹھارہواں حصہ

اس کتاب کا اٹھارہواں حصہ شعبان المعظم سنہ ۱۴۴۴ھ بمطابق فروری ۲۰۲۳ء میں شائع ہوا۔ اور اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلہءِ اشاعت کے ۳۴۲ویں نمبر پر تقریباً ۵۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

انیسواں حصہ

اس کتاب کا انیسواں حصہ ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ بمطابق جون ۲۰۲۳ء میں شائع ہوا اس کتاب کو "جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)" نے مفت سلسلہءِ اشاعت کے ۳۴۸ویں نمبر پر شائع کیا۔[1]

اشاعت ثانی:

کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" جیسے ہی شائع ہوتی گئی عوام تو کجا علماء اور مفتیان کرام میں مشہور ومعروف ہوتی گئی اور یوں اس کتاب کو علماء اور مفتیان کرام کے درمیان مقبولیت حاصل ہوئی۔

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن فی الفور ختم ہوگئے۔ علماء اور مفتیان کرام کی فرمائش پر اس کتاب کے اشاعت ثانی کا مرحلہ شروع ہوا۔ پھر اس کتاب کے

---

[1] اس کتاب کا بیسواں حصہ جمادی الاُخریٰ ۱۴۴۵ھ / دسمبر ۲۰۲۳ء میں شائع ہوا اور وہ صرف ایک سوال کے جواب پر مشتمل ہے اور اس میں مفتی صاحب نے ۸۷ کُتُب سے مدد لی اور اس کتاب کو جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) نے سلسلہ مفت اشاعت کے ۳۵۴ویں نمبر پر ۵۲۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔

پہلے تین حصوں کو یکجا کر کے مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی نے شائع کیا تھا اور شوال المکرم ۱۴۳۹ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۸ء میں مفتی محمد شہزاد عطاری مدنی نے ''فتاویٰ حج وعمرہ'' کے ابتدائی گیارہ حصوں میں سے ''عورتوں کے مسائل'' (فتاویٰ حج وعمرہ سے ماخوذ) کے نام سے صرف خواتین کے مسائل کو علیحدہ کیا جسے ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۸ء میں جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے مفت سلسلہ اشاعت کے ۲۹۱ نمبر پر شائع کیا۔

فصل دوم: کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کے مُصنّف کے حالات:

خاندانی پس منظر:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی بن محمد شریف بن عمرالدین بن کرم الٰہی، آرائیں خاندان کے چشم وچراغ ہیں، براعظم ایشیاء میں یہ خاندان برادریوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اس خاندان عظمت نشان کے اسلاف واخلاف نے دین اسلام کی جس انداز میں خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کے کئی سنہری ابواب میں رقم ہیں، اس خاندان کے ہر طبقہ میں عُلماء وفُضلا، اَصفیاء، اَتقیاءَ، اَولیاء، اَغیاث، اَبدال، عارفین، کاملین، صالحین، مُحسنین، شُہداء اور غازی پیدا ہوئے، شریعت وطریقت کی مسانید کی زینت بنے اور ظاہری علوم وفنون کے ماہرین نے بھی قوم وملّت کی ہر شعبۂ حیات میں نمائندگی کی، ایک معلّم سے لیکر سربراہِ مملکت کے مَنصب پر بھی فائز ہوتے آئے۔

ولادت:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ محترم جناب محمد شریف نقشبندی مُجدّدی کے ہاں یکم مُحرِم الحرام سنہ ۱۳۸۸ھ بمطابق ۳ دسمبر ۱۹۶۸ء کو بمقام ٹھٹہ سندھ پیدا ہوئے، آپ کے والد کے مُرشد اور مفتی صاحب کے دادا مُرشد قُطب الوقت حضرت خواجہ شہاب الدین نقشبندی مُجدّدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کا نام محمد عطاء اللہ رکھا۔ وہ اس طرح کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مفتی صاحب کی پیدائش سے قبل آپ کے والد کو بیٹے کی پیدائش کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا جب بیٹا پیدا ہو تو مجھے اطلاع دینا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو انہیں بذریعہ خط اطلاع دی گئی تو انہوں نے یہ نام تجویز فرمایا۔

تعلیم وتربیت:

خاندانی روایت کے مطابق قرآن مجید تو آپ کے والد ماجد نے از خود گاؤں کے دوسرے بچوں کے ساتھ گاؤں کی مسجد میں مکمل کرایا، ساتھ ہی آپ اسکول میں بھی پڑھتے رہے اور چار کلاسیں پرائمری اسکول گوٹھ حاجی عطا محمد، دیھ انڈو تحصیل گھوڑا باری ضلع ٹھٹہ میں پڑھیں، پانچویں کلاس کے لئے ۱۹۷۹ء میں گورنمنٹ پرائمری سکول ٹھٹہ میں داخل ہوئے وہاں سے پانچویں پاس کی بعدہٗ چھٹی سے میٹرک تک گورنمنٹ ہائی سکول ٹھٹہ کے ہاسٹل میں رہے، پری انجینئرنگ فرسٹ ائیر کے لئے جامعہ ملیہ کالج کراچی میں داخل ہوئے پھر وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج گلشن اقبال، کراچی میں تبادلہ کروایا۔ ایف ایس سی میں تھے کہ فقیہ العصر شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی نقشبندی مُجدّدی کی نگاہِ کرم اور دعائے مستجاب نے

رنگ دکھایا تو دینی علوم وفنون کے حصول کا جذبہ بیدار ہوا اور آپ کی خدمتِ اقدّس میں ۱۹۸۷ء کے وسط میں حضرت موصوف کے قائم کردہ دارالعلوم انوارالمجدّدیہ النّعیمیہ محلّہ غریب آباد، ملیر توسیعی کالونی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے شروع کردیئے اور اسی سال آپ استاذ مکرم کی معیّت میں ماہِ رمضان المبارک کے عمرہ مبارکہ کی نعمت نصیب حاصل کی، تاہم دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کا حصول بھی جاری رکھا۔ آپ نے انٹر کے بعد علامہ اقبال کالج کراچی سے ریگولر B.A کیا پھر سندھ یونیورسٹی جامشورو سے ریگولر M.A عربک کیا۔ پھر ۲۰۱۲ء میں کراچی یونیورسٹی میں ایم فل / ایم ایس میں داخلہ لیا اور وہیں سے P.H.D کی ڈگری حاصل کی جس کی تفصیل آخر میں آئے گی۔

علوم دینیہ کا آغاز حسبِ معمول فارسی، عربی کُتُب سے ہوا، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی نقشبندی نے بیک فارسی، عربی کتابیں شروع کرادیں اور اس وقت شیخ الحدیث آٹھ بجے تک اپنے ادارے انوارالمجدّدیہ النعیمیہ میں پڑھاتے اور پھر اپنے اُستاد ومُرشد مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مفتی عبد اللہ نعیمی نقشبندی مُجدّدی شہید علیہ الرحمۃ کے دارالعلوم مجدّدیہ نعیمیہ میں تشریف لے جاتے اور دورۂ حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے اور ساتھ ہی ساتھ فتاویٰ بھی تحریر فرماتے اور یہ سلسلہ آپ نے اپنے استاد کے بچوں کے تدریس حدیث وافتاء کی مسند پر بیٹھنے کے قابل ہونے تک جاری رکھا۔

اور ظہر تا عصر پھر اپنے ادارے میں تعلیمی اُمور پوری تندہی سے مکمل فرمایا کرتے اور یہ ذمہ داری حضرت مفتی اعظم سندھ کی شہادت سے لے کر تقریباً

۱۹۹۶ء تک جاری رہی۔ آپ کے صاحبزادگان حضرت مولانا غلام محمد شہید علیہ الرحمۃ اور مفتی محمد جان نعیمی نقشبندی مُجدّدی مدظلہ' نے بھی شیخ الحدیث حضرت علّامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ' کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کرکے علوم وفنون کی دولت بے پایاں سے بہرہ مند ہوئے، شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے دورۂ حدیث شریف استاذُ العُلماء فقیہ العصر شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ سے پڑھا اور افتاء کی تربیت کلی طور پر آپ سے ہی پائی، اور دامادی کا شرف بھی انہیں سے رکھتے ہیں۔

اساتذہ کرام:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ' جن اساتذہ کرام سے دینی علوم وفنون کی دولت عظمیٰ سے مستفیض ہوئے اُن کے اسمائے گرامی درجِ ذیل ہیں۔

☆ فقیہ العَصر استاذُ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی نقشبندی مُجدّدی دامت برکاتہم، بانی و مہتمم، شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء دارالعلوم انوارُ المجدّدیہ النّعیمیّہ، غریب آباد، ملیر توسیعی کالونی، کراچی۔

☆ حضرت مولانا علامہ علی محمد صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ برادر اصغر وشاگرد شیخ الحدیث حضرت علّامہ مفتی محمد احمد نعیمی نقشبندی مُجدّدی مدظلہ'۔

☆ حضرت مولانا سیّد محمد ہاشم شاہ نعیمی علیہ الرحمہ، شاگرد رشید شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ'۔

☆ حضرت مولانا عبدالعزیز، شاگرد رشید شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی احمد

نعیمی مدظلہٗ۔

☆ حضرت علامہ قاری جان محمد صاحب رضوی علیہ الرحمہ شاگرد رشید جامعُ المعقُول والمنقُول علامہ عطا محمد بندیالوی علیہ الرحمۃ۔

آپ ۱۹۸۷ء کے وسط سے ۱۹۹۳ء کے اوائل تک فقیہ العصر استاذُ العُلماء حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی نقشندی مُجدّدی مدظلہ العالی سے خوب پڑھا اور انہیں کی تربیت خاصہ تھی کہ آپ مسندِ تدریس وافتاء پر متمکن ہوئے۔

اجازت روایت حدیث:

فقیہ العصر شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ کے علاوہ جن علماءِ کرام سے آپ کو اجازتِ روایتِ حدیث کی سند حاصل ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

تاجُ الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضاخاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ مفتی عبد الرحمن ٹھٹوی مدظلہ العالی

فیضِ ملت حضرت علامہ فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بیعت وخلافت:

آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ خاندان روحانی وراثت کا امین چلا آرہا ہے، لہٰذا اِسی وراثت کی حفاظت کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس خاندان عظمت نشان کے اس گل سر سبز کو بھی طریقت، عقیدت کی تبلیغ کے لئے وقف کیا جائے۔ چنانچہ سنتِ اسلاف کے پیش نظر ۱۹۸۷ء میں اپنے والد کے سگے چچا پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ غلام رسول صاحب نقشبندی مجدّدی علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

مجدّدیہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا، حضرت کے وصال کے بعد اُن کے خلیفہ وسجادہ نشین مُصنّف کتاب "خدا چاہتا ہے رضائے محمد" پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا اور ان کے علاوہ کسی دوسری کو خلافت نہ دی اسی طرح دسمبر ۲۰۲۰ء میں اُن کے وصال کے بعد اب آپ اس سلسلہ طریقت کے سجادہ نشین ہیں۔

ان کے علاوہ آپ کو حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بریلی شریف، انڈیا)، شیخ الاسلام مدنی میاں مدظلہ العالی (کچھوچھہ شریف انڈیا)، پیرِ طریقت حضرت علّامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خطیب عبدالعزیز شامی مدظلہ نے بھی اپنے اپنے سلسلہائے طریقت کی خلافت سے نوازا۔

تلامذہ:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے اور میرا یہ مقالہ اس کا متحمل نہیں کہ میں اس میں صرف آپ کے تلامذہ کا تذِکرہ کروں کہ جنہوں نے آپ سے باقاعدہ پڑھنے کے بعد سند الفراغ (یعنی درسِ نظامی ودورۂ حدیث) کی سند حاصل کی یا "تخصّص فی الفقہ" کے مروّجہ کورس کی تکمیل بعد تخصّص کی سند حاصل کی یا ایک عرصے تک آپ سے افتاء کی تربیت پانے کے بعد سندِ اجازتِ افتاء حاصل کی اور آپ کے یہ تینوں سلسلے اب بھی جاری وساری ہیں کیونکہ آپ آج بھی شیخ الحدیث کی مَسند پر متمکن ہیں اور فقہ میں تخصّص کرنے والوں کو اسباق

پڑھاتے ہیں اور آپ کی خدمت میں افتاء کی تربیت حاصل کرنے والے علماء کی کثیر تعداد موجود رہتی ہے۔

شادی خانہ آبادی اور اولاد:

آپ کی شادی خانہ آبادی کا مرحلہ ۱۹۹۷ء میں قائم ہوا، آپ کے استاذ مشفق شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ کی دختر نیک اختر سے عقد ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند ارجمند مسمّٰی بہ عطاء المصطفیٰ اور ایک بیٹی کی نعمت سے نوازا، خیال رہے کہ آپ کے دو بھائی محمد ثناء اللہ اور محمد عنایت اللہ جبکہ تین بہنیں ہیں، اللہ تعالیٰ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

عملی زندگی وتدریسی خدمات:

جیسے ہی آپ نے علومِ جدیدہ وقدیمہ سے بظاہر فراغت حاصل کی تو آپ نے تدریس کا آغاز فرمایا دسمبر ۱۹۹۲ء میں محکمہ تعلیم سندھ میں معلّم عربی کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی اور ساتھ ہی مادر علمی دارالعلوم انوارالمجدّدیہ النّعیمیہ میں تدریس کا آغاز فرمایا اور اپنے مشفق ومہربان استاد شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ کی زیر نگرانی سُنن ابی داؤد، سُنن نسائی، سُنن ابن ماجہ تک اکثر کُتب پڑھائیں اور دارالافتاء میں حضرت کی نیابت کی سعادت حاصل رہی اور سلسلہ ۱۹۹۷ء کے اختتام تک جاری رکھا۔

پھر ۲۰۰۰ء میں ادارہ جمعیت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان) کاغذی، میٹھادر ،کراچی تشریف لاکر جامعۃ النّور، نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی میں تدریس

شروع کی جب یہاں دورۂ حدیث شریف شروع ہوا تو آپ ہی پہلے شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور دورۂ حدیث شریف کے طلباء کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور کئی سال صرف صحیح بخاری کا درس دیتے رہے اور یہ سلسلہ ہنوز قائم ہے اور جامعۃ النور کے بنات کے شعبے کے پہلے شیخ الحدیث بھی آپ ہی مقرر ہوئے، کئی سالوں تک یہ فریضہ انجام دیتے رہے، ساتھ ساتھ اپنی ایک ہونہار طالبہ کی اس حوالے سے تربیت بھی فرماتے رہے تاکہ جامعۃ النور کا یہ شعبہ خود کفیل ہو جائے۔ بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور ایک سال قبل اپنی اسی طالبہ جو اس شعبہ کی ناظمہ بھی ہیں آپ نے اپنی نیابت میں دورۂ حدیث شریف پڑھانے کا حکم فرمایا اور خود اس ذمہ داری سے آزاد ہوئے۔ اس طرح آپ دارالعلوم انوار القرآن مصلح الدین گارڈن کراچی میں بھی شیخ الحدیث کی حیثیت سے تدریس فرمائی ہے۔

بانیان و کارکنانِ ادارہ کی خواہش پر ۲۰۰۰ء میں "دارالافتاء النور" کے نام سے دارالافتاء قائم کیا جس میں آپ مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے، سائلین کو زبانی اور تحریری جوابات ارشاد فرماتے رہے۔ پھر ایک عرصہ بعد آپ نے بانیان و کارکنانِ ادارہ کے مشورے سے "تخصص فی الفقہ" کا آغاز کیا اور کچھ علماءِ کرام جو "تخصص فی الفقہ" کر چکے تھے انہیں تدریب شروع کروائی اور ایک لمبے عرصے تک تدریب کروانے کے بعد جن سے مطمئن ہوتے انہیں اجازتِ افتاء کی سند جاری کی۔ اجازتِ افتاء حاصل کرنے والوں کی تعداد اس وقت سولہ (١٦) ہے اور آپ سے اجازتِ افتاء حاصل کرنے والے ملک و بیرونِ ملک فتویٰ نویسی کے ذریعے دینِ متین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ نے تخصص فی الفقہ اور تدریب کا ایک

مربوط و مضبوط نظام قائم کیا جو بڑی کامیابی سے چل رہا ہے اور آج بھی آپ اس کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ تدریب کرنے والوں کے علاوہ آپ کے شاگرد مفتیانِ کرام اجازتِ افتاء ملنے کے باوجود آج بھی فتاویٰ تحریر کرنے کے بعد اپنے استاد کو تصدیق کے لئے پیش کرتے ہیں اور اسے اپنے لئے اعزاز رکھتے ہیں۔ وہ مفتیانِ کرام جو آپ سے سندِ اجازت افتاء حاصل کرنے کے بعد آج تک اس شعبے سے منسلک ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں: مفتی جنید نعیمی، مفتی فرحان نعیمی، مفتی شہزاد نعیمی، مفتی مہتاب نعیمی، مفتی راجہ کاشف نعیمی، مفتی ابوثوبان محمد کاشف نعیمی، مفتی عمران مدنی نعیمی، مفتی محمد سجاد مدنی نعیمی، مفتی عبداللہ فہیمی نعیمی (لاڑکانہ)، مفتی عبید رضا مدنی نعیمی (میانوالی)، مفتی عبدالرحمن قادری نعیمی (افریقہ)، مفتی محمد قاسم نعیمی (انڈیا)، مفتی جلال الدین نعیمی (انڈیا) اور شیخ الحدیث مفتی شکیل اختر قادری نعیمی (انڈیا)۔ [1]

تصانیف:

آپ کے قلم سے چھوٹی بڑی بیسیوں کتابیں شائع ہو کر اہل اسلام تک پہنچی جن میں سے اکثر کو ادارہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) نے اپنے مفت سلسلہ اشاعت میں شائع کر کے ملک کے کونے کونے تک پہنچایا اور آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

---

[1] اور وہ علماءِ کرام جو کئی سالوں سے آپ سے افتاء کی تربیت حاصل کر رہے ہیں ان میں کچھ مندرجہ ذیل ہیں: علّامہ طلحہ حیدری، علّامہ آصف، علّامہ طارق، علّامہ منہاج الدین، علّامہ خرم، علّامہ اسامہ، علّامہ سیّد منیز شاہ، علّامہ محمود احمد مدنی، علّامہ کامران، علّامہ عباد قادری، علّامہ سیّد حضور بخش وغیرہم۔

مطبوعہ تصانیف:

۱۔ "طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم"۔

یہ کتاب ۲۰۰۲ء میں جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں دو ہزار کی مقدار میں شائع ہو کر ملک کے کونے کونے تک پہنچی، پھر کچھ اضافے کے ساتھ ۲۰۰۸ء میں مکتبہ برکات المدینہ بہادرآباد کراچی سے شائع ہوئی اور پھر ۲۰۱۰ء میں اسی مکتبہ کی طرف سے شائع ہوئی، پھر یہی کتاب جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے شائع کی اور یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک مکمل تصنیف ہے جو عوام وخواص خصوصاً اہلِ تحقیق کے ہاں بہت مقبول ہوئی۔

۲۔ العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ

اس کا مکمل تعارف فصل اول میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی کی تصنیف "کشف الالتباس فی استحباب اللباس" کا اردو ترجمہ بنام "لباس کی سنتیں اور آداب"۔

اس رسالہ کو دار احیاء العلوم نے شائع کیا۔ اس کتاب کے ساتھ شیخ مُحقق کا اصل فارسی رسالہ بمع تخریج بھی شائع ہوا۔ اس پر تخریج کا فریضہ آپ کے شاگرد شیخ الحدیث مفتی فرحان صاحب نے ادا کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ستمبر 2003 میں جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے شائع کیا۔

۴۔ مخدوم عبدالواحد سیوستانی کی تالیف "اَصدقُ التَّصدیق فی اَفضلیّتِ الصدیق" کا اردو ترجمہ۔

اس رسالہ کو جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے اپنے سلسلہ اشاعت اپریل 2012 میں شائع کیا۔

۵۔ علامہ آخوند جان حنفی کے تحریر کردہ عربی رسالہ کا اردو ترجمہ بنام "دوسرے روز زوال سے قبل رمی کی ممانعت" کا اردو ترجمہ جس کو جمعیّت اِشاعت اہلسنّت نے اپنے سلسلہ اشاعت میں مئی 2011 میں شائع کیا۔

۶۔ مُلّا علی قاری حنفی کے تحریر کردہ عربی رسالہ کا اردو ترجمہ بنام "حالت طواف میں ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے کا حکم"۔

اس رسالہ کو جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے جون 2011 کے سلسلہ میں شائع کیا۔

۷۔ مُلّا علی قاری حنفی کے تحریر کردہ رسالہ بنام "الحظُّ الاوفَر فی الحج الاکبر" کا اردو ترجمہ بنام "حج اکبر" اور ساتھ ہی آپ نے "تائید الحظ الأوفر" کے نام سے اس پر اضافہ کیا۔

اس رسالہ کو جمعیّت اِشاعت اہلسنّت پاکستان نے اکتوبر 2011 کے سلسلہ میں شائع کیا۔

۸۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی کے عربی رسالہ "احکامُ صلاۃِ الجنازۃِ فی المسجد" کا اردو ترجمہ بمع تخریج و تحقیق۔

اس رسالہ کو جمعیّت اِشاعت اہلسنّت پاکستان نے دسمبر 2013 میں شائع کیا۔

۹۔ مخدوم عبد الواحد سیوستانی کی تالیف " الاربعین " کا اردو ترجمہ۔

اس رسالہ کو جمعیت اشاعت اہلسنت نے جولائی 2012 میں شائع کیا۔

۱۰۔ مخدوم عبد الواحد سیوستانی کی تالیف "إرشادُ الصّواب لمَن وقعَ في بعضِ الأصحاب" کا اردو ترجمہ۔

اس رسالہ کو جمعیت اشاعت اہلسنت نے جون 2013 میں شائع کیا۔

حاشیہ نگاری:

یہ توشیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی کی اُن تصانیف کا ذکر ہے، جو آپ نے تالیف کیں یا جن کُتُب کا اردو ترجمہ کیا۔ آپ نے اردو تراجم پر علمی اور تحقیقی حواشی بھی لکھے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حواشی رسالہ "ذبیحہ حلال ہے" تصنیف مولانا معین الدین اجمیری۔

اس رسالہ کو جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے اگست 2008 میں اپنے سلسلے میں شائع کیا۔

۲۔ حواشی رسالہ "غیر مسلموں سے میل جول کی شرعی حیثیت" تحریر رئیس العلماء علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی۔ اس رسالہ کو جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے ستمبر 2008 میں اپنے سلسلے میں شائع کیا۔

۳۔ حواشی رسالہ "ابواب السّعادۃ فی اسباب الشھادۃ" حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی متوفی 911 ھ ترجمہ اُردو ریسرچ اسکالر حامد علی علیمی۔ اس رسالہ کو جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے اپنے سلسلہ اشاعت مئی 2012 میں

شائع کیا۔

۴۔ حواشی رسالہ "گستاخِ رسول کی سزائے موت" تالیف سیّد ریاض حسین شاہ۔ اس رسالہ کو جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے اپنے سلسلہ اشاعت فروری 2011 میں شائع کیا۔

۵۔ حواشی رسالہ "أسوطُ العذاب علی قوامح القباب" (مزارات اولیاء و صالحین پر قبوں کی شرعی حیثیت) تصنیف صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی۔

اس رسالہ کو جمعیّت اِشاعت اہلسنّت پاکستان نے اپنے سلسلہ اشاعت ستمبر 2011 میں شائع کیا۔

۶۔ مقدمہ و حواشی رسالہ "تخلیق پاکستان میں علماء اہلسنّت کا کردار" تالیف پیرِ طریقت حضرت علّامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اس کی متعدد بار اشاعت ہوئی۔ پہلی بار جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے رجب ۱۴۲۰ھ بمطابق 2007ء میں شائع کیا۔ اسے ماہنامہ مصلح الدین نے بھی شائع کیا، اس کے علاوہ کئی اور اداروں نے اسے شائع کیا۔ ابھی تک ۲۳ ہزار سے زیادہ کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔

۷۔ حواشی و تخریج "خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ" تالیف پیرِ طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 2020ء۔ اسے جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے پہلی بار چار حصوں میں ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاُولیٰ اور جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق 2010ء میں شائع کیا۔ اس کے

بعد کئی بار ایک ساتھ شائع کیا ہے۔

عربی کُتُب:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی عطاء اللہ نعیمی نے مخطوط پر تحقیقی کام بھی سر انجام دیے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ تخریج و تحقیق عربی رسالہ "تیسیر القدیر فی اضحیۃ الفقیر" علامہ مخدوم عبد الواحد سیوستانی ۔ اس رسالہ کو جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے اکتوبر 2012 میں شائع کیا۔

اور اپنی نگرانی میں کئی عربی کُتُب پر تحقیقی کام کروایا جسے "السَّیفُ الجَلِی علی سَابِّ النَّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی اور "انباءُ الأنباء فی حیاۃِ الأنبیاء" علّامہ ابوالحسن صغیر سندھی ۔ یہ کام آپ کے شاگرد مفتی عبد اللہ فہیمی (لاڑکانہ) نے سر انجام دیا۔

غیر مطبوعہ تصانیف:

۱۔ تخریج و تحقیق اور ترجمہ مناسکِ حج و عمرہ پر تحریر شُدہ فارسی کتاب "حیاۃ القُلوب فی زیارۃِ المحبوب" تصنیف شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۲۔ تخریج و تحقیق عربی رسالہ "رفع الغطاء عن مسئلۃ جعل العمامۃ تحت الرداء" علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی۔ [1]

---

[1] فقہ حنفی کی ارتقاء میں علمائے سندھ کا کردار اور علمی خدمات (۱۹۴۷ء تا ۲۰۱۵ء)، ص ۳۱۹، سندھ کے تعلیمی اور تمدنی ارتقاء میں فقہائے سندھ کی علمی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص ۳۰۴

پی ایچ ڈی:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ کو ڈاکٹریٹ یعنی پی ایچ ڈی Doctor of Philosophy (PhD) کی ڈگری تفویض کی گئی ہے۔

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری کے زیر نگرانی، مخدوم الخادیم قاضی مفتی فقیہ عبد الواحد سیوستانی متوفی ۱۲۲۴ھ کی تصنیف "الفتاوی الواحدیہ جلد اول تحقیق وتخریج" کے عنوان پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔ جس پر آپ کو جامعہ کراچی سے ۲۰۲۳ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی گئی۔

یہ خبر اخبارات میں بھی شائع ہوئی۔

اس خبر کو روزنامہ "اردو پوائنٹ" نے آن لائن خبر جاری کی ہے، جس کو ہم مِن وعَن ذِکر کر رہے ہیں:

"جامعہ اسلامیہ امام اعظم ابو حنیفہ نارتھ کراچی کے بانی ومدیر اور سابق ڈین کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری کے زیر نگرانی طالب علم مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی کو باب الاسلام سندھ کے مخدوم عبد الواحد سیوستانی (متوفی 1124ھ) کی تصنیف "الفتاویٰ الواحدیہ" یعنی "البیاض الواحدی" پر تحقیق وتخریجی کام کی تکمیل پر وائیوا کے بعد پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے اہل قرار دے دیا گیا۔

اس سلسلے میں طالب علم مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی کے مقالے کو بورڈ آف ریسرچ کونسل جامعہ کراچی میں پیش کرتے ہوئے پاکستان اور عرب ممالک کی جامعات کے دو معروف محقّقین کا تقرر کیا گیا۔ جبکہ پاکستان کے معروف تحقیقی اسکالر اور گورنمنٹ اکنامکس کالج کراچی کے پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین مہروی کو مقالہ ارسال کیا گیا جنہوں نے جانچ کے بعد اپنی سفارشات میں اسے اہل قرار دیا۔

وائیوا امتحان جامعہ کراچی کے موجودہ ڈین کلیہ معارف اسلامیہ ڈاکٹر زاہد علی زاہدی کی نگرانی میں ڈاکٹر ضیاء الدین مہروی اور پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری نے لیا جس میں بعض نکات پر طالب علم کو اصلاح کی ہدایت کی گئی۔ واضح رہے مخدوم عبد الواحد سیوستانی کلہوڑا دَور میں سندھ کے مذہبی اُمور کے سربراہ اور قاضی تھے جو روحانیت میں خواجہ صفی اللہ مجدّدی نقشبندی (متوفی 1212ھ) سے خلافت یافتہ تھے۔

مخدوم عبد الواحد سیوستانی کی کئی علمی تصانیف عربی وفارسی زبان میں مخطوطہ کی صورت میں موجود تھیں، طالب علم مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اس مخطوطہ پر تحقیقی وتخریجی کام کیا ہے"۔[1]

[1] روزنامہ اُردو پوائنٹ، بروز ہفتہ ۲۵ مارچ ۲۰۲۳ء

فصل سوم: کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کی اہمیت وافادیت

یہ کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" اپنے موضوع کے حوالے سے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ اس کا تعلّق فقہ اسلامی سے ہے اور فقہ علوم اسلامیہ میں سب سے زیادہ وسیع اور تحقیقی علم ہے اس لیے کہ ایک طرف قرآن اور علوم قرآن وحدیث اور متعلّقاتِ حدیث، اقوالِ صحابہ، ارشاداتِ ائمہ، اجتہاداتِ فقہاء اور جزئیات وفروعات کے باریک امتیازات پر وسیع نظر اور مرجوح اور غیر مرجوح پر وسیع اطلاع اور بدلتے ہوئے حالات میں مسائل دین کو شریعت کی روح کو ملحوظ رکھ کر استنباط کرنے کا نام فقہ ہے۔

اس لئے یہ کتاب فقہ کے ایک جُزء "حج وعمرہ" کے مسائل پر مشتمل ہے، حج وعمرہ کے ایسے مسائل ہیں، جن سے صاحبِ وسعت مسلمان کا تعلّق ہوتا ہے۔

یہ کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" اسلامی فقہ میں مستند ومعتمد شمار کی جاتی ہے۔ حج وعمرہ کے مسائل میں یہ کتاب ایک ماخذ کی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اور یہ کتاب علماء میں بے حد مقبول ومعروف ہے اور جیّد علماء کے اس کتاب کے بارے میں یہ تاثرات ہیں کہ اس کتاب سے بہتر حج وعمرہ کے مسائل کے متعلّق کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اہل علم سے اس کتاب کی قدر ومنزلت مخفی نہیں ہے۔

اس کتاب کی اہمیت اس سے بھی نمایاں ہوتی ہے کہ اس کتاب میں معتبر اور مستند مآخذ پر بنیاد رکھتے ہوئے جوابات دیئے گئے ہیں اور مُصنّف نے ایسی کُتُب کو بھی مرجع بنایا ہے کہ جن کی طرف آج کل عام طور پر توجہ نہیں دی جاتی حالانکہ وہ

بہت اہم اور تحقیقی ماٰخذ شمار ہوتے ہیں۔ کتاب کے اہم ماٰخذ میں بعض ایسی کُتُب ہیں جو کہ اب تک شائع ہی نہیں ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے اس کتاب کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے۔

اس کتاب کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ دارُ الإفتاء میں ہر مفتی حج وعمرہ کے مسائل کے متعلق اس کتاب کے طرف التفات کرتا ہے۔ اور اس کتاب کے مسائل کو مُفتیٰ بہ مسائل سمجھتا ہے۔

اس کتاب میں صحیح روایات اور اقوال کو ماخذ بنایا گیا ہے۔ ضعیف اور غیر مستند روایات واقوال سے گریز کیا گیا ہے۔ خاص طور پر اس کتاب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کو زیادہ تر بنیاد بنایا ہے اگر چہ صحاح ستّہ میں سے دیگر کُتُب سے بھی روایات ذِکر کی گئی ہیں، لیکن حدیث کو ذِکر کرتے وقت "صحیحین" کو ترجیح دی گئی ہے۔

اس کے علاوہ بھی مندرجہ ذیل باتوں سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت واضح ہوتی ہے۔

خصوصیات:

1. اکثر مسائل کے جواب میں سب سے پہلے قرآن مجید کی آیات اور احادیث کا بیان ذِکر کیا گیا ہے اور اس کی روشنی میں مسئلہ کے حل کے لیے صحابہ کے اقوال ذِکر کیے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ ائمہ کرام اور فقہاء کرام کے اقوال بھی بیان کئے گئے ہیں۔

2. بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان کے حل کے لیے براہ راست قرآنی آیات سے رہنمائی ممکن ہے پھر بھی اس پر اکتفانہ کرتے ہوئے قرآنی آیات کے ذِکر کرنے کے بعد اس موضوع کے متعلق احادیث سے استدلال کیا گیا ہے اور قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں ایک جامع رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔
3. حج و عمرہ کے مسائل کے متعلق فقط احناف کا موقّف ذِکر نہیں کیا گیا بلکہ بعض مقامات پر دیگر فقہاء حنابلہ شوافع اور مالکیہ کا موقّف بھی ذِکر کیا گیا ہے۔ اس سے کتاب کے مصنّف کی وُسعتِ علمی کے ساتھ ساتھ ان کا مذاہبِ اربعہ کے فقہ پر تفُقّہ بھی معلوم ہوتا ہے۔
4. فتوی دیتے وقت زیادہ تر دلائل قرآن اور حدیث نقل کرتے ہیں اور بعض دفعہ ایک سے زائد کتابوں سے دلائل نقل کرتے ہیں۔
5. پوچھے گئے بعض سوالات ایسے بھی ہیں جو کہ مُفصّل و مدلل ہیں ۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعض سائل ایسے بھی ہیں، جن کا تعلق اہل علم کے طبقہ سے ہے۔ایسے سوالات کے جوابات مُفصل اور تحقیقی انداز میں دیے گئے ہیں، تاکہ اہل علم کی تشنگی باقی نہ رہے۔
6. بعض اخلاقی اور نزاعی مسائل میں اعتدال کی راہ اپناتے ہوئے بڑی خوش اُسلوبی سے جوابات دیے گئے ہیں اور اپنا موقّف اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ جس سے کسی کی بھی تنقیص یا دل آزاری نہیں ہوتی۔
7. اس کتاب کا اُسلوبِ بیان نہایت آسان اور سادہ ہے اور اس کتاب کی

ترتیب عمدہ ہے۔

8. اگرچہ اس کتاب میں احناف کے مسائل ذِکر ہیں لیکن ان کے ساتھ ساتھ دیگر ائمہ کی آراء بھی اس کتاب میں مذکور ہیں۔ نیز اس کتاب میں ایسے مسائل بھی موجود ہیں جس میں دیگر ائمہ کے آراء دلائل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ان کے دلائل ذِکر کیے گئے ہیں۔

9. کتاب کو بہترین عنوانات سے مزین کیا گیا ہے، تاکہ اس کتاب کو پڑھنے والا بہت ہی جلد اپنے مطلوبہ مسئلہ تک پہنچ جائے۔

10. اس کتاب کو مطبوع کُتُب کے علاوہ مخطوط کُتُب سے بھی مرتّب کیا گیا ہے، جس سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت بڑھ جاتی ہے۔

کتاب کا منہج واُسلوب

آیات قرآنی سے استدلال:

قرآن علم کا ایک سمندر ہے، ہر کوئی حاجت مند ہو کر اس بحرِ علم کی طرف بڑھتا ہے۔ اس کے نُزول سے لے کر اب تک ہزاروں، لاکھوں افراد نے زبان اور قلم و دوات لے کر اس کے معانی و معارف، اَسرار و حِکَم کی معرفت اور اس کے اُصول واحکام کی وضاحت کی طرف قدم اُٹھایا ہے۔ بے شمار اپنی صلاحیت اور ہمت کے ساتھ اس کی طرف بڑھے ہیں اور لاتعداد نے اسے سعادتِ عظمیٰ جانتے ہوئے اس کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ ہر زمانے میں اس کے معانی و معارف اور علوم و تفسیر کے ساتھ وابستہ خوش بختوں کا شمار ممکن نہیں ہے۔

اسی طرح قرآن مجید فقہ کا اول ماخذ ہے جو بنیادی قواعدِ کُلیہ مہیا کرتا ہے۔ اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں بھی قرآن پاک سے استدلال کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ چنانچہ وہ مختلف مسائل کے حوالے سے اخذ و استنباط کے لئے قرآنی آیات سے استدلال ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آیا تو سب سے پہلے قرآنی آیات سے اس کی دلیل پیش کی گئی ہے اور آیات کا وہی جُزء نقل کیا گیا ہے جو مسئلہ کے حل کے لیے معاون ثابت ہوتا ہو۔

بطور نمونہ ہم کچھ امثلہ ذِکر کرتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا اس پر قربانی لازم ہوئی لیکن وہ غریب ہے قربانی کی اس میں ہمت نہیں تو وہ کیا کرے؟

جواب: متمتع پر قربانی واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص محتاج ہو کہ اپنا اسباب بیچ کر بھی قربانی نہ کر سکتا ہو تو قربانی کے بدلے اس پر دس (۱۰) روزے واجب ہوں گے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ﴿ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ﴾ (1)

ترجمہ: پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ، یہ پورے دس ہیں۔ (کنز الایمان) (2)

---

(1) البقرۃ: ۲/ ۱۹۶

(2) العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ، ۲/۸۸

اسی طرح ایک اور استفتاء کے جواب میں بطور استشہاد قرآن مجید کی آیت کو ذکر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اسی کتاب میں سوال مذکور ہوا ہے کہ:

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون حج کے لئے آئی ہیں اور وہ مانع ماہواری گولیاں استعمال کرتی ہے اس لئے کہ وہ حرمین شریفین کی عبادات زیادہ سے زیادہ کر سکے اور پھر یہاں مخصوص ایام ٹھہرنے کے لئے ملتے ہیں وہ بھی ماہواری میں گزر جائیں تو ان مقامات پر عبادت کن ایام میں کرے گی، کیا اس بنا پر وہ گولیاں استعمال کر سکتی ہے؟

جواب: ماہواری کا آنا یہ ایک قدرتی عمل ہے اور اُسے روکنا نقصان سے خالی نہیں ہوتا اور جہاں تک اِن گولیوں کے استعمال کا تعلق ہے جو ماہواری روکنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں تو وہ اس شرط کے ساتھ جائز ہیں کہ اُن میں کوئی حرام شئ نہ ہو اور وہ طبی وجسمانی لحاظ سے مُضرِ صحت نہ ہوں کہ کسی بڑے جسمانی عارضے کا سبب بنیں، قرآن کریم میں ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (1)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (کنزالایمان) (2)

کُتُب تفاسیر سے استدلال:

کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ جب استفتاء کے جواب میں علماء متقدمین کی تفاسیر کو بھی بطور استشہاد ذکر کیا گیا ہے۔

---

(1) البقرۃ: ۲/ ۱۹۵

(2) العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ، ۶، ۹۱/

جیسا کہ ایک سوال میں مذکور ہے:

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ قصداً وارادۃً محظوراتِ احرام وممنوعاتِ حج کے ارتکاب اور واجبات کو ترک کرنے والوں کے بارے میں شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے کیونکہ مسلمان ممالک کے صدور یاوزراء اعظم یا دیگر اُمراء، وزراء اور مشیر آتے ہیں عمرہ یاحج ادا کرتے ہیں حلق تووہ بالکل کرواتے ہی ہیں، قصر شرعی بھی وہ شاید نہ کرواتے ہوں ان لوگوں اور ان جیسے دوسرے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: ماموررات کا ترک ہو یا منہیات کا ارتکاب دونوں ممنوع ہیں یعنی وہ کام کہ شریعت مطہرہ نے جن کے کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو بلاعُذر شرعی چھوڑنا یاوہ کام کہ شریعت مطہرہ نے جن کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے وہ کام بلاعُذر شرعی کرنا ممنوع ہے وہ احکام جو فرض یاواجب کے درجے میں ہیں اُن کو چھوڑنے والا اور وہ کام جو حرام قطعی یا حرام ظنّی یعنی کراہت تحریمی کے درجے میں ہیں ان کا ارتکاب کرنے والا عند اللہ گُنہگار ہے، اور قصداً ان ماموررات اور سُنَن کا ترک مُحرِمیوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو ہدایت عطافرمائے جو ایسا کرتے ہیں۔

شیخ نجم الدین نسفی نے اپنی تفسیر "التَّیسِیر" میں اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (1) أي: اصطاد بعد ذلك الإبتداءِ، قيل: هو العذابُ في الآخرةِ مع الكفّارةِ في الدُّنيا، إذا لم يَتُبْ منه،

(1) البقرۃ:٢/ ١٧٨

فإنّها لا ترفعُ الذَّنبَ عن المصرِّ، انتھی.

یعنی، اُس نے اِس ابتداء کے بعد شکار کیا، کہا گیا ہے کہ جب وہ اس جُرم سے توبہ نہیں کرتا تو دنیا میں اس کفّارے کے ساتھ آخرت کا عذاب ہے کیونکہ کفارہ مصرّ سے گناہ نہیں اُٹھاتا۔ (1)

احادیث سے استدلال:

اسی طرح قرآن مجید کے بعد سنّت فقہ کا دوسرا مآخذ ہے۔ جب کسی مسئلہ کی دلیل قرآن سے نہیں ملتی تو آپ حدیثِ متواترہ کی طرف رُجوع کیا گیا ہے اور اس سے استدلال کیا گیا ہے ورنہ اس حدیث کو لیا گیا ہے جو کم از کم متن اور سند کے اعتبار سے صحیح ہو۔

اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں بھی احادیث مبارکہ سے استدلال کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ چنانچہ مختلف مسائل کے حوالے سے اخذ واستنباط کے لئے احادیث مبارکہ سے استدلال ہوتا ہے۔

جیسا کہ ایک استفتاء مذکور ہے:

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آبِ زم زم پیتے وقت کیا دعا مانگنی چاہئے اور آب زم زم کس نیت سے پینا چاہئے؟

جواب: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ زم زم کے بارے میں ارشاد فرمایا: "إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ وَإِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ وَ

---

(1) العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ، ۶، ۱۸/

شِفَاءُ سُقْمٍ" ❶

یعنی، "یہ (آبِ زم زم) برکت والا ہے اور یہ بھوکے کے لئے کھانا اور بیمار کے لئے شفا ہے"۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَه ❷

یعنی، "آبِ زم زم اس مقصد کے لئے ہے جس مقصد کے لئے پیا گیا"۔

مندرجہ بالا سطور میں مذکور احادیث سے واضح ہے کہ آبِ زم زم جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ مقصد حاصل ہوتا ہے کھانا سمجھ کر پیا جائے تو بھوک مٹائے گا، امراض کے علاج سمجھ کر پیا جائے تو شفاء حاصل ہوگی۔

آثارِ صحابہ سے استدلال:

اسی طرح ہے جب کسی مسئلہ کی دلیل قرآن وحدیث سے نہیں ملتی تو آثارِ صحابہ کی طرف رُجوع کیا گیا ہے اور وہ اُس قولِ صحابی کا التزام کیا گیا ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اگر اگر کوئی ایسا قول پیش آجائے جس میں صحابہ کا اختلاف ہو تو اس میں اس قول کو ترجیح دی گئی ہے جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہو یا خلفائے راشدین میں سے ہوں۔

ذیل میں ہم بطور نمونہ ایک مثال ذِکر کرتے ہیں، جس میں حضرت سیدنا

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي ذر رضي الله عنه، رقم الحديث: ٧٤٧٣، ٤/ ١٩٢٢

❷ مسند احمد، رقم الحديث: ١٤٨٤٩، ٢٣/ ١٤٠

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ رمی، قُربانی اور حلق کے درمیان ترتیب کیا ہے اور اگر کسی وجہ سے ترتیب بدل جائے تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب: صُورتِ مسئولہ میں قارن اور مُتمتع حاجی کے لئے رَمی، قُربانی اور حلق کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے اور حج افراد کرنے والے پر چونکہ قربانی لازم نہیں، اس لئے مُفرد پر فقط رَمی اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے یعنی پہلے وہ رَمی کرے اور پھر حلق یا تقصیر، اور خلافِ ترتیب عمل کرنے والے حاجی پر ایک دَم لازم ہو گا۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک ترتیب کے خلاف کرنے سے دَم لازم آتا ہے اُن کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا عَلَى نُسُكٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ [1]

یعنی، "جس شخص نے حج کے ایک فعل کو دوسرے پر مقدم کر دیا تو اُس پر دَم لازم ہے"۔

شروحاتِ احادیث سے استدلال:

اسی طرح جب کسی مسئلہ کا جواب قرآن وحدیث میں مذکور نہیں ہے تو اس کتاب "العُروۃِ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں احادیث کی شروحات سے بطور استشہاد دلیل ذِکر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ

---

[1] العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ، ۷، ۱/۷۵

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ بیتُ اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے کے بارے میں مشہور ہے کہ دعا قبول ہوتی ہے، تو یہ دُعا کھڑے ہو کر مانگنی چاہئے یا بیٹھ کر؟

جواب: یہ دُعا کھڑے ہو کر مانگنا چاہئے، چنانچہ امام ابن حجر مکی شافعی لکھتے ہیں: و السنّۃُ أن یکونَ دُعاؤُہ و ھو واقفٌ [1]

یعنی، سنت ہے کہ اُس کی دعا اِس حال میں ہو کہ وہ کھڑا ہو۔

اشعار سے استدلال:

فتاوی نویسی ایک قانونی معاملہ ہے جس میں شرعی حکم کی طرف رہنمائی مطلوب ہوتی ہے۔ اسی حکم شرعی دلیل سے بیان کیا جاتا ہے ہے لیکن اسی کتاب ''العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ'' میں بعض ایسے مسائل ہیں، جن کا شرعی حکم قرآن واحادیث اور اقوالِ فقہاء کی روشنی میں بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عربی اشعار کے ذریعے بھی تائیدات پیش کی ہیں، جو احکام شرعیہ پر من وعن صادق آتے ہیں۔ وہ مسائل اگرچہ زیادہ نہیں ہیں لیکن القلیل ینبیٔ عن الکثیر کا مصداق ضرور ہے۔ اس سے صاحبِ کتاب کی عربی وفارسی ادب پر کامل دسترس حاصل ہونے پر دلالت ہوتی ہے۔

بطور نمونہ ہم کچھ فتویٰ جات ذکر کرتے ہیں جس میں صاحبِ کتاب نے

---

[1] حاشیۃ العلامۃ ابن حجر علی شرح الإیضاح، البا ب الثالث: فی دخول مکۃ زادھا اللہ شرفاً، الفصل الأول: فی آداب دخولھا، ص ۲۳٤

اشعار سے دلیل اخذ کیے ہیں:

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ کے بارے میں کہ حرمِ مکہ کی حُدود کون کون سی ہیں اور مسجد الحرام سے اُن کا فاصلہ کتنا کتنا ہے؟

جواب: اُس کی حد مدینہ منورہ کے راستے کی طرف سے تنعیم کے قریب مکہ مکرمہ سے تین (شرعی) میل کے فاصلہ پر ہے اور جعرانہ کے راستے سے شعبِ خالد بن عبد اللہ (یعنی خالد بن عبد اللہ کی گھاٹی) تک ہے جو مکہ مکرمہ سے نو (شرعی) میل کے فاصلے پر ہے۔ جدّہ کی طرف سے مکہ مکرمہ سے دس (شرعی) میل پر اور طائف کی طرف سے عرفات پر بطنِ عُرنہ تک ہے، یہ فاصلہ مکہ مکرمہ سے سات (شرعی) میل کی مسافت پر ہے۔ اور عراق کی طرف سے ثنیہ پہاڑ پر ہے اور یہ فاصلہ مکہ مکرمہ سے سات شرعی میل کی مسافت پر ہے۔

قاضی ابو الفضل نووی (یا نویری) نے حدودِ حرم کو اشعار میں نظم کیا جن کا مفہوم یہ ہے:

و للحرم التحدید من أرض طیبة وسبعة أمیال عراق و طائف

وجدة عشر ثم تسع جعرانة ومن یمن سبع بتقدیم سینها

وقد کملت فاشکر لربك إحسانه (1)

یعنی، حدِّ حرم مدینہ منورہ کی جانب تین (شرعی) میل تک ہے اور طائف و عراق کی جانب سات (شرعی) میل اور جدّہ کی طرف سے دس (شرعی) میل اور جعرانہ کی

(1) شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، الباب الثالث :فی حرم مکة، ۱/ ۸۷

طرف سے نو (شرعی) میل اور یمن کی طرف سے سات (شرعی) میل۔

اردو زبان:

چونکہ یہ کتاب عوامی مسائل کے لحاظ سے مرتّب کی گئی ہے۔ اسی لئے جس زبان میں سوالات آتے گئے اُسی زبان میں جوابات دیئے گئے۔ اس لئے اس کتاب کی زبان اردو ہے۔

عام فہم اسلوب:

یہ کتاب اپنے اسلوب و منہج میں منفرد نوعیت کی حامل ہے، جس میں قرآنی احکام و مسائل کو جامع و مُفصل اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے، تاکہ عام قاری بھی اس کتاب کا مطالعہ کر سکے۔

مُفتیٰ بہ اقوال:

اس کتاب میں استفتاء کے جواب دیتے وقت فقط مفتیٰ بہ اقوال ذِکر کئے گئے ہیں، غیر مفتیٰ بہ اقوال نیز مرجوح اقوال اور ضعیف و مردود اقوال کو ذِکر نہیں کیا گیا۔

کتاب کا درجہ:

اس کتاب کو دیکھا جائے تو یہ کتاب ثانوی مصادر میں شمار ہوتی ہے۔ یعنی اس کتاب کو اُمہات الکُتُب میں شمار تو نہیں کیا جائے گا البتہ فتاوی کے اعتبار سے اس کتاب سے کوئی بھی مفتی مستغنی نہیں رہے گا۔

حوالہ جات کا التزام:

اس کتاب میں حوالہ دینے کے لئے درج ذیل مناہج اپنائے گئے ہیں:

۱۔ آیات قرآنیہ مشکّل ہیں اور ان کے حوالہ میں سورت کا نام، اس کا نمبر اور آیت نمبر ذِکر کیا گیا ہے۔ نیز آیات کے حوالہ جات حواشی میں دیے گئے ہیں۔

۲۔ احادیث کی تخریج بھی حواشی میں ذِکر کی گئی ہے۔ نیز حدیث کا حوالہ دیتے وقت حدیث کی کتاب کا نام اور اس میں باب کا نام اور فصل کا نام بھی مذکور ہے، نیز حدیث نمبر، جلد نمبر اور صفحہ نمبر بھی ذِکر کیا گیا ہے تاکہ متعدد نسخوں کی وجہ سے کُتُب حدیث میں حدیث تک جلدی میں پہنچا جائے۔

۳۔ فقہ اور دیگر کُتُب کے حوالاجات بھی حواشی میں ذِکر کئے گئے ہیں۔ نیز فقہ کی کتاب کا حوالہ دیتے وقت کتاب کا نام اور اس میں باب کا نام اور فصل کا نام بھی مذکور ہے، نیز مسئلہ نمبر، جلد نمبر اور صفحہ نمبر بھی ذِکر کیا گیا ہے اگر وہ کتاب کسی کتاب کی شرح ہے تو مُصنّف نے "تحت قولہ" لکھ کر اس قول کو بھی ذِکر کیا ہے جس کی شرح سے یہ عبارت ہے تاکہ متعدد نسخوں کی وجہ سے کُتُب فقہ میں عبارت تک جلدی میں پہنچا جائے۔

کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" کے مصادر ومراجع:

کسی کتاب کی تصنیف میں مصادر کا کردار بڑا اہم اور نمایاں ہوتا ہے۔ خصوصاً اس کتاب کی تالیف میں یہ کردار اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ مصادر سے اس کتاب کی شان ومقام اور قد کاٹھ کا اندازہ لگانا آسان ہوتا ہے۔

اس کتاب کے مؤلّف کی فقہ اسلامی میں دقیق نظر ہے، جس کی بنا پر مختلف

الانواع مصادر و مراجع اور ادبی ذخیرہ علم سے ان کی براہ راست وابستگی رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں مؤلّف کتاب کو وسیع النظر فی وقلبی نصیب ہوئی ہے۔ اسی لیے مؤلّف کتاب نے صرف سلف وخلف ہر دو اَدوار کی کُتُب سے استفادہ نہیں کیا، بلکہ مقارن الادیان کی حیثیت سے دیگر ادیان کی مذہبی ذخیرہ علم کا بھی عمیق مطالعہ کیا، تاکہ انہیں کُتُب کو بنیاد بناکر اس کتاب کو تصنیف کیا جاسکے۔ اور یہ اسلوب ان کی شان کی حامل ہے۔

ویسے تو کثیر مصادر سے اس کتاب کو تصنیف کیا گیا ہے، مگر اپنے ایم فل کے مقالے میں بطور اختصار ذیل میں ہم اُن معروف ومشہور مصادر کو ذِکر کرتے ہیں، جن سے اس کتاب میں استفادہ کیا گیا ہے۔

تفاسیر وعلوم القرآن:

- تفسیر الطّبریّ المُسمّی جامع البیان فی تأویل القرآن،لأبی جعفر محمّد بن جریر الطّبریّ،(ت٣١٠ھ)
- تفسیر الملّا علی القاری للعلّامة علی بن سلطان محمد القاری الحنفی (ت١٠١٤ھ)
- تفسیر روح البیان،للإمام إسماعیل حقی البروسوی(ت١١٣٧ھ)
- التفسیرات الأحمدیّة للعلّامة أحمد المعروف بملّا جیون (ت١١٣٠ھ)
- خزائن العرفان،صدر الأفاضل سید محمد نعیم الدین (ت١٣٦٧ھ)
- کنزالإیمان،للإمام أحمد رضا الحنفی (ت١٣٤٠ھ)

- نورالعرفان،مفتی احمدیارخان نعیمی حنفی(ت ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱م)

کُتُب حدیث:

- سُنن ابن ماجة للإمام أبی عبد الله محمد بن یز ید ابن ماجة القزو ینی (ت۲۷۵ھ)،
- سُنن أبی داؤد للإمام سلیمان بن أشعث السجستانی (ت۲۷۵ھ)
- سُنَن أبی داؤد،للإمام سلیمان بن أشعث السّجستانی(ت۲۷۵ھ)
- سُنَن الترمذی،للإمام أبی عیسی محمد بن عیسی ترمذی،
- سُنَن الدّارقطنی،للإمام علی بن عمر الدّارقطنی (ت۳۸۵ھ)
- سُنَن الدّارمیّ للإمام أبی محمد عبد الله بن عبد الرحمٰن بن الفضل بن بهرام التمیمی السمرقندی الدّارمی(ت۲۵۵ھ)
- السّنن الکبری،للإمام أبی بکر أحمد بن حسین بن علی البیهقی (ت۴۵۸ھ)
- سُنَنُ النّسائیّ،للإمام أبی عبد الرحمٰن أحمد بن شعیب نسائی (ت۳۰۳ھ)
- صحیح إبن خزیمة،للإمام أبی بکرمحمدبن اسحق بن خزیمة النیسابوری (ت۳۱۱ھ)
- صحیح البخاری،للإمام أبی عبد الله محمد بن إسماعیل ابن ابراهیم بن المغیرة بن بردز بة(ت۲۵۶ھ)
- صحیح مسلم،للإمام مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری (ت۲۶۱ھ)
- الکاشف فی معرفة من له روایة فی الکُتُب السّتة،للحافظ أبی عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذّهبی،(ت۷۴۸ھ)
- الکامل فی ضعفاء الرجال،للإمام أبی أحمد عبد الله بن عدی

جرجانی (ت٣٦٥ھ)

- المستدرك على الصحيحين. للحاکم، أبی عبدالله النیسابوری (ت٤٠٥ھ)
- مُسند أبی یعلی، للإمام أحمد بن علی بن المثنیٰ (ت٣٠٧ھ)
- المسند، للإمام أحمد بن حنبل الشیبانی (ت٢٤١ھ)
- مشکاة المصابیح، للعلّامة ولی الدّین أبی عبد الله محمد بن عبد الله الخطیب التّبریزی (ت٧٤١ھ)
- المعجم الأوسط، للإمام أبی القاسم سلیمان بن أحمد بن أیوب طبرانی (ت٣٦٠ھ)

شروحات احادیث:

- اشعة اللمعات فارسی، شیخ محقّق عبدالحق مُحدِّث دھلوی حنفی متوفی١٠٥٢ھ
- أعلامُ السُّنَن فی شرح صحیح البُخاری، للحافظ أبی سلیمان حَمد بن محمّد الخطّابی الشّافعی (ت ٣٨٨ھ)
- تُحفَة البَارِی بشرح صَحیح البخاري، للإمام أبی یحی زکریّا بن محمد الأنصاری الشّافعی (ت ٩٢٦ھ)
- تحقیق الکواکب الدّراری شرح البخاری، للعلّامة محمدبن یوسف الکرمانی الشّافعی (ت ٧٨٦ھ)
- التّوضیح لشرحِ الجامع الصّحیح، للعلّامة سراج الدّین أبی حفص عمربن علی الشّافعی المعروف بإبن الملَقّن (ت ٨٠٤ھ)
- شرح الطّیبی علی مشکاة المصابیح، للإمام شرف الدین حسین بن محمدبن عبدالله الطیّبی الشّافعی (ت٧٤٣ھ)

- شرح النّووی علی صحیح المسلم،للإمام یحی بن شرف نووی دمشقی شافعی (ت٦٧٧ھ)
- شرحُ سُنن إبن ماجۃ القزوینیّ،للإمام أبی الحسن کبیرمحمد بن عبد الھادی الحنفی المعروف بالسّندی،(ت١١٣٨ھ)
- شرح سُنَنِ أبی داود لإبْنِ رسلان،للإمام شھاب الدین أحمد بن حسین رملی شافعی(ت ٨٤٤ھ)
- شرح صحیح البخاری لإبن بطّال،أبی الحسن علی بن خلف بن عبد الملك المالکی(ت ٤٤٩ھ)
- عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری،للعلّامۃ بدر الدین أبو محمد محمود بن أحمد عینی(ت٨٥٥ھ)
- عون الباری بحلّ أدلّۃ البخاریّ،لأبی الطّیب محمّد صدّیق حسن خان القنوجی البخاریّ(ت١٣٠٨ھ)
- فتح الباری شرح صحیح البخاری، للإمام الحافظ شھاب الدین أحمد بن علی بن حجر العسقلانی الشّافعی(ت ٨٥٢ھ)،
- الفجرالسّاطع علی الصّحیح الجامع،للإمام محمّد الفضیل بن الفاطمی الشّبیھی الزّرھونی المالکی(ت١٣١٨ھ)
- اللّامع الصّبیح بشرح الجامع الصّحیح،للإمام شمس الدّین أبی عبداللہ محمد بن موسی العسقلانیّ الشّافعیّ(ت٨٣٧ھ)
- مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،مفتی احمدیارخان نعیمی حنفی(ت ١٣٩١ھ/ ١٩٧١م)
- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکا ۃ المصابیح،للعلّامۃ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی(ت١٠١٤ھ)
- المفھم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم،للعلّامۃ أبی

العباس أحمدبن عمر ابراهيم القرطبي المالكى (ت٦٥٦ھ)

کُتُب فقہ:

- الإنصاف في معرفة الرّاجح من الخلاف،للعلّامة علاء الدّين أبى الحسن على بن سليمان المرداوىّ الحنبلى (ت٨٨٥ھ)
- البحر العميق فى مناسك المعتمر و الحاجّ إلى بيت الله العتيق لإبن الضّياء، محمد بن أحمد المكى الحنفى (ت٨٥٤ھ)
- بدائع الصّنائع فى ترتيب الشرائع للكاسانى،علاؤ الدين أبى بكر بن مسعود الحنفى (ت٥٨٧ھ)
- بداية المجتهد ونهاية المقتصد،للإمام أبى الوليد محمد بن أحمدقرطبي مالكى (ت ٥٩٥ھ)
- البناية شرح الهداية،للعينى،للإمام محمود بن محمد بن موسى المعروف بدرالدّين الحنفى (ت٨٥٥ھ)
- تبيين الحقائق شرح كنز الدّقائق،للإمام فخر الدين عثمان بن على الزّ يلعى الحنفى (ت٧٤٣ھ)
- التجر يد،للعلّامة أبى الحسن أحمد بن محمد القدورى الحنفى (ت٤٢٨ھ)
- التّصحيح والتّرجيح على مختصر القدورى للعلّامة الشيخ قاسم بن قطلو بغا المصرى الحنفى (ت٨٧٩ھ)
- تنو ير الأبصار،للعلّامة محمد بن عبد اللهبن غزى تمرتاشى الحنفى (ت١٠٠٤ھ)
- جد الممتار لشيخ الإسلام والمسلمين أعلى حضرة مجدّد الدّين والملّة الشّاة الإمام أحمد رضا خان الحنفى (ت١٣٤٠ھ)
- الجوهرة النيرة شرح القدورى للإمام أبى بكر بن على بن

محمد حدادی الحنفی (ت ۸۰۰ھ)

- الحاوِی الصّغِیر،لنجم الدّین عبد الغفاربن عبدالکریم القَزوینیّ الشّافعیّ (ت٦٦٥ھ)
- الدّرّالمختار شرح تنویر الأبصار،للعلامة علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی الحنفی(ت١٠٨٨ھ)
- ردّ المحتار علی الدّرّ المختار للشامی،محمد أمین بن عمر ابن العابدین الحنفی (ت١٢٥٢ھ)
- فتح القدیر شرح الهدایة لإبن الهمام،کمال الدین محمد بن عبد الواحد الحنفی(ت ٦٨١ھ)
- الکافی فی الفقه علی مذهب الإمام أحمد بن حنبل،للعلّامة موفق الدّین أبی محمّد عبد الله بن أحمد الحنبلی (ت ٦٢٠ھ)
- الکافی فی فقه أهل المدینة،للإمام إبن عبدالبر القرطبی (ت٤٦٣ھ)
- الکافی للحاکم الشهید وشرحه المبسوط للسّرخسی،للإمام أبی الفضل محمد بن محمد بن أحمد المروزی الحنفی (ت٣٣٤ / ٣٤٤ھ)
- کتاب الأصل المسمّی بالمبسوط،للإمام محمد بن الحسن الشیبانی (ت١٨٩ھ)
- کتاب المبسوط للسرخسی،للإمام شمس الدّین أبو بکر محمد السّرخسی الحنفی (ت ٤٩٠ھ)
- کنزالدّقائق،للإمام أبی البرکات عبد الله بن أحمد نسفی حنفی(ت ٧١٠ھ)
- اللباب فی شرح الکتاب،للإمام عبد الغنی بن طالب الحنفی

(ت١٢٩٨هـ)

- المحلّى بالآثار،لأبي محمد علی بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسیّ الشّهير بإبن حزم الظّاهریّ(ت٤٥٦هـ)
- المحيط للسّرخسی،للإمام شمس الدّين أبو بكر محمد بن أحمد بن أبي سهل الحنفی(ت ٤٩٠هـ)
- مختصر القدوری،للعلّامة أبي الحسن أحمد بن محمد القدوری الحنفی (ت٤٢٨هـ)
- مواهب الجليل فی شرح مختصر الشّيخ خليل،للإمام أبي عبد الله محمّد بن محمّد المالكی الشهير بالحطّاب(ت٩٥٤هـ)
- الهداية شرح بداية المبتدی للمرغينانی،برهان الدين أبي الحسن علی بن أبي بكر الحنفی(ت٥٩٣هـ)

کُتب مناسک:

- إرشاد الساری علی مناسك للإمام حسين بن محمد سعيد عبد الغنیّ المكیّ الحنفیّ (ت١٣٦٦هـ)
- البحر العميق فی مناسك المعتمر والحاجّ إلی بيت الله العتيق لإبن الضّياء محمد بن أحمد المكی الحنفی (ت٨٥٤هـ)،
- جامع المناسك ونفع النّاسِك،للإمام رحمة الله بن عبدالله بن ابراهيم السِّندی الحنفی(ت٩٩٣هـ)
- حياة القلوب فی زيارة المحبوب للسّندی،المخدوم محمد هاشم بن عبدالعفور الحارثی الحنفی(ت١١٧٤هـ)
- عُمدة السّالك فی المناسك،للإمام أبي الحسن علاء الدّين علیّ إبن بلبان الفارسیّ المصریّ الحنفیّ(ت ٧٣٩هـ)
- كتاب المناسك من الأسرار،للإمام أبي زيد عبدالله بن عمر

الدّبوسی الحنفی (ت ٤٣٠ھ)

- لباب المناسك وعُبَاب المسالك،للإمام رحمة الله بن عبدالله بن ابراهيم السِّندى الحنفی (ت٩٩٣ھ)
- المسالك فی المناسك للإمام منصور محمد بن مكرم بن شعبان الكرمانی الحنفی (ت٥٩٧ھ)
- المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط للقاری،للإمام نور الدين علی بن محمد سلطان الهروی الحنفی (ت١٠١٤ھ)
- مناسك إبن امير الحاج،للعلّامة إبن أمير الحاج

کُتُب فتاوی:

- بهارشريعت،صدرالشريعه محمد امجد علی اعظمی حنفی (ت١٣٦٧ ھ)
- تنقيح الفتاوی الحامديّة للعلّامة سيّد محمّد أمين إبن عابدين الحنفی (ت١٢٥٢ھ)
- خزانة المفتين للإمام حسين ابن محمد الحنفی (ت٧٤٦ھ)
- العطايا النّبويّة فی الفتاویٰ الرّضويّة للإمام أحمد رضا خان الحنفی (١٣٤٠ھ)
- الفتاوی الإقناعيّة علی مذهب الإمام أبی حنيفة النّعمان للعلّامة عبد الحميد بن عبد الوهّاب الشباعیّ الحِمصیّ (ت١٢٢٠ھ)،
- الفتاوی البزازية علی هامش الهندية للعلّامة محمد بن شهاب ابن بزار كردری الحنفی (ت٨٢٦ھ)
- الفتاوی التّاتارخانية للعلّامة عالم بن العلاء الحنفی (ت٧٨٦ھ)
- الفتاوی الظهيرية للإمام ظهير الدين أبی بكر محمد بن أحمد البخاری المرغينانی الحنفی (ت٦١٩ھ)

- فتاوی اللّجنة الدّائمة للبحوث العلميّة والإفتاء، مرتب: أحمد بن عبد الرّزاق الدّويش
- الفتاوی الولوالجية للعلّامة ظهير الدين الولوالجی الحنفی (ت بعد سنة ٥٤٠هـ)
- الفتاوی الهندية،للعلّامة نظام الدين الحنفی (ت ١١٦١هـ)
- فتاویٰ فیض الرسول،مفتی جلال الدین احمدامجدی (ت١٤٢٢هـ)
- فتاوی قاضيخان (علی هامش الهندية) للأوزجندی،للإمام حسن بن منصور الحنفی (ت٥٩٢هـ)
- مجموع فتاوی ومقالات مُتنوّعة،للشّيخ عبد العزيز بن عبد الله بن عبد الرّحمن بن باز.
- المختار الفتوی،للعلّامة مجد الدّين عبدالله بن محمود الحنفی (ت٦٨٣هـ)
- وقار الفتاویٰ،مفتی وقار الدین قادری (ت١٤١٣هـ/ ١٩٩٣م)

کُتُب سیر وتاریخ:

- سبل الهدى والرشاد، فی سيرة خير العباد للعلامة محمد بن يوسف الصالحی الشامی (المتوفی:٩٤٢ هـ)
- سيرة ابن إسحاق للعلامة محمد بن إسحاق بن يسار المطلبي بالولاء، المدنی (المتوفی:١٥١ هـ)
- السيرة النبوية لابن هشام للعلامة عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافری (المتوفی:٢١٣ هـ)
- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية للعلامة أحمد بن محمد بن أبی بكر القسطلاني القتيبي المصري (المتوفی:٩٢٣ هـ)

- موسوعة السّير،الخليفة الرّاشد والمصلح الكبير عمر بن عبد العزيز رضى الله عنه،للدكتور على محمّد محمد الصّلّابى
- التحفة اللطيفة فى تاريخ المدينة الشريفة للعلامة شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (المتوفى:٩٠٢هـ)

کتبِ رجال:

- الإصابة في تمييز الصحابة للعلامة أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى:٨٥٢ هـ)
- تقريب التهذيب،للحافظ أحمد بن على بن حجر العسقلانیؒ، (ت٧٥٢هـ)
- تهذيب الكمال فى أسماء الرّجال،للحافظ المتقن جمال الدّين أبى الحجّاج يوسف المزى،(ت٧٤٢هـ)

کتبِ لغت:

- تاج العروس من جواهر القاموس للعلامة محمّد بن محمّد الحسينى الملقّب بمرتضى، الزَّبيدى (المتوفى:١٢٠٥ هـ)
- القاموس المحيط للعلامة مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى (المتوفى:٨١٧ هـ)
- لسان العرب للعلامةمحمد بن مكرم بن على جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (المتوفى:٧١١هـ)
- النهايةفى غريب الحديث والأثر للعلامةمجد الدين المبارك بن محمد الجزري ابن الأثير (المتوفى:٦٠٦ هـ)

باب سوم: حج و عمرہ کے جدید مسائل

فصل اول: حج کے جدید مسائل

فصل دوم: عمرہ کے جدید مسائل

فصل سوم: حج و عمرہ کے متفرق مسائل

فصل اول: حج کے جدید مسائل

- حج کے دوران حادثہ منیٰ میں فوت ہونے والوں کو مُحصَر قرار دینا
- حج میں قربانی کے لئے ٹوکن خریدنا
- حجاج کے لئے منٰی کی حُدود اور اس میں توسیع
- حجاج کے لئے نیو منیٰ میں خیمے لینا کیسا ہے؟
- حج میں مانع ماہواری گولیوں کا استعمال
- ایام منیٰ میں گروپ آرگنا ئزروں کا حُجاج کو منیٰ چھوڑنے کی ترغیب دلانا
- اپنے وطن کے علاوہ سے حجِ بدل کروانے کا حکم
- حکومت کی طرف سے حج سبسڈی لینے کا حکم

حج کے دوران حادثہ منیٰ میں فوت ہونے والوں کو مُحصر قرار دینا

واقعہ کی تفصیل:

۱۰ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ بمطابق 24 ستمبر 2015ء بروز جمعرات کو حج کے دوران صبح کے وقت یہ حادثہ پیش آیا۔ اس دن عید قربان کا دن تھا اور حجاجِ کرام منیٰ سے شیطان کو کنکریاں مارنے کیلئے جمرات کی سمت رواں دواں تھے۔ منی سے جمرات تک پہنچتے ہوئے یہ حادثہ پیش آیا۔

جس کے نتیجے میں تقریباً سات ہزار حاجی شہید، زخمی یالاپتہ ہوگئے، جن کا تعلق دنیا کے ۳۹ ممالک سے تھا۔ سعودی عرب کی حکومت نے مذکورہ حادثے کے تقریباً تین ہفتے بعد 7477 حجاج کی شہادت کا اعلان کیا۔اس حادثے کی اصل علّت روٹ نمبر 204 کی بندش اور لوگوں کا ہجوم بتایا گیا۔

ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی کو مذکورہ حادثہ کے پیش نظر مختلف ممالک سے استفتاء موصول ہوئے۔ جس کے جوابات کو ڈاکٹر مفتی صاحب نے اپنی کتاب ''العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ'' میں ذِکر کیا ہے۔جو درج ذیل ہے:

تاخیر طوافِ زیارت اور حادثہ منیٰ:

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ابھی گزشتہ دنوں منیٰ میں حادثہ کی وجہ سے ہزاروں افراد شہید ہوئے اور بیشمار افراد وہ ہیں جو بڑی بڑی تکلیفوں سے دوچار ہوئے کسی کے تو اعضاء ہی بے کار ہوگئے الغرض ایسی حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ ایام رمی میں رمی کرنے اور ایام نحر میں طوافِ

زیارت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اب جب وہ رو بصحت ہوں گے تو رمی کے ترک اور طوافِ زیارت میں تاخیر کرنے سے ان پر دم لازم ہوں گے یا نہیں؟

الجواب: صورت مسئولہ میں جو شخص وقوفِ عرفہ کے بعد حج کے باقی افعال ادا نہ کرے تو اس پر متعدّد دم لازم آتے ہیں اور اُن کا حج طوافِ زیارت ادا کرنے سے مکمل ہو جاتا ہے اور دم کتنے لازم آتے ہیں اس کے بارے میں علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: ''فإن منعَ حتّی مضتْ أیامُ النحرِ فعلیہِ أربعة دماءٍ۔'' [1]

یعنی: حاجی اگر (بقیہ افعال حج کی ادائیگی سے) روک دیا گیا یہاں تک کہ ایام نحر گزر گئے تو اُس پر چار دم لازم ہوں گے۔

مذکورہ فتویٰ میں ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے اُن چار دم کی تفصیل بھی ذِکر کی ہے، جو مندرجہ ذیل ہے:

1. ایک وُقوفِ مزدلفہ کے ترک کا۔
2. دوسرا ترکِ رمی کا۔
3. تیسرا طوافِ زیارت کی تاخیر کا۔
4. چوتھا تاخیرِ حلق کا۔

اور اگر حِل میں حلق کروائے تو اُس کا پانچواں دم اور اگر متمتع یا قارن ہے تو ترکِ ترتیب کی وجہ سے چھٹا دم بھی لازم ہو گا۔

---

[1] لباب المناسک، کتاب الاحصار، ص ۲۵٤

ترکِ وُقوفِ مزدلفہ: اس کا دم صرف اس شخص پر لازم آتا ہے جو بلا عُذر اس وُقوف کو ترک کرے اور اگر کسی معقول عُذر کی بناء پر یہ وُقوف ترک ہو گیا جیسا کہ مذکورہ بالا مسئلے میں ہے تو ترک کا دم لازم نہ ہو گا۔

چنانچہ ملّا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: وإن ترکہ بعذرٍ لایوجب الدمَ لوقدر المنع بعد إمکانہ الوقوفَ بہا فعلیہ دمٌ (1)

یعنی، اگر اُسے کسی عُذر کی بناء پر ترک کیا تو دم واجب نہ ہو گا، ہاں وُقوفِ مزدلفہ کے امکان کے بعد مانع واقع ہوا ہو تو دم لازم ہو گا۔

یاد رہے کہ ان افراد کے حق میں ترک رمی اور تاخیر طوافِ زیارت وغیرہما کا عُذر ہونا صرف اُسی صورت میں ثابت ہو گا جب یہ لوگ واقعی ایامِ رمی میں رمی پر کسی صورت قادر نہ تھے اور ایامِ نحر میں طوافِ زیارت کی واقعی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ جو لوگ حادثۂ منیٰ میں فوت ہو گئے اور انہوں نے طوافِ زیارت اور باقی مناسک ادا نہیں کئے، کیا اُن کو مُحصَر کہا جائے گا؟

الجواب: صورت مسئولہ میں اُن کو مُحصَر کس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے؟ جبکہ حج میں مُحصَر تو وہ ہے جو حج کے احرام کے بعد دشمن یا بیماری کی وجہ سے وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت سے روک دیا گیا ہو۔

---

(1) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب رمي الجمار، فصل: إذا فرغ من الرمي، ص ٣٤٥

چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: هُوالمنعُ عنِ الوقوفِ و الطّواف بعدَ الإحرامِ فی الحجِّ الفرضِ و النّفلِ۔" ❶ یعنی، اِحصار نفل اور فرض حج میں احرام باندھنے کے بعد وُقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت سے رُوک دیا جاتا ہے۔

اور ہم احناف کے نزدیک احصار ہر روکنے والے سے متحقّق ہو جاتا ہے جن کی تعداد فقہائے کرام علیہم الرحمۃ نے اپنی کُتب میں ذِکر کیا ہے۔

اُس کے بعد ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اُن وجوہات کو ذِکر کیا ہے، جن وُجوہات سے حج یا عمرہ نہ کیا جاسکتا ہے وہ ذیل ہیں:

1. دشمن۔
2. درندہ۔
3. مرض کہ سفر کرنے اور سوار ہونے میں اس کے زیادہ ہونے کا گُمان غالب ہے۔
4. ہاتھ پاؤں ٹوٹ جانا۔
5. قید۔
6. عورت کے مُحرِم یا شوہر جس کے ساتھ جا رہی تھی اس کا انتقال ہو جانا۔
7. عدّت۔
8. مصارف یا سواری کا ہلاک ہو جانا۔

پھر ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:

---

❶ لباب المناسك، كتاب الإحصار، ص ٢٥٤

"ان بارہ میں موت کا تذکرہ نہیں ہے، جس سے ظاہر ہے کہ موت مُحصِر نہیں ہے اور پھر اِن بارہ وُجوہ میں سے کوئی وجہ اگر وُقوفِ عرفہ کے بعد پائی جائے تو بقیہ افعال حج سے روکا جانے والا شخص مُحصَر نہیں کہلاتا۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: لو وقف بعرفةَ ثمّ عرضَ له مانعٌ لا یکون مُحصراً۔ (1)

یعنی، اگر وُقوفِ عرفہ کرلیا پھر اُسے کوئی مانع پیش آیا تو وہ محصر نہ ہوگا۔ لہٰذا وقوفِ عرفہ کے بعد حادثۂ منیٰ میں فوت ہونے والوں کو کسی طرح بھی مُحصَر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

حج میں قربانی کے لئے ٹوکن خریدنا:

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایام حج سے قبل اور ایام حج میں قربانی کے ٹوکن فروخت ہوتے ہیں اور ان کی خرید کی حکومتی سطح پر ترغیب بھی دلائی جاتی ہے، اور لوگ کثیر تعداد میں یہ ٹوکن خریدتے بھی ہیں، تو قربانی کے ٹوکن خریدنا کیسا ہے جب کہ ریٹ بھی مناسب ہو؟

الجواب: حنفی مذہب میں مُتمتّع اور قارن حاجی کے لئے دس تاریخ کی رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے یعنی پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کرے پھر قربانی کرے اس کے بعد حلق کروائے یا تقصیر۔ اور اگر اس نے ترتیب جان بوجھ کر یا بھولے سے بدل دی یا ترتیب کسی عُذر کی بنا پر بدل گئی اگرچہ اس کے اپنے فعل سے نہ ہو بہر صورت ترکِ ترتیب کی وجہ سے اس پر دَم لازم آتا ہے اور یہ مسئلہ فقہ حنفی کی ہر وہ کتاب میں کہ جس میں مناسک حج مذکور ہیں بالتصریح موجود ہے۔

---

(1) لباب المناسك، كتاب الإحصار، ص٢٥٦

اور جس سے حاجی نے ٹوکن خریدا وہ حاجی کی طرف سے وکیل ہے دَم سے بچنے کے لئے لازم ہے کہ وہ وکیل حاجی کے جمرۂ عقبہ کی رمی کر لینے کے بعد اس کی طرف سے جانور ذبح کرے اگر رمی سے قبل جانور ذبح ہو گیا تو بھی ترتیب واجب کا ترک لازم آیا اور اگر حاجی نے رمی کے بعد جانور ذبح ہونے سے قبل حلق یا تقصیر کروائی تو بھی واجب ترتیب کا ترک متحقّق ہو گیا اور حاجی پر دَم لازم آ گیا، ٹوکن بیچنے والے حاجی سے پیسے لے کر اُسے رسید دے دیتے ہیں اور اُسے وقت بتایا جاتا ہے کہ تیری قربانی فلاں وقت ہو گی اس وقت تک حاجی اگر رمی نہ کر سکا اور شیڈول کے مطابق جانور ذبح ہو گیا تو حاجی پر دَم لازم آ جاتا ہے، کیونکہ ضروری نہیں حاجی اس تاریخ کو دیئے گئے وقت سے قبل رمی کر لے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حاجی کو رمی میں تاخیر ہو جاتی ہے، اسی طرح حاجی نے رمی کر لی جو وقت دیا گیا تھا اس پر اس کی طرف سے جانور ذبح نہ ہوا اور اس نے حلق کروا لیا تو ترکِ ترتیب کی وجہ سے حاجی پر دَم لازم ہو گیا۔ اطلاعات یہی ہیں کہ حج کی قربانی سارا سال جاری رہتی ہیں کیونکہ احناف کے علاوہ دیگر کے نزدیک یہ ترتیب واجب نہیں بلکہ سنّت ہے اس لئے وہ اس کا خصوصی اہتمام نہیں کرتے، اور پھر یہ بھی کیا معلوم کہ وہ لوگ قربانی کرتے ہیں یا بالکل کرتے ہی نہیں کیونکہ اس سال یہاں کے اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ چودہ ایسی کمپنیوں کی نشاندہی ہوئی ہے جو قربانی کے جعلی ٹوکن فروخت کرتی تھیں چنانچہ اخبار ''اردو نیوز'' میں ہے:

۱۴ کمپنیوں کے متعلق جعلی ٹوکن فروخت کرنے کے واضح ثبوت ملے ہیں (1)

---

(1) اردو نیوز، جمعہ ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ، مطابق ۲۸ دسمبر ۲۰۰۷، ص ۲

لہٰذا ٹوکن پر بھروسہ کرنا دانشمندی نہیں، حاجی صاحبان کو چاہئے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے کریں ورنہ ایسے شخص کو جو دیندار ہو جسے وہ جانتے ہوں وکیل مقرر کریں اور رمی کے بعد اسے فون پر اپنی رمی ہو جانے کی اطلاع دیں اور وہ قربانی کر کے آپ کو اطلاع دے پھر آپ حلق کروائیں۔

حجاج کے لئے منیٰ کی حُدود اور اس میں توسیع:

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ پچھلے چند سالوں سے ایام منیٰ میں حجاج کرام کے رُکنے کے لئے خیمے مزدلفہ میں بھی لگا دیئے گئے ہیں جسے "نیو منیٰ" کا نام دیا جاتا ہے، کیا احادیث نبویہ وآثار صحابہ میں کوئی ایسا ذِکر ہے کہ جس سے منیٰ کی حُدود کا اندازہ ہو سکے اور کیا احادیث نبویہ یا آثار صحابہ یا کُتُبِ فقہ میں ایسا کوئی ذِکر موجود ہے کہ جس سے منیٰ کی توسیع کا جواز ثابت ہو؟

الجواب: منیٰ کی حُدود جمرہ عقبہ سے لے کر وادیٔ محسِّر تک ہے اور چوڑائی میں اس کی حد وہ پہاڑیاں ہیں جو اُس کے اطراف میں ہیں اور اُن کا اندرونی حصہ منیٰ ہے اور بیرونی منیٰ سے خارج ہے۔

چنانچہ علامہ محب الدین طبری متوفی ۶۹۴ھ علامہ ابو الولید محمد بن عبد اللہ بن احمد ازرقی سے نقل کرتے ہیں کہ: عن ابن جريج قال: قلتُ لعطاء: أينَ مِنىً؟ قال: من العَقَبة إلى وادي مُحسِّرٍ، قال عطاء: فلا أُحبُّ أن يَنزِلَ أحدٌ إلاَّ مِن وَرَاءِ العَقَبةِ إلى وادِي مُحَسِّرٍ ا (1)

یعنی، ابن جُریج سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء تابعی سے پوچھا کہ منیٰ کہاں ہے؟ فرمایا عَقَبہ سے وادی مُحسِّر تک (اور) عطاء نے فرمایا میں نہیں پسند

(1) القرى لقاصد أم القُرى، الباب الحادي والثلاثون، ماجاء في حُدودِ مِنى، ص ۵۴۳

کرتا کہ کوئی شخص (قیام منیٰ کے لئے) اُترے مگر عقبہ کے پیچھے سے لے کر وادی محسّر تک۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال عُمَرُ: لَا يَبِيتَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ وَرَاءَ الْعَقَبَةِ، حَتَّى يَكُونُوا بِمِنًى، وَ كَانَ يَبْعَثُ مَنْ يُدْخِلُ مَنْ يَنْزِلُ الْأَعْرَاب وَرَاءَ الْعَقَبَةِ حَتَّى يَكُونُوا بِمِنًى 1

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حاجیوں میں سے کوئی بھی عَقَبہ کے پیچھے رات نہ گزارے یہاں تک کہ وہ منیٰ میں ہوں اور آپ ایسے شخص کو بھیجتے تھے جو اُن کو منیٰ میں داخل کرے جو اَعراب (دیہاتیوں) میں سے عَقَبہ کے پیچھے اُترے ہوں یہاں تک کہ وہ منیٰ میں ہوں۔

وعن ابن عباس: لَا يَبِيتَنَّ وَرَاءَ الْعَقَبَةِ مِن مِنًى لَيلاً وعن مجاهد مثله 2

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (کوئی حاجی) عقبہ کے پیچھے منیٰ میں ہرگز رات نہ گزارے اور مجاہد تابعی سے بھی اِسی طرح مروی ہے۔

ان آثار صحابہ و تابعین کے تحت علامہ محبّ الدین طبری شافعی متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں: فی ھذہ الأحادیث دلالۃٌ أنّ حدَّ مِنًی مِن وادی مُحسّرٍ إلی جمرۃ العَقَبَۃِ، و لیس وادی مُحسّرٍ مِنہ علی ما تقدَّمَ فی تفسیرہ، و منیً شعبٌ طویلٌ نحو مِیلَین، و

---

1 القری لقاصد أم القُری، الباب الحادی و الثلاثون، ماجاء فی حُدودِ منی، ص ۵۴۳
2 القری لقاصد أم القُری، الباب الحادی و الثلاثون، ماجاء فی حُدودِ منی، ص ۵۴۳

عرضُہ یسیرٌ، و الجبالُ المحیطۃُ بہ: ما أقبلَ مِنھا علیہ فھو مِن مِنیً، و ما أدبرَ فلیس مِن مِنًی [1]

یعنی، اِن احادیث میں اِس پر دلالت ہے کہ منیٰ کی حدّ وادی محسّر سے جمرہ عَقَبہ تک ہے اور وادی محسّر منیٰ سے نہیں ہے اس بنا پر کہ اس کی تفسیر میں پہلے گزرا، اور منیٰ تقریباً دو میل طویل گھاٹی ہے اور اس کا عرض تھوڑا ہے اور وہ پہاڑ جو اُسے احاطہ کئے ہوئے ہیں اُن کے سامنے کی طرف منیٰ سے ہے اور اُن کے پیچھے کی طرف منیٰ نہیں ہے۔

لہٰذا پہاڑیوں کی اندرونی جانب کاٹ کر منیٰ میں جگہ کو بڑھایا جا سکتا ہے اور مزدلفہ کے ایک حصہ کو منیٰ کا نام دینے سے وہ حصہ منیٰ نہ ہو گا کیونکہ اس جانب منیٰ کی حدّ وادی محسّر ہے جہاں قیام تو کُجا آہستہ گزرنا بھی شرعاً ممنوع قرار دیا گیا اور نیو منیٰ کا منیٰ ہونا شرع کے خلاف تو ہے ہی عقل کے بھی خلاف ہے اور ایک طرف سے تو مزدلفہ کا منیٰ کے ساتھ اتصال ہی نہیں ہے درمیان میں وادی محسّر حدِّ فاصل ہے جس کی ایک جانب منیٰ ہے تو دوسری جانب مزدلفہ۔

حجاج کے لئے نیو منیٰ میں خیمے لینا کیسا ہے؟

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گروپ آپریٹروں کا نیو منیٰ میں خیمے لینا کیسا ہے اور اس سے حجاج کرام کے کتنے مناسک ترک ہوں گے اور حاجیوں کا وہاں قیام کرنا کیا ہے اور پھر کسی شخص کا نیو منیٰ کے قیام کے

---

[1] القری لقاصد أم القُری، الباب الحادی و الثلاثون، ماجاء فی حُدودِ منی، ص ۵۴۳

فوائد بتا کر اُس کی طرف رغبت دلانا شرعاً کیسا ہے اور منیٰ کی حُدود کیا ہے اور نیو منیٰ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: نیو منیٰ (یہ عوام النّاس کی اصطلاح ہے اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں) میں خیمہ لینے سے اجتناب کرنا چاہئے کہ اس سے حج کی تین موکّدہ سنتوں کے ترک ہونے کا سامان ہوتا ہے،

1. ایک ایام رمی کی راتوں کا قیام۔
2. دوسری آٹھ تاریخ کو منیٰ میں ظہر سے نمازیں اور نو(۹) کی رات کا قیام۔
3. اور تیسری اس صبح طلوعِ آفتاب سے قبل مُزدلفہ سے منیٰ کی روانگی۔

اور اب ہر ایک کے سنّت ہونے پر تفصیل سے بحث کی جاتی ہے۔

ا۔ ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا سنّت موکّدہ ہے، چنانچہ حدیث شریف ہے کہ: عن عائِشَۃَ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالتْ: أَفَاضَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ آخِرِ یَوْمِہٖ حِیْنَ صَلَّی الظُّھْرَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰی مِنًی، فَمَکَثَ بِھَا لَیَالِیَ أَیَّامِ التَّشْرِیْقِ۔ ❶

یعنی، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دن میں جس وقت ظہر ادا فرمائی، طوافِ افاضہ فرمایا پھر منیٰ کو لوٹے، پس تشریق کے ایام کی راتیں وہیں قیام فرمایا۔

❶ سُنن أبی داؤد، کتاب المناسک، باب فی رمی الجمار، برقم: ۱۹۷۳، ۲/ ۳۴۰

امام مالک اور امام بیہقی کی روایت ہے کہ: وعن ابنِ عمرَ رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال:

قال عمر: لَا یَبِیتَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ وَرَاءَ الْعَقَبَةِ حَتّٰی یَکُونُوا بِمِنًی ❶

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی بھی حاجی ہر گز (جمرہ) عقبہ کے پیچھے رات نہ گزارے یہاں تک کہ وہ منیٰ میں ہوں۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدر الدین حنفی متوفی ۸۵۵ھ اِس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: قال النّووی: ھذا یدلُّ علی مسألتَین: إحداھما أنّ المبیتَ بمنیً لیالی أیّامِ التّشریق مأمورٌ بِه، وھل ھو واجبٌ أو سنّةٌ؟ قال أبوحنیفةَ: سنّةٌ و الآخرون: واجبٌ، و الثّانیة: یجوز لأھل السّقایة أن یترکوا ھذا المبیتَ و یذھبوا إلی مکّةَ یستقوا باللّیل الماء من زمزم ❷

یعنی، "امام نووی" نے فرمایا یہ حدیث دو مسئلوں پر دلالت کرتی ہے ایک یہ کہ ایام تشریق میں منیٰ میں رات گزارنے کا حکم دیا گیا ہے (اب سوال یہ ہے کہ) کیا یہ واجب ہے یا سنّت؟ تو "امام ابو حنیفہ" نے فرمایا سنّت (موکّدہ) ہے اور دوسروں نے فرمایا کہ واجب، دوسری یہ کہ اہلِ سقایہ کے لئے جائز ہے کہ اس رات گزارنے (یعنی ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنے) کو چھوڑ دیں اور مکہ چلے جائیں تاکہ رات میں مکہ میں زمزم پلائیں۔

---

❶ الموطا، کتاب الحج، باب البیتوتة بمکة لیالی منی، برقم: ٤٨٨ (أثر)، ص: ٢٧٠

❷ عمدة القاری، کتاب الحج، باب سقایة الحاج، برقم: ١٦٣٤، ٧/ ٢١٣

اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ نے اِس حدیث شریف کے تحت لکھا ہے: وفی الحدیثِ دلیلٌ علی وُجوبِ المبیتِ بمنیً و أنّه من مناسكِ الحجّ، لأنَّ التّعبیرَ بالرّخصةِ یقتضِی أنَّ مقابلتَها عزیمةٌ، و أنَّ الإذنَ وقع للعلّةِ المذکورةِ وإذا لم تُوجدُ أو ما فی معناهُ لم یحصلِ الإذنُ و بالوجوبِ قال الجمهورُ: و فی قولٍ للشّافعی، و روایةٍ عن أحمد و هو مذهبُ الحنفیّةِ أنَّه سنّةٌ (1)

یعنی، حدیث شریف میں منیٰ میں رات گزارنے کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور اس لئے کہ یہ رات گزارنا مناسکِ حج سے ہے کیونکہ رُخصت کے ساتھ تعبیر اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اِس کا مقابل عزیمت ہے اور اجازت علّتِ مذکورہ کی وجہ سے واقع ہوئی ہے اور جب مذکورہ علّت یا جو اِس کے معنیٰ میں ہے نہ پائی گئی تو اجازت نہیں پائی جائے گی، اور منیٰ میں رات گزارنے کا قول جمہور فقہاء نے کیا ہے اور امام شافعی سے ایک قول اور امام احمد سے ایک روایت میں ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ منیٰ میں رات گزارنا سنّت ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے جنہیں منیٰ سے باہر رات گزارنا ضروری ہوتا وہ حضور ﷺ سے اس کی اجازت لیتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجازت طلب کرنا ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے جیسا کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمے زم زم پلانے کی

---

(1) فتح الباری، کتاب الحج، باب اهل بیت أصحاب السّقایة أوغیرهم إلخ، برقم:۱۷۴۳۔۱۷۴۵، ۴/ ۳/ ۲۳۸

ذمہ داری تھی اس لئے وہ یہ راتیں منیٰ میں بسر نہیں کر سکتے تھے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اجازت چاہی چنانچہ حدیث شریف میں ہے: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لِيَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى، مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ [1]

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سقایہ کی وجہ سے نبی ﷺ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے دیگر ضرورتمندوں کو رُخصت مرحمت فرمائی جیسے چرواہے کیونکہ منیٰ میں جانوروں کے چارے کا کوئی سامان نہ تھا۔

اِس لئے شوافع کے نزدیک اگر تینوں راتوں کا قیام ترک کیا تو دَم واجب ہو گا اور ایک رات کا قیام ترک کیا تو ایک تہائی دَم اور امام مالک کے نزدیک ایک رات کے قیام کے ترک میں کامل دَم لازم ہے۔

اور امام مالک کے نزدیک غیر معذور کو ایام منیٰ کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے ترک کی صورت میں دَم لازم ہے۔

اور امام احمد سے اِس بارے میں دو روایتیں ہیں ایک وجوب کی اور دوسری سنّت ہونے کی۔

[1] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب سقاية الحاج، برقم: ١٦٣٤، وباب هل يبيت أصحاب السقاية أو غيرهم بمكة ليالي منى؟، برقم: ١٧٤٥، ١/٤٢٩

اور احناف کے نزدیک ایام منیٰ کی راتیں منیٰ میں گزارنا غیر معذور کے لئے سنّت موکّدہ ہے اور اس کا بلا عُذر ترک مکروہ ہے۔ چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: لما روی أنّ النّبیّ ﷺ بات بمنیً لیالی الرّمی و ھذہ البیتوتۃُ سنّۃٌ عندنا۔ ❶

یعنی، اس لئے کہ مروی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے رمی کی راتیں منیٰ میں گزاریں اور یہ راتیں منیٰ میں گزارنا ہمارے نزدیک سنّت (موکّدہ) ہے۔

مُحرّر مذہب نعمانی امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: و إنْ کان أیام منیً بمکۃ غیر أنّہ کان یأتی منیً فیرمی الجمارَ، قال: قد أسَاءَ و لَیسَ علیہ شیْءٌ۔ ❷

یعنی، اگر ایام منیٰ میں مکہ مکرمہ میں ہے سوائے اس کے کہ وہ منیٰ آتا ہے اور رمی کرتا ہے، فرمایا اُس نے اسائت کی اور اُس پر (جرمانے وغیرہ سے) کوئی شے لازم نہیں۔

اور شمس الائمہ امام شمس الدین ابو بکر محمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ امام محمد کی مندرجہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: لأنّہ ما ترکَ إلاّ السُّنّۃَ و ھی البیتوتۃُ بمنیً فی لیالی الرّمی۔ ❸

---

❶ المسالك فی المناسك، فصل فی دخول مکۃ بطواف الزیارۃ، ص۵۹۳
❷ کتاب الأصل المعروف بالمبسوط، کتاب المناسك، باب رمی الجمار، ۲/۳۵۸
❸ المبسوط، کتاب المناسك، باب رمی الجمار، ۲/۴/۶۱

یعنی، (دم وغیرہ لازم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) اُس نے نہیں چھوڑا مگر سنّت کو، اور منیٰ کی راتیں منیٰ میں گزارنا سنّت ہے۔

اور امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں: و مَن باتَ فی غیرِ منیً فی أیامِ الرَّمی کان مُسیئاً و لا شیَٔ علیہ۔ 1

یعنی، جس نے ایام تشریق میں راتیں غیر منیٰ میں گزاریں وہ اسائت کرنے والا ہے اور اُس پر (جُرمانے وغیرہ سے) کوئی شئے لازم نہیں۔ اور امام ابو الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: قال أصحابُنا: إذا تَرکَ المبیتُ بمنیً من غیرِ عُذرٍ فقد أساءَ، و لا شیَٔ علیہ۔ 2

یعنی، ہمارے اصحاب (احناف) نے فرمایا جب منیٰ میں رات گزارنا بلا عُذر ترک کر دیا تو اُس نے اسائت کی اور اُس پر (جرمانہ وغیرہ سے) کوئی شئے لازم نہیں۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ سُنَن موکّدہ کے بیان میں لکھتے ہیں: و از انہا ست بیتوتۃ نمودن اکثر شب در منی در شب "یازدھم و دو ازدھم" وھم چنیں در شب سیزدھم نیز در حق کسے کہ تاخیر کند نفر را تا روز چھارم کہ روز سیزدھم ست۔ 3

1 مختصر الطحاوی، کتاب الحج، باب الفدیۃ و جزاء الصید، ص ۷۰

2 التجرید، کتاب الحج، مسئلۃ رقم: ۴۹۲، حکم من ترک المبیت بمنی من غیر عذرٍ، ۴/ ۱۹۵۷

3 حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، مقدمہ: فصل سوم، در بیان فرائض إلخ، ص ۴۷

یعنی، سُنَنِ موکّدہ میں سے ہے گیارہ اور بارہ کی رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گزارنا اور اِسی طرح تیرھویں رات اُس شخص کے حق میں جس نے مکہ لوٹنے میں چوتھے روز تک تاخیر کی کہ تیرھواں دن ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: دسویں گیارہویں، بارہویں کی راتیں منیٰ میں بسر کرنا سنّت ہے نہ مزدلفہ میں نہ مکہ میں نہ راہ میں۔ (1)

اگر رات کا اکثر حصہ غیر منیٰ میں گزارا تو مکروہ ہوا۔ اب وہ لوگ کہ جن کے خیمے مزدلفہ میں ہوں وہ تین موکّدہ سُنّتوں کا قصد اُخلاف کریں گے

1. ایک تو یہ کہ وہ جب ۸ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے آئیں گے تو بجائے منیٰ کے مزدلفہ میں قیام کریں گے جب کہ منیٰ میں قیام سنّت موکّدہ تھا۔
2. دوسری یہ کہ جب وہ شبِ مزدلفہ کے بعد اپنے خیموں کو لوٹیں گے تو سورج نکلنے کے بعد تک مزدلفہ میں ہی رہیں گے جب کہ سورج نکلنے سے قبل مَشعرِ حرام سے منیٰ کو لوٹنا سنّت موکّدہ تھا
3. اور تیسری یہ ہے کہ گیارہ اور بارہ کی راتوں کا اکثر حصہ منیٰ میں بسر کرنا سنت موکّدہ ہے۔ جب کہ مزدلفہ کے مقیم اس سے محروم رہتے ہیں۔

یہ تینوں سنّتیں موکّدہ ہیں اور ان کا ارتکاب مکروہ اور لزومِ اسائت کا سبب اور محرومی کا باعث ہے۔

(1) بہارِ شریعت، حج کا بیان، طواف فرض، ۱/۱۱۳۶

اِس معاملے میں گروپ لیڈران کو چاہئے کہ وہ غور کریں اور اپنے ساتھ آنے والے حاجیوں کے لئے اُن مؤکّدہ سُنَن کی ادائیگی آسان بنائیں اور اُن کے ترک کا التزام نہ کریں۔

حج میں مانع ماہواری گولیوں کا استعمال:

الاستفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک خاتون حج کے لئے آئی ہیں اور وہ مانع ماہواری گولیاں استعمال کرتی ہے اِس لئے کہ وہ حرمین شریفین کی عبادات زیادہ سے زیادہ کر سکے اور پھر یہاں مخصوص ایام ٹھہرنے کے لئے ملتے ہیں وہ بھی ماہواری میں گزر جائیں تو ان مقامات پر عبادت کن ایام میں کرے گی، کیا اِس بنا پر وہ گولیاں استعمال کر سکتی ہے؟

الجواب: ماہواری کا آنا یہ ایک قدرتی عمل ہے اور اُسے روکنا نقصان سے خالی نہیں ہوتا اور جہاں تک اِن گولیوں کے استعمال کا تعلق ہے جو ماہواری روکنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں تو وہ اس شرط کے ساتھ جائز ہیں کہ اُن میں کوئی حرام شئی نہ ہو اور وہ طبّی و جسمانی لحاظ سے مُضرِ صحت نہ ہوں کہ کسی بڑے جسمانی عارضے کا سبب بنیں، قرآن کریم میں ہے: وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (1)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (کنز الایمان)

---

(1) البقرۃ: ۲/ ۱۹۵

ایام منیٰ میں گروپ آرگنائزروں کا حجاج کو منیٰ چھوڑنے کی ترغیب دلانا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ منیٰ میں رات کا اکثر حصہ گزرنا سنّت مؤکدہ ہے۔ اب ہوا یہ ہے کہ کئی گروپ آپریٹر (آرگنائزر) حضرات نے حاجیوں کے طرز عمل کو دیکھتے ہوئے کہ وہ سارا دن ہوٹل میں گزارتے ہیں۔ ایام منیٰ میں کھانا بھی عزیزیہ کے ہوٹل میں مہیا کرنا شروع کردیا ہے، ان دنوں خیمے حاجیوں سے خالی ہوتے ہیں۔ حالانکہ شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارت ہے کہ: " ایام منیٰ میں حرم کعبہ میں نماز پڑھنے سے بھی منیٰ میں نماز پڑھنا افضل ہے "۔ ایام نحر میں منیٰ میں دن میں ٹھہرنے کا کیا حکم ہے کیا یہ ٹھہرنا سنت ہے یا مستحب ہے؟

الجواب: نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج ادا فرمایا جسے "حجۃ الوداع" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کُتُبِ احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ ایام منیٰ میں جب یوم نحر (دس ذی الحجہ) کو منیٰ تشریف لائے تو سوائے طوافِ زیارت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے جانے کے کہیں بھی تشریف نہیں لے گئے، آپ ﷺ طوافِ زیارت کرنے کے بعد بلا تاخیر منیٰ واپس تشریف لائے، پھر تیرہ تاریخ تک دن اور رات منیٰ میں قیام فرمایا۔

چنانچہ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ لکھتے ہیں: عَن ابنِ عمرَ، أَنَّهُ كَانَ «يَأْتِي الْجِمَارَ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ مَاشِيًا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا، وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ»۔ (1)

---

(1) سُنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب رمی الجمار، برقم: ۱۹۶۹، ۲/ ۳۳۹

یعنی، "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ یوم نحر (یعنی دس ذوالحجہ) کے بعد تینوں دن (یعنی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ) میں جمرات پر پیدل آتے اور جاتے اور بتاتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے"۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: قالَ الطبری: فِي الحديثِ دلالةٌ على أن النبيَّ صلى الله عليه وسلّم استكملَ الأيامَ الثلاثةَ۔ " ❶

یعنی، امام طبری نے فرمایا اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ذی الحجہ کے بعد کے تین دن منیٰ میں پورے فرمائے۔

اور لکھتے ہیں کہ: به صرّح ابن حزم في صفةِ حجّةِ صلى الله عليه وسلم، فقال: أقامَ بِهَا يَوْمَ النَّحرِ وَلَيْلَةَ القَرِّ وَيَوْمِهِ، وَلَيْلَةَ النَّفرِ الأوّلِ وَ يَوْمِهِ، وَلَيْلَةِ النفرِ الثَّانِي وَيَوْمِهِ، هذِهِ أيَّامُ التَّشْرِيقِ وَأيَّامُ مِنىً۔ ❷

یعنی، اسی کی ابن حزم نے نبی کریم ﷺ کے حج کی صفت کے بیان میں تصریح کی ہے، پس کہا کہ آپ ﷺ یوم نحر (دس ذوالحجہ کے دن)، قرّ (یعنی گیارہ) کی رات اور اس کا دن اور نفرِ اول (یعنی بارہ) کی رات اور اس کا دن اور نفر ثانی (یعنی تیرہ) کی رات اور اس کا دن منیٰ میں ٹھہرتے اور یہ ایام تشریق اور ایام منیٰ ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایام منیٰ سرزمین منیٰ میں گزارتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اسی میں ہے کہ حاجی سوائے طوافِ

---

❶ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب رمی الجمار، فصل :إذا فرغ من الرمی،ص ۳٤٥

❷ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب رمی الجمار، فصل:إذا فرغ من الرمی، ص ۳٤٥

زیارت کے لئے مکہ مکرمہ نہ جائے کہ ایامِ منیٰ میں منیٰ کو نہ چھوڑے اور ایامِ منیٰ میں منیٰ میں نماز ادا کرنا مسجد الحرام میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی نقل کرتے ہیں: مِن ثَمّ قال السبکی: صَلاۃُ الظُّھرِ بمنیٰ یومَ النَّحرِ أفضلُ منھا بمکۃَ بالمسجدِ الحَرامِ۔'' (1)

یعنی، اسی لئے امام سبکی نے فرمایا: نحر کے روز نمازِ ظہر منیٰ میں پڑھنا مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں پڑھنے سے افضل ہے۔"

لہٰذا حجاج کرام کو چاہئے کہ وہ یہ ایام منیٰ میں ہی گزاریں اور خاص طور پر بعض گروپ آپریٹرز نے حجاج کرام کے حالات کو دیکھتے ہوئے منیٰ میں کھانے کا بندوبست کرنے کی بجائے عزیزیہ وغیرہ میں کھانا مہیا کرنا شروع کر دیا ہے جو حاجی نبی کریم ﷺ کے مبارک طریقے کے تارک ہیں، یہ گروپ آپریٹرز کی جانب سے ان کی ترکِ سنت پر معاونت ہے اور جو حاجی حضور ﷺ کی مبارک سنت پر علم پیرا ہوتے ہیں اُن کو ترکِ سنت پر مجبور کرنا ہے لہٰذا اُنہیں اِس سے باز آنا چاہیے۔ کوئی گروپ آرگنائزر جسے رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنت کا ذرا برابر بھی لحاظ نہ ہو اور وہ منیٰ میں کھانے کا اہتمام کرنے کی بجائے عزیزیہ وغیرہا میں ہی کھانا مہیا کرنے پر مُصر ہو تو حاجی صاحبان کو چاہئے کہ وہ کھانے کو چھوڑ کر سنت کی ادائیگی کو ترجیح دیں اور اس بات پر غور کریں کہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین عظام اور ہمارے دیگر اسلاف کیسے منیٰ میں قیام کرتے تھے سوائے طوافِ زیارت کے منیٰ

(1) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب رمي الجمار، فصل: إذا فرغ من الرمي، ص ٣٤٥

کو نہ چھوڑتے تھے جب کہ اس زمانے میں آجکل پائی جانے والی سہولتیں بھی موجود نہ تھیں۔ لہٰذا ایامِ منیٰ سرزمین منیٰ پر گزارنا نبی کریم ﷺ کی مبارک سنت اور عمل صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے، اس لئے حاجی کو چاہیئے کہ صرف طوافِ زیارت کے لئے مکہ مکرمہ کو جائے اور ایام منیٰ میں منیٰ میں ہی رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنّت کو زندہ رکھنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

اپنے وطن کے علاوہ سے حج بدل کروانے کا حکم:

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جو کہ ہالینڈ یا یوکے میں رہتا ہے اس پر حج فرض ہے، وہ خود حج کرنے سے عاجز ہے اب وہ چاہتا ہے کہ کسی سے اپنا حج بدل کروائے تو کیا وہ پاکستان سے کسی کو حج بدل کیلئے بھیج سکتا ہے؟ واضح رہے کہ یوکے، یورپ کی بنسبت پاکستان سے کسی کو بھیجنا آسان اور اخراجات بھی کم ہوتے ہیں۔

الجواب: صُورتِ مسئولہ میں مذکور شخص فرض حج کی ادائیگی کیلئے پاکستان میں رہنے والے کسی فرد کو حج بدل کیلئے بھیج سکتا ہے۔ اُس پر لازم نہیں کہ وہ ہالینڈ یا یوکے سے ہی کسی شخص کو حج کیلئے بھیجے۔

تجزیہ:

ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں مذکورہ سوال کے جواب دیتے وقت حج بدل کی دو قسمیں بیان کیں ہیں، وہ یہ ہیں:

1. ایک یہ کہ زندہ شخص کہ جس پر حج فرض ہو اور وہ حج کرنے سے عاجز ہو کسی کو خرچہ دے کر حج بدل کے طور پر بھیجے۔
2. اور دوسرا وہ کہ جس پر حج فرض ہوا اور وہ کسی وجہ سے حج ادا نہ کر سکا اور مرنے سے قبل اس نے حج بدل کی وصیت کر دی تو اس کی طرف سے کسی شخص کو مرنے والے کے ترکہ سے خرچہ دے کر حج بدل کے طور پر بھیجا جائے۔

حکومت کی طرف سے حج سبسڈی لینے کا حکم:

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ حجاجِ کرام کو حکومت کی طرف سے سبسڈی کی صورت میں جو سہولت دی جاتی ہے، اُسے لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حجاجِ کرام کو اس رعایت اور سہولت سے فائدہ اُٹھانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ اُن کیلئے حکومت کی طرف سے نیکی پر تعاون اور ہبہ کی صُورت ہے۔ اور تعاون سے متعلق قُرآنِ کریم میں ہے: وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ۔ 1

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (کنز الایمان)

اور ہدیہ کے بارے میں امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: «تَهَادُوا تَحَابُّوا»۔ 2

---

1 المائدۃ:۵/ ۲
2 الأدب المفرد، باب قبول الهدية، برقم:٦٠٧، ص١٦٨

یعنی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔

لہٰذا اِس تعاون علیٰ البِر اور ہبہ کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے

کیا سبسڈی سود ہے؟

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ "میں لکھتے ہیں: اور پھر یہ کہنا کہ سبسڈی سود ہی کے پیسوں سے دی جارہی ہے یہ بات یقینی نہیں بلکہ تحقیق طلب ہے۔ اور بالفرض اگر سود ہی کے پیسوں سے دی جارہی ہے تو یہ حکومت کا اپنا فعل ہے، لہٰذا اِس سے حج پر کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے اور نہ ہی اسے لینے والوں پر کوئی وبال ہو گا بالخصوص جبکہ وہ اسے سود کہہ کر بھی نہیں دیتی ہے۔

چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ (1)

ترجمہ: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (کنز الایمان)

مزید بر آں یہ کہ اگر سود ہی کے پیسوں سے دی جارہی ہے جب بھی یہاں چونکہ عقد و نقد کا معاملہ جمع نہیں ہو رہا ہے، لہٰذا اِسے ناجائز و حرام نہیں کہہ سکتے ہیں ورنہ تو حکومت کے تقریباً تمام ہی معاملات ہی سود پر چل رہے ہوتے ہیں، نیز مختلف قسم کی سبسڈی میں بھی سود کا عنصر ضرور شامل ہوتا ہے، تو پھر ان سب کے بارے میں کیا حکم ہو گا؟ اور پھر اگر حکومت کی طرف سے سبسڈی والا حج جائز نہ ہو تو فرضیتِ

---

(1) الانعام:٦/ ١٦٤

حج کے حوالے سے بھی یہ سوال قائم ہو گا کہ حکومت کا پیکیج مثلاً آٹھ لاکھ والا ہے جبکہ پرائیویٹ پیکیج دس لاکھ روپے کا ہے، تو اس صورت میں اگر کوئی شخص ایامِ حج میں آٹھ لاکھ روپے کا مالک ہے تو کیا اُس پر حج فرض نہیں ہو گا۔ بہر حال حکومتِ پاکستان وزارتِ مذہبی اُمور کو اگر اس بات کا علم ہے کہ یہ سودی پیسہ سے سبسڈی دی جارہی ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ سب ان کے زیر نگرانی ہو رہا ہے، تو انہیں چاہیے کہ وہ پھر اسے آپشنل کر دیں یعنی جو چاہے سبسڈی لے اور جو چاہے نہ لے، اس صورت میں بھی یہ سوال بدستور اپنی جگہ قائم رہے گا کہ جنہوں نے ماضی میں سبسڈی لے کر حج کیا ہے اُن کے حج کا کیا حکم ہو گا۔ لہٰذا حج وغیرہ کے موقع پر حکومت کی طرف سے ملنے والی سبسڈی لے سکتے ہیں کہ یہ کئی وجوہ سے جائز ہے۔

فصل دوم: عمرہ کے جدید مسائل

- کرونا وائرس میں مُحرِم کو ماسک پہننا کیسا ہے؟
- عمرہ میں حالتِ احرام میں چارپٹی کی چپل پہننے کا حکم
- عمرہ کرتے وقت نیپی لگے بچے کا دورانِ طواف پیشاب کرنا
- عمرہ کے دوران حالتِ احرام میں موتیا اور خوشبو والی کریم کا حکم
- عمرہ کرتے وقت بلا عُذر وہیل چیئر پر سعی کرنا
- عمرہ کے دوران دوا کے ذریعے ماہواری روکی عمرہ ادا کیا پھر آگئی تو حکم
- عمرہ کے لئے جاتے وقت کسی غیر مُحرِمہ کو مُحرِمہ بنانا کیسا؟
- عمرہ کرتے وقت حالتِ احرام میں موزے اور دستانے پہننا کیسا ہے؟
- عمرہ کرتے وقت جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے؟
- عمرہ کے بعد حلق کے دوران کریم استعمال کرنے کا شرعی حکم
- عمرہ کے دوران مُحرِم کا بیلٹ والی چھتری کے پہننے کا حکم
- عمرہ کی ادائیگی سے روکے جانے والے مُحرِم کے لئے حکم جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو؟
- عمرہ کے دوران بحالتِ احرام ہینڈ فری استعمال کرنے کا حکم

کرونا وائرس:

دسمبر 2019ء میں چینی صوبہ ہوبئی کے شہر ووہان میں وبا کا ظہور ہوا اور اس برق رفتاری سے پھیلا کہ چند ہی مہینوں کے بعد 11 مارچ 2020ء کو عالمی ادارہ صحت (WHO) نے اسے عالمی وبا قرار دے دیا۔ 27 مارچ تک 190 ملکوں کے مختلف خطوں میں یہ وائرس پھیل گیا۔ دنیا کے تمامی ممالک کے ساتھ ساتھ یہ وائرس سعودی عرب میں بھی داخل ہوا۔

جن ممالک میں اس وائرس کی وبا شدت اختیار کر چکی تھی وہاں لاک ڈاؤن کیا گیا تھا۔ جہاں کرونا وائس کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہوا, وہاں کرونا وائرس کی وجہ سے بہت سے شرعی مسائل نے بھی جنم لیا۔

کرونا وائرس کی وجہ سے درج ذیل شرعی مسائل سامنے آئے:

1. پنج وقتہ نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا۔
2. نماز جمعہ و عیدین جماعت کے ساتھ عید گاہ یا مسجد میں ادا کرنا۔
3. ماسک لگا کر نماز پڑھنا۔
4. کرونا وائرس کی وجہ سے ایک میٹر کے فاصلے پر مقتدیوں کا کھڑا ہونا۔
5. الکوحل ملا ہوا سینیٹائزر (Senetizer) مسجد میں چھڑکنا۔
6. کرونا وائرس کی وجہ سے مرنے والا شہید ہے۔
7. کرونا وائرس کی وجہ سے گھر میں ہی اذان دینا۔
8. کرونا وائرس سے متاثر شدہ میت کو غسل دینا۔

9. کروناوائرس سے متاثر شدہ میت کو جلانا۔

10. عمرہ کی ادائیگی میں ماسک کالازمی استعمال۔

ان مسائل میں سے ایک یہ مسئلہ بھی ہے کہ کیا کروناوائرس کی صورت میں عمرہ پر جانے والا شخص عمرہ کی ادائیگی کرتے ہوئے حالت احرام میں ماسک کا استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

اس وبا کی صورت میں سعودی عرب کے حکام نے یہ لازمی قرار دیا کہ عمرہ ادا کرنے والا شخص عمرہ کی ادائیگی کرتے ہوئے ماسک کو لازمی استعمال کرے گا۔ تو اب یہ مسئلہ علماء کے مابین شائع ہوا۔

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے بھی اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں اس مسئلہ پر بھی گفتگو کی ہے۔ جس کو ہم ذیل میں ذِکر کرتے ہیں۔

کروناوائرس میں مُحرِم کوماسک پہننا کیسا ہے؟

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مُحرِم اپنے چہرے پر ماسک لگاسکتا ہے؟

الجواب: صورتِ مسئولہ میں مُحرِم اپنے چہرے پر ماسک نہیں لگاسکتا، کیونکہ اسے لگانے کے سبب چہرے کا کچھ حصہ چھپ جاتا ہے، اور حالتِ احرام میں چہرہ چھپانا ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا أَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَمَاتَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا وَجْهَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔ ❶

یعنی، حضرت ابن عباس سے روایت ہے: ایک شخص حالتِ احرام میں اپنی سواری سے گر کر فوت ہو گیا، پس رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے دو کپڑوں میں اسے کفن دو، اور اس کا سر اور چہرہ مت چھپانا کیونکہ یہ روزِ قیامت تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھایا جائے گا۔

اور مروی ہے کہ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ لَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يُخَمِّرَ وَجْهَهُ۔ ❷

یعنی، حضرت ابن عباس سے روایت ہے: مُحرِم کے لئے اپنا چہرہ چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ اس حدیث کا ظاہر اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ مُحرِم کو اپنا چہرہ کُھلا رکھنا واجب ہے، اور فقہاء کرام نے اسی حدیث شریف سے چہرے کو کُھلا رکھنے پر استدلال کیا ہے۔

چنانچہ امام ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: ولنا قولهُ عليه الصّلاة والسّلام: "لا تخمّروا وجهه ولا رأسه فإنّه يبعثُ يومَ القيامةِ ملبياً"، قاله في مُحرِمٍ تُوفّي۔ ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما یفعل بالمحرم إذا مات، برقم: ۹۸، ۲/ ۸۶۶
❷ کتاب المناسك من الأسرار، مسائل اللبس، مسألة: هل للمحرم أن يغطي وجهه، ص ۲۴۸
❸ الهداية، کتاب الحج، باب الإحرام، ص ۱۶۷

یعنی، اور ہماری دلیل مُحرِم میت کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "تم اس کے چہرے اور سر کو نہ چھپاؤ پس بے شک یہ روزِ قیامت تلبیہ کہتے ہوئے اُٹھایا جائے گا" حضور نبی کریم ﷺ نے اسے حالتِ احرام میں وفات پانے والے شخص کے بارے میں فرمایا ہے۔

اور علاّمہ ابوالحسن کبیر محمد بن عبدالھادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ مندرجہ بالا حدیث شریف کے بارے میں لکھتے ہیں: قِيلَ: كشفُ الوجهِ ليسَ لمراعاةِ الإحرامِ وَإنّما هو لصيانةِ الرأسِ من التغطيةِ كذا ذِكرہ النّووی وزعمَ أنّ هذا التأويل لازمٌ عِند الكلِّ قلتُ: ظاهر الحدِيث يفيدُ أن المُحرِم يجبُ عليهِ كشف وجهِه وإن الأمْر بكشفِ وجهِ الميّتِ لمراعاةِ الإحرامِ نعم من لا يقولُ بمراعاةِ إحرامِ الميّتِ يحملُ الحديثَ على الخصوْصِ وَلا يلزمُ منه أن يؤولَ الحدِيْث كما زعم۔ (1)

یعنی، کہا گیا اس حدیث میں چہرہ کو کُھلا رکھنے کا حکم دینا احرام کی رعایت کے لئے نہیں، بلکہ سر کے چھپنے سے حفاظت کے لئے ہے، اسی طرح اسے امام نووی نے ذکر فرمایا اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ بے شک یہ تاویل تمام کے نزدیک لازم ہے، (شارح کہتے ہیں) میں نے کہا کہ حدیث کا ظاہر اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ مُحرِم کو اپنا چہرہ کُھلا رکھنا واجب ہے، اور بے شک میت کے چہرے کو کُھلا رکھنے کا حکم دینا ہے احرام کی رعایت کی وجہ سے ہے، ہاں جو میت کے احرام کی رعایت کی وجہ سے اس

(1) شرح سُنن ابن ماجة ،أبواب المناسك ومتعلقاتها، ٢/ ٢٦١

حکم کے ہونے کا قائل نہیں تو وہ حدیث کو خصوصیت پر محمول کرتا ہے، اور اس سے لازم نہیں آئے گا کہ حدیث کی تاویل پیش کی جائے جیسا کہ انہوں نے گمان کیا ہے۔

تجزیہ:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں مذکورہ نقد ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث شریف میں ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا، وَإِحْرَامُ الرَّجُلِ فِي رَأْسِهِ۔ ❶

یعنی، حضرت ابن عمر سے روایت ہے: بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کا احرام اُس کے چہرے میں ہے اور مرد کا احرام اُس کے سر میں ہے۔

لہٰذا حدیث شریف میں مرد کے چہرے کا ذِکر نہیں ہے بلکہ سر کا ذِکر ہے، لہٰذا مرد کو چہرہ کُھلا رکھنا واجب نہیں ہے۔

تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام ابوزید دبوسی حنفی لکھتے ہیں: ولأنّ الإحْرَامَ مَا أوجب على المرأةِ إلا كشفُ عضوٍ واحدٍ، فكذلك من الرجلِ، لأنّ العلّةَ فيهما واحدَةٌ وهو الإحْرَام، إلا ان الرأسَ من المرأةِ عورةٌ فأبدَل الوَجْه، ولأنّ الوجهَ من الرّجلِ يكُون مكشوفاً عادَةً فَلا يظهَرُ في انكشافِه أثر الإحْرَامِ فجعلَ في الرأسِ، فأمّا المرأةُ فوَجهها في نقَاب إذا برزت عادةً فظهر الأثَرُ فيْه فلمْ يزد عليه.... والمعنى: إن الإحرامَ إذا صحّ أوجبَ كَشف الوجْه۔ ❷

---

❶ سُنن الدارقطني، كتاب الحج، باب المواقيت، برقم: ١، ٢٧٣٥، ٢/ ٢٥٨

❷ كتاب المناسك من الأسرار، مسائل اللبس، مسألة: هل للمحرم أن يغطي وجهه، ق ٢٤٧.٢٤٩

یعنی، کیونکہ عورت پر ایک ہی عضو کاکُھلار کھناواجب ہے، پس ایسے ہی مرد کے لئے حکم ہے، کیونکہ ان دونوں میں علّت ایک ہی ہے اور وہ احرام ہے، مگر عورت کا سر چھپانے کی چیز ہے لہذا بدل میں چہرے کا حکم ہے، اور اس لئے کہ مرد کا چہرہ عادۃً کھلا رہتا ہے، پس اسے کُھلا رکھنے میں چونکہ احرام کا اثر ظاہر نہیں ہو گا، لہذا مرد کا احرام اُس کے سر میں رکھا گیا ہے، رہی عورت تو اُس کا چہرہ چونکہ عادۃً نقاب ہی میں ظاہر ہوتا ہے، لہذا عورت کے احرام کا اثر چہرہ کھلا رکھنے میں ظاہر ہو گا، پس چہرے پر زیادتی نہیں کی، اور معنی یہ ہے کہ احرام اُسی وقت صحیح ہو گا کہ چہرے کو کُھلا رکھنا واجب قرار دیا جائے۔

دوسری بات یہ کہ عورت کے چہرہ کھولنے میں فتنے کا اندیشہ تھا، تب بھی حکم ہوا کہ وہ چہرہ کھولے، جب عورت کو چہرہ کھولنے کا حکم ہے تو مرد کو بطریقِ اَولیٰ چہرہ کھولنا لازم ہو گا۔

مذاہب اربعہ کا مُوقّف:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں مذکورہ سوال کے جواب میں مذاہب اربعہ کا مُوقّف لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

حنفی:

اور احناف کے نزدیک بھی حالتِ احرام میں مرد کو چہرہ کُھلا رکھنا واجب ہے۔ صاحبِ قدوری لکھتے ہیں: قال أصحابنا: یجبُ علی الرجلِ کشف وجهه، وقال الشافعي: لایجبُ۔ (1)

---

(1) التجرید، کتاب الحج، یجب علی الرجل کشف وجهه، ٤/ ١٧٩٠

یعنی، ہمارے اصحاب نے فرمایا: مرد پر حالتِ احرام میں اپنے چہرے کو کھلا رکھنا واجب ہے۔

شافعی:

اور امام شافعی نے فرمایا: واجب نہیں اور اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ولا یُغطّی رأسهُ ولا وجههُ۔ ❶

یعنی، مُحرِم اپنے چہرے اور سر کو نہ چھپائے۔

مالکی:

اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

حنبلی:

اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی اسی کے قائل ہیں۔

چنانچہ ملّا علی قاری حنفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: فإن الرّجلَ ممنوعٌ من تغطیتِهما، والمرأۃ ممنوعةٌ من تَغطیة الوَجه لا غیرُ. ثمّ تغطیة الرأسِ حرامٌ علی الرّجلِ إجماعاً کتغطیة وَجْهِ المرأۃِ، وأمّا تغطیةُ وَجهِه فحرامٌ کالمرأۃِ عندنا، وبه قالَ مالكٌ وأحمدُ فی روایة۔ ❷

یعنی، مرد کو سر اور چہرہ چھپانا ممنوع ہے، اور عورت کو صرف چہرہ چُھپانا ممنوع ہے، پھر مرد کو سر چُھپانا بالاجماع حرام ہے جیسے عورت کا چہرہ چُھپانا اور مرد

❶ مختصر القدوری، کتاب الحج، ص ٦٦-٦٧

❷ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، فصل: فی تغطیة الرأس والوجه، ص ٤٣٥

کا اپنے چہرے کو چھپانا ایسے ہی حرام ہے جیسے ہمارے نزدیک عورت کو حرام ہے، اور ایک روایت کے مطابق امام مالک اور امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا ہے۔

عمرہ میں حالتِ احرام میں چارپٹی کی چپل پہننے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ میں نے کراچی سے عمرہ کا احرام باندھا، دوپٹی کی چپل کی بجائے چارپٹی کی چپل پہن لی جب کہ اُس میں پاؤں کے اُوپر اُبھری ہوئی ہڈی ظاہر تھی وہ چپل میں چھپی ہوئی نہ تھی، جب میں عمرہ کرکے آگیا تو ایک عالم دین نے دیکھا اور مجھے اُس سے منع کیا کہ احرام میں ایسی چپل نہ پہنو، اب عرض یہ ہے کہ میں نے تو وہ چپل احرام میں پہن لی اب مجھ پر کچھ لازم تو نہ ہوگا؟

الجواب: صورت مسئولہ میں کچھ بھی لازم نہ آئے گا جب کہ اُبھری ہوئی ہڈی ظاہر تھی جو کہ وسطِ قدم میں ہوتی ہے البتہ ایسا جوتا یا چپل وغیرہ پہننا جس سے یہ ہڈی چُھپ جائے ممنوعاتِ احرام سے ہے۔

چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور حارثی ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: مُحرِم (مرد) کے لئے موزے، جرابیں اور ایسی چیز پہننا جائز نہیں جس سے کعبِ قدم ڈھک جائے، چاہے ایک ہی پاؤں میں پہنے، احرام کے معاملے میں کعب سے مراد پُشتِ قدم کی اُبھری ہوئی درمیانی ہڈی ہے نہ کہ ٹخنہ جو وضو میں پاؤں دھونے کی حد

ہے اور مداس (عربی جوتی) اور مکعب ہندی (جوتے کی ایک قسم ہے) جو اُبھری ہوئی ہڈی تک نہیں پہنچتے ہمارے نزدیک اُن کا پہننا جائز ہے۔ (1)

لہٰذا ضروری نہیں کہ حالتِ احرام میں دو پٹی کی ہی چپل پہنی جائے، اگر چار پٹی والی ایسی چپل ہے جس سے پاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی نہیں چُھپتی تو اُس کے پہننے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

ہاں عورتوں کے لئے دستانے اور موزے پہننے کی رعایت ہے چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں کہ: عورتوں کو (حالتِ احرام میں) چند باتیں جائز ہیں (جو مردوں کو جائز نہیں) مثلاً موزے، دستانے، سلے ہوئے کپڑے پہننا۔ الخ (2)

عمرہ کرتے وقت نیپی لگے بچے کا دورانِ طواف پیشاب کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میاں بیوی طواف کر رہے تھے ان کے ساتھ ان کا چھوٹا بچہ تھا جسے انہوں نے نیپی (Pamper) لگادی تھی کہ مسجد میں گندگی نہ ہو، دورانِ طواف بچے نے پیشاب کر دیا جو کہ نیپی کے اندر ہی رہا باہر نہ آیا، اب اس صورت میں بچے کو اٹھانے والے پر کچھ لازم آئے گا یا نہیں اور اس کا طواف صحیح ہو گا یا نہیں؟

---

(1) حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول، دربیان احرام، فصل ششم دربیان محرمات احرام، ص ۸۶

(2) بہار شریعت، حج کا بیان، ۱/ ۱۰۸۳

الجواب: صورت مسئولہ میں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد بچے کو اُٹھانے والے کی مثال نجاست اُٹھانے والے کی سی ہے اور جب طواف کرنے والے کے اپنے کپڑے نجس ہوں اور وہ اسی حالت میں طواف کرلے تو اس کا فعل مکروہ ہوتا ہے مگر اس پر کوئی کفّارہ لازم نہیں آتا۔

چنانچہ امام اہلسنّت امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: نجس کپڑوں سے طواف مکروہ ہے، کفّارہ نہیں۔ (1)

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ "فتاویٰ ہندیہ" سے نقل کرتے ہیں: نجس کپڑوں میں طواف مکروہ ہے، کفّارہ نہیں (2)

لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص پر کچھ بھی لازم نہ ہو گا۔ اور کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ناسمجھ بچوں کو اپنے ساتھ مسجد میں نہ لے جایا جائے کیونکہ حدیث شریف میں ہے: جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ (3)

یعنی، اپنے بچوں سے اپنی مسجدوں کو بچاؤ۔

عمرہ کے دوران حالتِ احرام میں موتیا اور خوشبو والی کریم کا حکم

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ عمرہ کے دوران حالتِ احرام میں موتیا کے گجرے، خوشبو والی کریم وغیرہا استعمال کرنا کیسا ہے؟

---

(1) فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، جنایات، رسالہ انوار البشارۃ فی مسائل الحج، ۱۰/۷۶۱

(2) بہارِ شریعت، ۱/۱۱۷۷

(3) سُنن ابن ماجۃ، کتاب المساجد، باب مایکرہ فی المساجد، الحدیث ۷۵۰

الجواب: حالتِ احرام میں خوشبو اور خوشبودار اشیاء کا استعمال ممنوع ہے چاہے اس کا استعمال بدن میں ہو یا کپڑوں میں، پھر خوشبو کی اقسام کثیر ہیں اور ان کے استعمالات بھی مختلف ہیں اس لئے صرف سوال میں ذِکر کردہ اشیاء اور ان کے استعمالات کا حکم بیان کیا جائے گا۔

موتیا اور گجرے:

ان کا استعمال بطور سونگھنے اور گلے یا ہاتھ میں پہننے کے ہوتا ہے، ہاتھ یا گلے میں پہننے یا ہاتھ میں پکڑنے کی صورت میں اُن کی خوشبو ہاتھوں وغیرہ کو نہیں لگتی، خوشبو اُن کے پانی میں ہوتی ہے وہ اُن کو مسلنے سے نکلتا ہے نہ کہ پہننے اور ہاتھ لگانے سے، باقی رہا سونگھنا تو وہ مکروہ ہے مگر اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا لیکن مکروہ کے ارتکاب سے بھی بچنا چاہئے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول جیسے لیمو، نارنگی، گلاب، چمبیلی، بیلے، جُوہی وغیرہ کے پھول تو کچھ کفارہ نہیں اگرچہ مُحرِم کو خوشبو سونگھنا مکروہ ہے۔ (1)

علامہ سراج الدین علی بن عثمان اوشی حنفی متوفی ۵۶۹ھ لکھتے ہیں: لَو شَمَّ الطِّیبَ لا شَيئَ علیہ۔ (2)

یعنی، اگر خوشبو سونگھی تو اُس پر کچھ لازم نہیں۔

---

(1) بہارِ شریعت، حج کا بیان، جُرم اور اُن کے کفارے، خوشبو اور تیل لگانا، ۱/ ۱۱۶۳

(2) الفتاویٰ السراجیۃ، کتاب الحج، باب التطیف المحرم، ص ۳۵

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماءِ ہند کی ایک جماعت نے لکھا کہ: لایلزَمُہ شیٔ بشم الرَّیحان و الطّیب و أثمارِ الطّیبۃِ مع کراھۃِ شمِّہ کما فی "غایۃ السّروجی شرح الھدایۃ" ❶

یعنی، خوشبو، پھول اور پھل سونگھنے سے کچھ کفارہ تو لازم نہیں آتا لیکن مکروہ ہے جیسا کہ "غایۃ السروجی شرح الہدایہ" میں ہے۔

خوشبودار کریم:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں سوال کے جواب میں اس کے استعمال کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔

1. اس میں خوشبو تھوڑی ہے تو پورے عضو پر لگانے کی صورت میں دَم اور اس سے کم میں صدقہ لازم ہو گا۔

2. اور خوشبو اگر زیادہ ہے تو چوتھائی عضو پر لگانے کی صورت میں دَم اور اس سے کم میں صدقہ لازم ہو گا۔

ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اپنی مدعٰی کی دلیل میں علامہ ابن عابدین شامی کی عبارت ذِکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہیں:

چنانچہ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: لو طیّب بالقلیلِ عُضواً کاملاً أو بالکثیرِ رُبعَ عضوٍ لزِمَ الدَّمُ وإلاَّ فصدقۃ۔ ❷

❶ الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الحج، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول فیما یجب بالتطیب والتدھن، ۱/ ۲۴۰

❷ ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ۳/ ۶۵۳

یعنی، تھوڑی خوشبو پورے عضو پر لگائی یا بہت خوشبو چوتھائی عضو پر تو قربانی واجب ہوئی ورنہ صدقہ۔

عمرہ کرتے وقت بلاعُذر وہیل چیئر پر سعی کرنا:

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص عمرہ کرتے وقت باوجود قدرت کے وہیل چیئر پر سعی کرے تو اُس کی سعی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: قدرت رکھنے والے کے لئے واجب ہے کہ وہ پیدل سعی کرے اور جیسا کہ اسے سعی کے واجبات میں شمار کیا گیا ہے چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: فَإِنَّ المشی فی السَّعیِ واجبٌ عندنا۔ (1)

یعنی، پس بے شک سعی میں پیدل چلنا ہمارے نزدیک واجب ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی واجباتِ سعی کے بیان میں لکھتے ہیں: و المشیُ فیه، فإن سَعَیٰ رَاکباً أو محمولاً أو زاحفاً بغیرِ عُذرٍ فعلیه دمٌ، و لو بعُذرٍ فلا شیئَ علیه۔ (2)

یعنی، سعی میں پیدل چلنا واجب ہے۔ پس اگر بلاعُذر سوار ہو کر یا اپنے آپ کو اُٹھوا کر یا گھسٹ کر سعی کی تو اُس پر دَم لازم ہے، اور اگر عُذر کی وجہ سے کی تو اُس پر کچھ نہیں۔

---

(1) المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب السعی بین الصفا والمروة، ص ٢٤٦

(2) لُباب المناسك، باب السعی بین الصفا والمروة، فصل: فی واجباته، ص ١٢٨

اور امام محمود بن احمد بن عبد العزیز ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں: یَنبغي أن یطوفَ بالبیت ماشیاً، و لو طافَ راکباً أو محمولاً، أو سَعَی بین الصّفا و المروۃ راکباً أو محمولاً إن کان کذلک من عُذرٍ یُجزیه، ولا یلزَمهُ شیئٌ، وإن کان من غیرعُذرٍ فما دام یُمکنه فإنّه یُعیدُ وإن رَجَعَ إلی أهله، فإنه یُریقُ کذلک دماً عندنا۔ (1)

یعنی، چاہئے کہ بیت اللہ شریف کا طواف پیدل کرے اور اگر سوار ہو کر یا اپنے آپ کو اُٹھوا کر طواف کیا یا سوار ہو کر یا اپنے آپ کو اُٹھوا کر صفا و مروہ کے مابین سعی کی، اگر اس طرح کسی عُذر کی وجہ سے ہے تو جائز ہے اور اُسے کوئی شئی لازم نہیں اور اگر بلا عُذر ہے تو جب تک اُسے ممکن ہے (یا وہ مکہ میں ہے) تو اُس کا اعادہ کرے اور اگر اپنے اہل کو لوٹ گیا تو ہمارے نزدیک خون بہائے (یعنی دَم دے)۔

عمرہ کے دوران دوا کے ذریعے ماہواری روکی عمرہ ادا کیا پھر آگئی تو حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ عمرہ کے دوران کسی عورت کو ایام شروع ہوئے تو وہ دوائی کے ذریعے اُسے روک سکتی ہے یا نہیں اور اگر روک لے اور دس روز کے اندر دوبارہ آجائے اور دسویں روز بند ہو جائے تو اس دوران کئے گئے عمرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: صورت مسئولہ میں ماہواری کے خون کو دوا وغیرہ سے روکنے کو شرع منع نہیں کرتی کیونکہ فقہاء کرام نے دوا کے ذریعے خون ماہواری کو بند کرنے کا

(1) الفتاویٰ الهندیة، کتاب المناسك ،الباب الثامن : فی الجنایات، الفصل الخامس:فی الطواف والسعی إلخ، ١/ ٢٤٧

ذِکر فرمایا۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: ولوا نقطع دمها أی دم الحائض بدواءٍ أولا أی لابدواء... إلخ (1)

یعنی، اگر حیض والی عورت کا خون دواء کے ساتھ منقطع ہوا یا دواء کے بغیر۔

یہاں پر علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی نے دواء کے ساتھ خون ماہواری کے بند ہونے کا تذکرہ کیا اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا۔ پھر شارح ملّا علی قاری حنفی نے شرح میں بھی اس کا کوئی حکم ذِکر نہیں کیا اور مُحشّی قاضی حسین بن محمد سعید مکی حنفی نے اس پر کوئی حاشیہ بھی تحریر نہیں کیا، جس سے معلوم ہوا کہ دوائی کے ذریعے خون حیض بند کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اور شرط یہ ہے کہ طبّی اور جسمانی طور پر اُن کے لئے اس دوا کا استعمال یا ماہواری کو روکنا مُضر نہ ہو کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ (2)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (کنز الایمان)

لہٰذا اگر بے ضرر دواؤں سے ماہواری آنے سے قبل ہی اُسے روکا جائے یا آنے کے بعد، یہ روکنا بھی نقصان دہ نہ ہو اور اس سے عورتوں کو عبادت کا زیادہ موقع ملے تو شرع اس سے منع نہیں کرتی اور خواتین کا یہ سوچنا کہ ہمیں ماہواری آگئی ہے تو ہم عبادت نماز، عمرہ، طواف وغیرہ سے روک دی گئی ہیں یہ ایک نفسیاتی امر ہے ورنہ

---

(1) لباب المناسك وشرحه المناسك المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، النوع الخامس: الجنابات فی أفعال الحج، فصل: حائض طهرت إلخ، ص ٦٩٦

(2) البقرة: ٢/ ١٩٥

ماہواری آجانے سے اُن کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ❶

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (کنز الایمان)

اور پوچھے گئے مسئلے کا حکم یہ ہے کہ جب اُس نے دواء کے ذریعے حیض کو روکا، جب حیض رُک گیا تو اُس نے عمرہ ادا کر لیا پھر دس دن کے اندر دوبارہ خون آ گیا اور دس دن کے اندر یا دس دن پورے ہونے پر بند ہو گیا تو اس دوران کیا گیا طواف حالتِ ماہواری میں قرار پائے گا گویا کہ اُس نے حالتِ ماہواری میں عمرہ ادا کیا ہے۔ تو جب تک مکہ مکرمہ میں ہے ماہواری سے پاک ہونے کے بعد اس طواف کا اعادہ کر لے اور اگر اعادہ کر لیتی ہے تو حالتِ ماہواری میں طوافِ عمرہ ادا کرنے پر جو جزاء لازم آئی تھی وہ ساقط ہو جائے گی، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: وعلیھا أن تعیدَ طاھرۃً ما دام بمکۃ فإن أعادَ سَقطَ ما وَجبَ۔ ❷

یعنی، اس پر لازم ہے کہ فارغ ہو کر اس کا اعادہ کر لے اگر اعادہ کر لیتی ہے تو اس پر سے وہ ساقط ہو گیا جو واجب ہوا۔

اور یہی افضل ہے اور فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اس صورت میں توبہ لازم ہے۔

چنانچہ ملّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: وعلیھا التَّوبۃُ من جھۃِ المَعصیۃِ۔ ❸

یعنی، اس پر معصیت کی جہت سے توبہ لازم ہے۔

---

❶ البقرۃ: ۲/ ۲۸۶

❷ لباب المناسک، باب الجنایات وأنواعھا، النوع الخامس: الجنایات فی أفعال الحج، فصل: طواف الزیارۃ للحائض، ص۲۱۶

❸ لباب المناسک والمسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الجنایات أنواعھا، فصل فی طواف العمرۃ، ص ۵۰۱

اور اس صورت میں سعی کا اعادہ مستحب ہے واجب نہیں ہے اگر وہ سعی کا اعادہ نہیں کرتی تو اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا۔

عمرہ کے لئے جاتے وقت کسی غیر مُحرِمہ کو مُحرِمہ بنانا کیسا؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سعودی حکومت کی طرف سے پابندی ہے کہ چالیس (40) سال سے کم عمر شخص عمرے کا سفر بغیر مُحرِمہ کے نہیں کر سکتا۔ تو کچھ لوگ جھوٹے رشتے بنا کر یعنی کسی غیر مُحرِمہ عورت کو اس کی مُحرِمہ بنا کر ویزہ لگواتے ہیں۔ ایسا کرنا شرعا کیسا ہے؟

الجواب: یاد رہے کہ عمرہ نہ فرض ہے اور نہ واجب اور عمرہ کے لئے جانے کی غرض سے جھوٹے رشتے بنانا، جو شرعاً اور قانوناً ممنوع ہیں اور اس میں ایک تو جھوٹ ہے کہ ایک غیر مُحرِمہ کو اپنی مُحرِمہ بتایا جاتا ہے اور جھوٹ کی شناعت قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور اس کی مذمت پر احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء وارد ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا»۔ [1]

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب البر .....إلخ، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، برقم: ١٠٥.(٢٦٠٧)، ص ٢٠١٣

یعنی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: صدق کو لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ (عزّوجلّ) کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فُجور کی طرف لے جاتا ہے اور فُجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ (عزّوجلّ) کے نزدیک کذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی، متوفّٰی ۱۳۶۷ھ جھوٹ کی مذمّت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی۔ (1)

اور یہ قانوناً بھی جرم ہے، اور اس کے بارے میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی، متوفی ۱۳۴۰ھ، لکھتے ہیں: کسی قانونی جُرم کا ارتکاب کرکے اپنے آپ کو بلاوجہ ذلّت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے کما استفیدَ مِن القرآنِ المَجیدِ والحَدیثِ (جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث پاک سے معلوم ہوا)۔ (2)

---

(1) بہارِ شریعت، جھوٹ کا بیان، ۳/۱۶/۵۱۵

(2) فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ۲۳/۸۱

عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا مُحرِم بالغ قابلِ اطمینان نہ ہو جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے۔ اگر کرے گی حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گُناہ لکھا جائے گا۔

عمرہ کرتے وقت حالتِ احرام میں موزے اور دستانے پہننا کیسا ہے؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عمرہ کرتے وقت عورت کو حالتِ احرام میں موزے یا دستانے پہننا کیسا ہے؟

الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں مرد کو حالتِ احرام میں دستانے اور موزے پہننا حرام ہے بشرطیکہ موزہ پہننے میں وسطِ قدم کو چھپایا جائے البتہ اس حکم میں عورت شامل نہیں کہ اُسے موزے یا دستانے پہننا جائز ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ ھ لکھتے ہیں: ھی فیہ کالرّجُلِ، إلاّ أنّ لها: أنْ تلبس المخِیط غَیرَ المصبوغ، والخفیّن، والقُفّازین۔ [1]

یعنی، عورت احرام میں مرد کی مثل ہے سوائے اس کے کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے جبکہ (ورس یا زعفران یا عصفر سے) رنگا ہوا نہ ہو، اور موزے (اگرچہ وسطِ قدم چھپ جائے) اور دستانے بھی پہن سکتی ہے۔

اور امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: عورت کو چند باتیں جائز ہیں: سر چھپانا، بلکہ نامُحرِم کے سامنے اور نماز میں فرض ہے تو سر پر بستر بقچہ اُٹھانا، بدرجہ اَولیٰ، گوند وغیرہ سے بال جمانا، سر وغیرہ پر پٹی خواہ بازو یا گلے پر تعویز باندھنا

---

[1] لباب المناسك وعباب المسالك ، باب الإحرام :شرائط صحته، وواجباته ،وسننه ، ومستحباته، فصل فی إحرام المرأة، ص۹۵

اگرچہ سی کر، غلافِ کعبہ کے اندر یوں داخل ہونا کہ سر پر رہے منہ پر نہ آئے، دستانے موزے سلے کپڑے پہننا۔ ❶

تجزیہ:

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں مذکورہ فتوی جو جواب ذِکر کیا ہے کہ: عورت کے لئے موزہ اور دستانے پہننا جائز ہے"۔ اس پر سوال وارد ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے لئے دستانے پہننا منع فرمایا ہے، جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے: "ولا تلبس القفازین"۔ ❷

یعنی، "کہ تو دستانے نہ پہن"۔

تو اس کی تطبیق کرتے ہوئے ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ "میں لکھتے ہیں: "اور عورت کے لئے جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ دستانے نہ پہنے تو وہ استحباب پر محمول ہے یعنی مستحب یہ ہے کہ وہ دستانے نہ پہنے لیکن اگر وہ پہن لیتی ہے تو بھی گنہگار نہ ہوگی۔ چنانچہ مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:وقوله عليه الصلاة والسلام: "وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنَ" نهيُ ندبٍ۔ ❸

---

❶ الفتاویٰ الرضویہ، کتاب الحج، جنایات، ۱۰/۷۳۵

❷ صحيح البخاري، كتاب جزاء الصيد، باب ماينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، برقم: ۱۸۳۸

❸ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الإحرام، فصل: في إحرام المرأة، ص ١٦٢

یعنی، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان "کہ تو دستانے نہ پہن" یہ مستحب کی نہی ہے۔

اور ملاّ علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ مزید لکھتے ہیں: حملناہ علیہ جمعاً بین الدَّلائلِ بقَدرِ الإمکانِ۔ ❶

یعنی، ہم نے دلائل میں بقدر الامکان جمع کرتے ہوئے نہی کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

عمرہ کرتے وقت جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عمرہ کرتے وقت جس شخص کو پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے اور حرم شریف میں کیسے داخل ہو؟

الجواب:۔ صورتِ مسؤلہ میں اس شخص کا حکم وہی ہے جو ایک معذور کا ہوتا ہے کہ جسے پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری ہو۔

چونکہ مسؤلہ صورت میں بھی پیشاب پر کنٹرول نہیں ہوتا بلکہ جو بھی قطرہ آتا ہے وہ نالی کے ذریعے بوتل تک پہنچ جاتا ہے لہٰذا یہ بھی معذور ہے۔ اور معذورین کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت کے لیے نیا وضو کریں۔

چنانچہ امام ابو الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: والمستحاضۃُ ومنْ بِہ سَلس البولِ، والرّعَاف الدّائِم والجرح الّذی لا یرْقأ یتوضّئونَ لوقتِ کلِّ صلاۃ فیصلّونَ بذٰلك الوضُوْءِ فی الوقتِ ما شاءُ وا منَ الفرائضِ والنوافلِ۔ ❷

---

❶ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الإحرام، فصل: فی إحرام المرأۃ، ص ۱۶۲
❷ مختصر القدوری، کتاب الطھارۃ، طھارۃ المستحاضۃ، ص ۲۵

یعنی، مستحاضہ، اور جسے پیشاب کا قطرہ آتا ہو، اور دائمی نکسیر، اور ایسا زخم ہو کہ جو نہ ٹھہر تا ہو (بلکہ بہتا رہتا ہو) وہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کریں گے پس وہ اسی وضو سے وقت میں فرائض و نوافل سے جو چاہیں نماز پڑھیں گے۔

اس عبارت میں "لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ" کو ذکر کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تو اُس کا وضو سورج کے غروب ہوتے ہی جاتا رہے گا اور اب اُسے نمازِ مغرب پڑھنے کے لیے نیا وضو کرنا ہو گا (وعلیٰ ہذا القیاس) اور یہ واضح رہے کہ اگر کوئی "ہر نماز کے وقت کے لیے" کے بجائے یہ کہے کہ فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وضو ٹوٹ جائے گا تو بھی بجا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ احسن جملہ ہے اِس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم یہ جملہ کہیں گے تو اُس وقت یہ حکم بھی سامع کو سمجھنا آسان ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی عید، اشراق، یا چاشت کی نماز کے لیے وضو کرے تو اُس کا وضو ظہر کے آخر تک قائم رہے گا کیونکہ طلوعِ آفتاب کے بعد سے کسی فرض نماز کا وقت اُس وقت تک نہیں جاتا جب تک کہ ظہر کا وقت ختم نہ ہونے پائے۔

چنانچہ امام برھان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر فرغانی مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: فَإِن توضؤا حِين تطلع الشَّمْس أجزأهم عَن فرض الْوَقْت حَتَّى يذهبَ وَقت الظّهر۔ (1)

---

(1) الهداية شرح بداية المبتدى، كتاب الطهارات، باب الحيض والاستحاضة، فصل: ۱/ ۲، ص ۴۱

یعنی، پس اگر وہ وضو کریں اُس وقت کہ جب سورج طلوع ہو جائے اُنہیں وقتی فرض سے جائز ہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت چلا جائے۔

اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ معذور کا وضووقت کے نکلنے سے قبل اُس صورت میں ضرور ٹوٹے گا جبکہ نواقضِ وضو کے اسباب میں سے کوئی ایک بھی سبب پایا جائے اور وہ اُس عارضے کے علاوہ ہو کہ جس سبب سے وہ معذور ہوا ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: معذور کا وُضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے، ہاں اگر کوئی دوسری چیز وُضو توڑنے والی پائی گئی تو وُضو جاتا رہا مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وُضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وُضو جاتا رہے گا۔❶

تو لہٰذا تھیلی لگا شخص معذور کے حکم میں ہے اس لئے وہ وضو کرکے فرض نماز کا وقت جانے سے قبل مکمل طواف کر سکتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی متوفی۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: والواجباتُ کالوترِ والعیْدِ وصَلاۃِ جنازۃٍ وطَوَافٍ وَمَسِّ مُصحفٍ۔❷

یعنی، (جائز ہے) واجبات (کی ادائیگی کرنا) جیسے وتر، عید، نمازِ جنازہ، اور طواف (کرنا)، اور مصحف (قران مجید) کا چُھونا۔

---

❶ بہارِ شریعت، کتاب الطھارۃ، وضو کا بیان، استحاضہ کے احکام، ۱/۳۸۶۔۳۸۷

❷ مراقی الفلاح، کتاب الطھارۃ، باب الحیض والنفاس والإستحاضۃ، ص ۶۱

اور اگر کوئی شرعی معذور طواف کر رہا ہو اور دورانِ طواف فرض نماز کا وقت جاتا رہے تو اب اُسے طواف کے لیے نیا وضو کرنا پڑے گا کیونکہ طواف کے لیے وضو واجب ہے۔ چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: وواجِب وهُو الوُضوُ للطوافِ۔ (1)

یعنی، (وضو کی ایک قسم) واجب ہے اور وہ طواف کے لیے وضو کرنا ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر وہ شخص طواف کے کم از کم چار چکر فرض نماز کا وقت جانے سے قبل لگا چکا ہے تو اُسے چاہیے کہ بناء کرے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اور مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (وَصاحبُ العذرِ الدّائِم) أی حقیقةً أو حُكماً (إذَا طَافَ أربعةَ أشوَاط ثمّ خرَج الوقْت توَضأ) أی قیاساً للطوافِ علَی الصّلاةِ (وبنی) أی علیه۔ (2)

یعنی، دائمی عُذر والا یعنی حقیقی ہو یا حکمی جب وہ چار چکر طواف کے لگا لے پھر وقت نکل جائے تو وہ وضو کرے یعنی طواف کو نماز پر قیاس کرتے ہوئے اور وہ اس پر بناء کرے۔

اور اگر اس نے چار سے کم چکر طواف کیا تھا اور نماز کا وقت ختم ہو گیا تو بھی وہی حکم ہے کہ بناء کرے مگر از سرِ نو طواف افضل ہے۔ چنانچہ مُلّا علی بن سلطان

---

(1) الفتاویٰ الهندية، كتاب الطهارة ، الباب الاول فی الوضوء، الفصل الثالث فی المستحبات، ۱/ ۹

(2) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط على لباب المناسك، مع ارشاد الساری ،باب أنواع الأطوفةِ فصل فی مسائل شتی ، ص ۲۳۶-۲۳۷

قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: والظاهر أن الحكمَ كذٰلك فِي أقلِّ منَ الأربعةِ إلا أنّ الإعادةَ حينئذ أفضل۔ (1)

یعنی، ظاہر یہ ہے کہ بیشک چار سے کم میں حکم اسی طرح ہے مگر یہ کہ اعادہ اس وقت افضل ہے۔

اور سوال میں تھیلی لگے شخص کے حرم میں داخلے کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سائل کی حرم سے مراد مسجد الحرام ہے جیسا کہ عوام النّاس حرم سے مراد مسجد الحرام لیتے ہیں تو وہ مسجد الحرام میں نماز و طواف وغیرہما کے لیے داخل ہو سکتا ہے۔

لیکن اُسے چاہیے کہ وہ اس بات کا خصوصی خیال رکھے کہ مسجد آلودہ نہ ہونے پائے۔ اور اگر بیت اللہ شریف کے گرد وہ خطۂ زمین ہے جسے شرع مطہرہ نے حرم قرار دیا ہے تو اس میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے سوائے اس کے کہ مساجد میں داخل ہونے کے لئے ان تمام باتوں کا خیال رکھنا ہو گا جو اُوپر ذِکر کی گئیں۔

عمرہ کے بعد حلق کے دوران کریم استعمال کرنے کا شرعی حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عمرہ کے بعد حلق کے لئے نائی نے کریم استعمال کی تو اس صورت میں کیا لازم آئیگا؟

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اپنی کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعُمرۃ" میں اس سوال کا جواب دیتے ہیں سب سے پہلے خوشبو کی تعریف بیان کی ہے، جیسا کہ لکھتے ہیں:

---

(1) المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط على لباب المناسك، باب أنواع الأطوفة، فصل فی مسائل شتی، ص۲۳۷

خوشبو کی تعریف:

خوشبو ایسی مہک کو کہتے ہیں کہ جو کراہت سے خالی ہونے کے ساتھ رغبت دلانے والی ہو اور عقل والے اُسے خوشبو میں شمار کرتے ہوں۔

چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے ''سراج الوھاج'' کے حوالے سے لکھا ہے: الطِّیبُ کلُّ شیءٍ له رائحةٌ مستلذۃٌ ویعدُّہ العُقلاءُ طِیباً کذا فی ''السراج الوھّاج''۔ (1)

یعنی، خوشبو ہر وہ شے ہے جس کی مہک لذت دلانے والی ہو اور عقلاء اسے خوشبو شمار کرتے ہوں اسی طرح'' سراج الوھاج'' میں ہے۔

اُس کے بعد ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے خوشبو کی تقسیم بیان کی ہے۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں: صورتِ مسئولہ میں دیکھا جائے گا کہ

1. اس کریم میں خوشبو تھی۔

اگر اِس میں خوشبو موجود تھی تو پھر یہ خوشبو دو حال سے خالی نہ ہو گی:

1. یا تو وہ آگ میں پکائی ہوئی ہو گی۔

حکم: اس صورت میں اُس پر کچھ لازم نہ ہو گا کیونکہ جب کسی شے کو آگ میں ڈال کر پکا لیا جائے تو اُس پر خوشبو کا حکم نہیں لگے گا۔ (2)

2. یا وہ آگ میں نہیں پکائی ہوئی ہو گی۔

حکم: اس صورت میں اگر خوشبو ملنے والی چیز سے زائد ہو تو غلبہ کا حکم ہو گا اگرچہ خوشبو ظاہر نہ ہو۔ اور اگر خوشبو ملنے والی چیز سے زائد نہ ہو تو پھر غلبہ کا حکم نہ ہو گا۔

---

(1) ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ۳/ ٦٥٦

(2) قرین قیاس یہی ہے کہ خوشبو ڈال کر آگ میں پکایا نہیں جاتا۔

اور یہ بات واضح رہے کہ غلبہ ہونے کی صورت میں دم لازم ہو گا ورنہ دم لازم نہ ہو گا بلکہ صدقہ کی ادائیگی واجب ہو گی۔

2. یا کراہت والی بو تھی۔

حکم: کریم میں اگر کراہت والی بو تھی تو لگانے والے پر کچھ لازم نہ ہو گا کیونکہ خوشبو کا استعمال نہیں پایا گیا ہے۔

3. یا نہ خوشبو تھی۔

4. اور نہ ہی کراہت والی بو۔

حکم: کریم میں اگر کچھ نہ تھا تو لگانے والے پر کچھ لازم نہ ہو گا کیونکہ خوشبو کا استعمال نہیں پایا گیا ہے۔

چنانچہ علامہ سیّد محمد ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: اعلم أن خلطَ الطيبِ بغيره على وُجوهٍ: لأنه إمّا أن يخلط بطعامٍ مطبوخٍ أو لا ففي الأولِ لا حكمَ للطّيبِ سواء كان غالباً أم مغلوباً، وفي الثاني الحكم للغلبةِ: إن غلبَ الطيبُ وجبَ الدمُ، وإن لم تَظهر رائحتُه كما في "الفتح"، وإلّا فلا شيء عليه غير أنه إذا وُجدتْ معه الرائحةُ كُرِهَ، وإن خلطَ بمشروبٍ فالحكمُ فيه للطيبِ سواء غَلبَ غيرُه أم لا غير أنه في غلبةِ الطيبِ يجبُ الدمُ، وفي غلبةِ الغيرِ تجبُ الصدقةُ إلا أن يشربَ مِراراً فيجبُ الدمُ۔ (1)

---

(1) المسالك في المناسك، القسم الثاني: في بيان نسك الحج.....إلخ، فصل في بيان مايحرم على المحرم بعد الإحرام، ١/ ٣٦٥، ٣٦٦

یعنی، جان لو کہ بے شک خوشبو کا اُس کے غیر کے ساتھ ملنا چند وجوہات پر ہے کیونکہ یا تو اُسے پکے ہوئے کھانے کے ساتھ ملایا گیا ہو گا (یعنی اُسے کھانے میں ڈال کر پکایا گیا ہو گا) یا نہیں پس پہلی صورت میں خوشبو کا حکم نہیں ہے چاہے خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور دوسری صورت میں (یعنی اگر کھانے میں ڈال کر پکایا نہ گیا ہو) اگر خوشبو غالب ہو تو غلبہ کا حکم ہے اور (اس صورت میں) دم واجب ہو گا اگرچہ اُس کی خوشبو ظاہر نہ ہو جیسا کہ "فتح القدیر" میں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس پر کچھ لازم نہیں علاوہ اس کے کہ جب اُس کے ساتھ خوشبو پائی جائے تو مکروہ ہے اور اگر کسی نے پینے والی چیزوں میں خوشبو ملائی تو اس میں خوشبو کا حکم ہے چاہے اُس کا غیر غالب ہو یا نہیں سوائے اس کے کہ خوشبو کے غالب ہونے میں دم واجب ہو گا اور غلبہ نہ ہونے میں صدقہ واجب ہو گا مگر یہ کہ وہ بار بار پیئے (تین بار یا اس سے زائد) تو دم واجب ہو گا۔

گذارش:

اُس کے بعد ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے عمرہ ادا کرنے والے اور وہاں موجود نائی حضرات کے لئے گذارش کی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔ "بہر حال معتمر یا حاجی کو چاہیے کہ وہ نائی کو پہلے سے پوچھ لے، اگر کریم یا صابن میں خوشبو کی آمیزش ہو تو اُس پر لازم ہے کہ وہ نائی کو اس فعل سے باز رکھے بشرطیکہ اُس میں موجود خوشبو پر شرعی اعتبار سے خوشبو کا اطلاق ہوتا ہو، باقی نائی حضرات کو بھی اس بات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں اُن کے ہاتھوں سے ایک ممنوع کام نہ

ہو جائے۔ اور عام طور پر مکّہ مکرمہ میں نائی حضرات جو صابن یا شیمپو یا کریم استعمال کرتے ہیں اُن میں خوشبو نہیں ہوتی"۔

عمرہ کے دوران مُحرِم کا بیلٹ والی چھتری کے پہننے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عمرہ کے دوران مُحرِم ایسی چھتری استعمال کر سکتا ہے کہ جس کے ساتھ لگی ہوئی بیلٹ سر کے چاروں طرف گھومتی ہوئی سر کو لگی رہتی ہے، واضح رہے کہ اس بیلٹ کی چوڑائی تقریباً ایک ڈیڑھ انچ ہے، اور اگر ایسی چھتری کا استعمال مُحرِم کے لئے ازروئے شرع ناجائز ہے تو یہ بھی رہنمائی فرمائیں کہ پھر اسے استعمال کرنے والے مُحرِم پر کیا لازم آئے گا؟

الجواب: صورتِ مسئولہ میں مُحرِم کے لئے مذکورہ چھتری کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کے ساتھ لگی ہوئی بیلٹ کے سبب سر کا کچھ حصّہ چُھپ جاتا ہے، اور مُحرِم کے لئے عادت کے طریقے پر سر کو چھپانا جائز نہیں، اگرچہ وہ بعض سر کو چھپائے۔

چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

يحرمُ عليه....تغطيةُ الرأسِ۔ (1)

یعنی، مُحرِم پر سر چھپانا حرام ہے۔

(1) الهداية، كتاب الحج، باب الاحصار، ٢٠١/ ٢١٤

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: بستن خرقہ بر سر و روئے پس داخل مُحرِمات است ولازم آید جزاء بآن اگرچہ بعذر باشد یا بغیر آن... در صورت عُذر آثم نباشد۔ 1

یعنی، کپڑے کے ٹکڑے سے سر اور چہرے کو باندھنا مُحرِمات میں داخل ہے، اور ایسا کرنے پر جزاء لازم آئے گی اگرچہ عذر سے کیا ہو یا بغیر عذر، عذر کی صورت میں ایسا کرنے والا گنہگار نہیں ہو گا۔

لیکن اگر کسی مُحرِم نے مذکورہ چھتری کا استعمال ناجائز ہونے کے باوجود کرلیا، تو ظاہر ہے کہ مذکور بیلٹ کے سبب چوتھائی سر سے کم حصّہ چھپا ہو گا، لہٰذا مُحرِم اس چھتری کو چار پہر یا اس سے زائد لگاتار پہنے گا، تو اُس پر صدقہ لازم ہو گا، اور اس سے کم وقت پہننے کی صورت میں کفّارہ لازم ہونے کے بجائے فقط گُناہ سے توبہ لازم ہو گی، کیونکہ مرد حالتِ احرام میں چوتھائی سر سے کم کو چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپائے، تو اُس پر صدقہ لازم ہوتا ہے اور چار پہر سے کم میں کفّارہ لازم نہیں ہوتا، لیکن وہ گنہگار ہوتا ہے۔

عمرہ کی ادائیگی سے روکے جانے والے مُحرِم کے لئے حکم جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ مکہ مکرمہ میں احرامِ عمرہ کی حالت میں ہیں، اور حکومتِ وقت کی جانب سے اُنہیں عمرہ کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہے، اُن کے لئے کیا حکم ہے؟

---

1 حیاۃ القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل ہفتم در بیان مکروہات تنزیہیہ احرام، ص ۹۵

الجواب: صورتِ مسئولہ میں جولوگ حالتِ احرام میں ہیں اوراُنہیں طوافِ کعبہ سے روک دیا گیاہے،اُن میں سے ہرایک شرعاً مُحصَر ہے، یادرہے کہ احصار ہمارے نزدیک جیسے حج میں متحقّق ہوتاہے،ویسے ہی عمرہ میں بھی ہوتاہے۔

چنانچہ امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: الإحصارُ عنها يتحقق عندنا. وقال مالكٌ رحمه الله: لا يتحقّق؛ لأنّها لا تتوقّت. ولنا أنّ النّبيّ عليه الصّلاة والسّلام وأصحابه رضي الله عنهم أحصِروا بالحديبية وكانوا عمّارًا؛ ولأنّ شرعَ التّحلّل لدفع الحرج وهذا موجودٌ في إحرام العمرة۔ ❶

یعنی، عمرہ میں اِحصار متحقّق ہوتاہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عمرہ میں اِحصار متحقّق نہیں ہوتا؛ کیونکہ عمرہ مُؤقّت نہیں ہے،اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مقامِ حُدیبیہ میں روک دیا گیا تھا،اِس حال میں کہ وہ عمرہ کرنے والے تھے،اوراس لئے کہ احرام سے باہر آنے کا مشروع ہونا حرج کو دور کرنے کے لئے ہے،اور یہ احرامِ عمرہ میں موجود ہے۔

مذکورہ عبارت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ صحیح اور تفصیلی قول کے مطابق مکہ مکرمہ میں بھی اِحصار متحقّق ہوسکتاہے،فرق صرف یہ ہے کہ حج میں احصار مُتحقّق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مُحرِم دو رُکنوں کی ادائیگی سے روک دیا جائے،جبکہ عمرہ میں اِحصار مُتحقّق ہونے کے لئے مُحرِم کو فقط طوافِ کعبہ سے روک

❶ الهداية، كتاب الحج، باب الإحصار، ١/٢٠٢١٤

دیا جانا کافی ہے، لہٰذا دلائل و براہین کی رو سے واضح ہوا کہ جو لوگ احرامِ عمرہ میں ہیں اور اُنہیں طوافِ کعبہ سے روک دیا گیا ہے، اُن میں سے ہر ایک شرعاً مُحصَر ہے۔

مُحصَر احرام سے باہر کیسے آئے؟

مُحصَر احرام سے باہر آنا چاہے تو اِس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حرم میں دَم یعنی ایک بکرا (اِس میں نَر، مادہ، دُنبہ، بھیڑ، نیز گائے یا اُونٹ کا ساتواں حصّہ سب شامل ہیں) بھیج دے، جب قربانی ہو جائے گی، اُس کا احرام کُھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے، بغیر اس کے احرام نہیں کُھل سکتا، جب تک مکہ معظمہ پہنچ کر طواف و سعی و حلق نہ کرلے، روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو، البتہ یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرا لے کہ فلاں دن فلاں وقت جانور ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہو گا پھر اگر اُسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اُسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا، لہٰذا دَم دے۔

عمرہ کے دوران بحالتِ احرام ہینڈ فری استعمال کرنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عمرہ کے دوران احرام میں کانوں میں ہینڈ فری لگا سکتے ہیں؟

الجواب: صُورتِ مسئولہ میں بحالتِ احرام ہینڈ فری کا استعمال جائز ہے اِس میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ اس کے ذریعے کانوں یا اس کے سوراخوں کا بعض حصہ

چھپ جاتا ہے کیونکہ مُحرِم کیلئے اپنے مکمل کانوں کو چھپانا بھی مباح ہے اور جب یہ جائز ہے تو پھر اس کے کچھ حصے کو چھپانا بدرجہ اَولیٰ دُرست ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: ولَه أن يُغطّي أذنَيه۔ (1)

یعنی، مُحرِم کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے کانوں کو چھپائے۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: مباح ست پوشیدن هر دو گوش زیرانکه نیستند آنها از وجه ونه از راس۔ (2)

یعنی، احرام کی حالت میں کانوں کو چھپانا مباح ہے کیونکہ یہ سر یا چہرے کا حصہ نہیں ہیں۔

---

(1) جامع المناسک، باب الإحرام، فصل فی مایباح للمحرم، ص ۱۵۶

(2) حیات القلوب، باب اوّل دربیان احرام، فصل ہشتم دربیان مباحات احرام، ص ۹۸

فصل سوم: حج وعمرہ کے متفرق مسائل

- خلافِ قانون چھپ کر رہنے والوں کی نماز کا حکم
- حالتِ احرام میں کریم لگنے کا حکم
- چھت سے کعبہ معظمہ کا طواف
- مسجد الحرام میں اسپرے اور آبِ زمزم سے وضو کرنا کیسا؟
- مسجد الحرام میں حالتِ نماز میں عورت کا نقاب کرنا
- کنکریاں جمرہ کے بجائے پیالے میں گر جائیں تو کیا حکم ہو گا؟
- بلا عذر وہیل چیئر پر طواف وسعی کا حکم

خلافِ قانون چھپ کر رہنے والوں کی نماز کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ عمرہ کے ویزہ پر عمرہ کے لئے جاتے ہیں اور مدتِ ویزہ ختم ہونے کے بعد واپس نہیں آتے حج کے لئے رُک جاتے ہیں، وہاں چُھپ کر رہتے ہیں انہیں ڈر ہوتا ہے کہ پکڑے گئے تو واپس کر دیئے جائیں گے، اس صورت میں وہ نمازیں پوری پڑھیں گے یا قصر کریں گے؟

الجواب: صورتِ مسئولہ میں وہ لوگ پوری نمازیں پڑھیں گے، بشرطیکہ مدتِ ویزہ ختم ہونے کے وقت مکہ میں مقیم ہوں، کیونکہ وطنِ اقامت اُس وقت تک باطل نہیں ہوتا جب تک اِسے باطل کرنے والے اُمور میں سے کچھ نہ پایا جائے، جیسے شرعی سفر اور وطنِ اصلی وغیرہ۔ لیکن اگر وہ مدتِ ویزہ ختم ہونے کے وقت مکہ میں مقیم ہونے کے بجائے مسافر تھے، تو ایسی صورت میں وہ قصر کریں گے کیونکہ اقامت کی نیت صحیح ہونے میں سے ایک شرط اقامت کرنے والے کا مستقل بالرائے ہونا بھی ہے اور ان لوگوں میں یہ شرط مفقود ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کو خود معلوم نہیں کہ یہ کتنے دن یہاں رہیں گے کیونکہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ جس دن بھی حکومت کو اُن کی غیر قانونی موجودگی کا علم ہوا واپس لوٹا دیئے جائیں گے اور حقیقت بھی یہی ہے غیر قانونی مقیم جب بھی پکڑ لئے جاتے ہیں تو انہیں وطن واپس کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا مدتِ اقامت کا انہیں علم نہ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ مسافر ہی رہیں گے اگرچہ خود اُن کا پندرہ دن سے زیادہ رہنے کا ارادہ ہو، چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے

ہیں: الأصلُ أن مَن یمکنه الإقامة باختیارہٖ یصیر مقیماً بنیّة نفسه و مَن لا یمکنه الإقامة لا یصیرُ مقیماً بنیّة نفسِه ❶

یعنی، اصل یہ ہے کہ جسے اپنے اختیار کے ساتھ اقامت ممکن ہو تو وہ اقامت کی اپنی نیت کرنے سے وہ مقیم ہو جائے گا اور جسے اپنے اختیار کے ساتھ اقامت ممکن نہ ہو وہ نیتِ اقامت کرے تو مقیم نہ ہو گا۔

ہاں اگر کسی طرح سے ان کو غلبۂ ظن ہو جائے کہ انہیں پندرہ دن یا اس سے زائد کا موقع مل جائے گا تو اقامت کی نیت درست ہو جائے گی، چنانچہ لکھتے ہیں: و یکفی فی ذلكَ القصد غلبة الظن یعنِی إذا غلبَ علی ظنّه أنه یسافرُ قصر ولا یشترطُ فیهِ التیقن کذا فی ''التبیین'' ❷

یعنی، اس قصد میں غلبۂ ظن کافی ہے یعنی جب اس کا غالب گُمان یہ ہو کہ وہ سفر کرے گا تو قصر کرے اور اس میں یقین ہونا شرط نہیں، اس طرح "تبیین الحقائق" میں ہے۔

اور ان لوگوں کو غلبۂ ظن حاصل ہونے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں جیسے کہ اُسے معلوم ہے کہ وہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں سے غالب یہی ہے کہ وہ پکڑا نہیں جا سکتا یا وہ ایام آگئے جن میں اُسے معلوم ہے کہ اب حکومت نہیں پکڑتی یا حکومت نے اعلان کر دیا کہ ایسے لوگ کسی کاروائی کے تحت حج کے لئے رُک سکتے ہیں یا اُسے علم ہو

---

❶ الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ١/ ١٤١

❷ الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ١/ ١٤١

کہ ان ایام میں غیر قانونی طور پر رُکنے والے پکڑے بھی جائیں تو واپس نہیں لوٹائے جاتے وغیرہ۔

حالتِ احرام میں کریم لگنے کا حکم:

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالتِ احرام میں کسی الرجی کے مریض کو کریم لگانا ضروری ہو اور اس میں خوشبو بھی ہو تو کیا کرے؟ اور اگر کسی نے حالتِ احرام میں کریم لگانے کے ارادے سے ہاتھ لگایا پھر اسے یاد آگیا یا کسی نے یاد دلادیا کہ حالتِ احرام میں یہ ممنوع ہے اور اس نے لگائے بغیر ہی ہاتھ صاف کرلیے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(سائل: C/O مفتی عبدالرحمن، عزیزیہ، مکہ مکرمہ) (سائل: ڈاکٹر محمد ساحل اشرفی، انڈیا)

الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں جاننا چاہیے کہ کریم میں موجود خوشبو دو حال سے خالی نہ ہوگی۔

1. یا تو وہ آگ میں پکائی ہوئی ہوگی۔
2. یا وہ آگ میں پکائی ہوئی نہیں ہوگی۔

پہلی صورت میں اُس پر کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ جب کسی شے کو آگ میں ڈال کر پکالیا جائے تو اُس پر خوشبو کا حکم نہیں لگے گا۔

اور دوسری صورت میں اگر خوشبو، ملنے والی چیز سے زائد ہو تو غلبہ کا حکم ہوگا اگرچہ خوشبو ظاہر نہ ہو اور اگر خوشبو، ملنے والی چیز سے زائد نہ ہو تو پھر غلبہ کا حکم نہ ہوگا اور یہ بات واضح رہے کہ غلبہ ہونے کی صورت میں دم لازم ہوگا ورنہ دم لازم نہ ہوگا بلکہ صدقہ کی ادائیگی کرنا واجب ہوگا۔

چنانچہ علامہ سیّد محمد ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: اعلم أنّ خلطَ الطّیب بغیرِہ علی وجوہٍ؛ لأنّہ إمّا أن یخلطَ بطعامٍ مطبوخٍ أو لا ففی الأوّل لا حکمَ للطّیب سواء کان غالباً أم مغلوباً، وفی الثّانی الحکمِ للغلبۃ: إن غلبَ الطّیب وجب الدّم، وإن لم تظھرْ رائحتہُ کما فی ''الفَتح''، وإلّا فلا شیءَ علیہ غَیر أنّہ إذا وجدتْ معہ الرائحۃ کرہَ، وإن خلطَ بمشروبٍ فالحکمُ فیہ للطّیب سواء غلبَ غیرہ أم لا غیر أنہ فی غلبۃِ الطّیب یجب الدّم، وفی غلبۃِ الغیرِ تجب الصّدقۃ إلا أن یشرب مراراً فیجبُ الدّم[1]

یعنی، تو جان کہ بے شک خوشبو کا ملنا چند وجوہات پر ہے کیونکہ یا تو اُسے پکے ہوئے کھانے کے ساتھ ملایا گیا ہو گا (یعنی اُسے کھانے میں ڈال کر پکایا گیا ہو گا) یا نہیں پس پہلی صورت میں خوشبو کا حکم نہیں ہے چاہے خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور دوسری صورت میں (یعنی اگر کھانے میں ڈال کر پکایا نہ گیا ہو) اگر خوشبو غالب ہو تو غلبہ کا حکم ہے اور (اس صورت میں) دم واجب ہو گا اگرچہ اُس کی خوشبو ظاہر نہ ہو جیسا کہ ''فتح القدیر'' میں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اُس پر کچھ لازم نہیں علاوہ اس کے کہ جب اُس کے ساتھ خوشبو پائی جائے تو مکروہ ہے اور اگر کسی نے پینے والی چیزوں میں خوشبو ملائی تو اس میں خوشبو کا حکم ہے چاہے اُس کا غیر غالب ہو یا نہیں سوائے اس کے کہ خوشبو کے غالب ہونے میں دم واجب ہو گا اور غلبہ نہ ہونے میں صدقہ واجب ہو گا مگر یہ کہ وہ بار بار پیئے (تین بار یا اس سے زائد) تو دم واجب ہو گا۔

---

[1] ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ۳/ ٦٥٦

البتہ اگر کوئی ایسی کریم موضعِ زخم پر بطورِ دوا لگائے کہ جس میں بغیر پکی خوشبو ملی ہو تو اُسے دم کے بجائے صدقہ دینا ہوگا اگرچہ اُس میں موجود خوشبو غالب ہو۔

چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی بن سلطان محمد قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (ولَو تداوی بالطّیب) أی المحض الخالص (أوبدواءٍ فیه طیبٌ) أی غالب ولم یکن مطبوخاً لما سبق (فالتصق) أی الدّواء (علی جراحتهِ: تصدّق) أی إذا کانَ موضع الجراحةِ لم یستوعبْ عضواً أو أکثرهُ (إلاّ أن یفعلَ ذلك مراراً فیلزمه دمٌ) لأنّ کثرةَ الفعلِ قامت مقام کثرةِ الطّیب۔ (1)

یعنی، اگر کسی نے خالص خوشبو بطورِ دوا لگائی یا ایسی دوا لگائی کہ اُس میں غالب خوشبو ملی ہو اور پکی ہوئی نہ ہو (تو اگر) کسی نے اسے دوا کے طور پر اپنے زخم پر لگایا تو وہ صدقہ ادا کرے جبکہ اُسے خاص زخم کی جگہ لگایا ہو نہ کہ مکمل یا اکثر عضو کو (لیکن اگر) وہ یہ فعل بار بار کرے تو اُسے دم لازم ہوگا کیونکہ فعل کی کثرت بہت سی خوشبو کے قائم مقام ہے۔

چھت سے کعبہ معظّمہ کا طواف:

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک فتویٰ میں لکھا ہوا ہے کہ "اگر مسجد حرام کی چھت سے کعبۂ مقدسہ کا طواف ہو تو فرض طواف ادا ہوجائے گا جبکہ درمیان میں دیوار وغیرہ

(1) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات وأنواعها،النوع الثانی: فی الطیب، ص۴۵۲

حاجب نہ ہو" اب پوچھنا یہ ہے کہ مقام ابراہیم بھی تو آڑ بنتا ہے یونہی بر آمدے یا چھت سے طواف کرنے پر ستون اور گرل لازمی طور پر آڑ بنتے ہیں لہذا دیوار وغیرہ حاجب سے کیا مراد ہے اور دیوار وغیرہ حاجب ہونے کی صورت میں کیا فرض ادا نہیں ہو گا؟ اور جس فتویٰ کی عبارت کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

چھت سے طواف: اگر مسجد حرام کی چھت سے کعبۂ مقدسہ کا طواف ہو تو فرض طواف ادا ہو جائے گا جبکہ درمیان میں دیوار وغیرہ حاجب نہ ہو لیکن اگر نیچے مطاف میں گنجائش ہے تو چھت سے طواف مکروہ ہے اس لئے کہ اس صورت میں بلاضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا اور چلنا پایا جاتا ہے جو مکروہ ہے۔ ساتھ ہی اس حالت میں طواف، کعبہ سے قریب تر ہونے کے بجائے بہت دُور ہو رہا ہے اور بلاوجہ اپنے کو سخت مشقت اور تکان میں ڈالنا بھی ہوتا ہے جبکہ قریب تر مقام سے طواف کرنا افضل ہے اور بلاوجہ اپنے کو مشقت میں ڈالنا منع۔ ہاں! اگر نیچے گنجائش نہ ہو یا گنجائش ہونے تک انتظار سے کوئی مانع ہو تو چھت سے طواف بلاکراہت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کے گرد طواف کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ [1]

ترجمہ: اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔ (کنزالایمان)

[1] الحج: ۲۲/۲۹

اور مقام ابراہیم کے باہر سے، مسجد کے برآمدے میں، برآمدوں اور مسجد کے ستونوں کے باہر سے طواف کیا جائے بشرطیکہ مسجد کے اندر ہی ہو تو یہ طواف بیت اللہ شریف کا ہی طواف کہلاتا ہے۔

چنانچہ علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ اور مفتی و قاضی مکہ علامہ ابوالبقا محمد بن احمد بن الضیاء مکی حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: وأما مکان الطواف فمکانُہ حولَ البیت لقولہ: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ ❶

یعنی، اور بہر حال طواف پس اس کی جگہ بیت اللہ شریف کے گرد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور اس آزاد گھر کا طواف کریں"

طوافِ کعبہ، بیت اللہ شریف کے گرد کا طواف ہے تو مسجد حرام میں طواف جائز ہو گا چاہے بیت اللہ شریف کے قریب ہو یا دور، بشرطیکہ مسجد میں ہو۔ چنانچہ علامہ علاؤ الدین کاسانی حنفی اور مفتی و قاضی مکہ علامہ ابن الضیاء مکی حنفی لکھتے ہیں: فیَجوزُ الطوافُ فی المسجدِ الحَرامِ قریباً من البیتِ أو بعیداً عنہ بعد أن یکونَ فی المسجدِ۔ ❷

یعنی، پس مسجد حرام میں طواف جائز ہو گا، بیت اللہ شریف کے قریب ہو یا اس کے دُور بعد اس کہ (طواف) مسجد میں ہو۔

❶ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الحج، فصل بعد فصل فی شرط طواف الزیارۃ إلخ، ۳/ ۷۶

❷ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الحج، فصل بعد فصل فی شرط طواف الزیارۃ إلخ، ۳/ ۷۶

اس لئے اگر طواف مقامِ ابراہیم کے باہر سے یا مسجد کے برآمدے میں یا مسجد کے ستون کے باہر سے کیا تو جائز ہو گا۔ چنانچہ علامہ ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد مروزی حنفی لکھتے ہیں: وإن طاف بالبيت منْ وّراءِ زمزم أو قريباً من ظُلَّةِ المسْجدِ أجزأه عن ذلكَ۔ ❶

یعنی، اگر زمزم کے پیچھے سے یا مسجد کے سائبان کے قریب بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو اُسے طواف جائز ہوا۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۵ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: ويَجوزُ أي الطوافُ في المسجدِ أي في جميع أجزائه ولو مِن وراء السّواري أي الأسطوانات وزمزم وكذا المقَامات۔ ❷

یعنی، طواف مسجد حرام کے جمیع (تمام) اجزاء میں جائز ہے اگرچہ ستونوں اور زمزم کے باہر سے ہو اسی طرح مقام (ابراہیم) کے باہر سے بھی (جائز ہے)

اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: واعلم أن مكانَ الطواف داخلُ المسجدِ الحرامِ حتى لو طافَ بالبيتِ مِن وراءِ زمزم أو مِن وراء السّواري جاز۔ ❸

---

❶ الكافي للحاكم الشهيد مع شرحه المبسوط، كتاب المناسك، باب الطواف، ۲/ ۵۷

❷ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب أنواع الأطوفة، فصل: في مكان الطواف، ص ۲۱۱

❸ البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام، ۲/ ۵۷٦

یعنی، جان لے طواف کی جگہ مسجد حرام کے اندر ہے یہاں تک کہ اگر زمزم یا ستونوں کے باہر سے بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو طواف جائز ہوا۔

اور مخدوم محمد عابد بن احمد بن علی سندھی انصاری حنفی متوفی ۱۲۵۷ھ لکھتے ہیں:

''ولووراء زمزم''أی والسّواری أو علی سَطحِه ولو مرتفعاً علی البیت کما فی ''اللباب'' فلایُشترطُ عین المطاف، ولووَسِعَ المسجدُ حتی بَلغَ طرفَ الحَرمِ أجزأ الطوافُ فیه۔ (1)

یعنی، ''اگرچہ زمزم کے پیچھے سے ہو''یا ستونوں کے باہر سے ہو یا (مسجد کی) چھت پر ہو اگرچہ بیت اللہ شریف سے بلند ہو جیسا کہ ''لُباب''میں ہے۔ پس عین مطاف کی شرط نہیں لگائی گئی، اور اگر مسجد (حرام) کی توسیع کی جائے یہاں تک کہ (حُدودِ) حرم کے طرف (کنارے) کو پہنچ جائے اس میں طواف جائز ہو گا۔

علامہ ابن الضیاء مکی حنفی لکھتے ہیں: ولا یضرُّ الحائلُ بینَ الطائفِ والبیتِ کقبّۃِ زمزم، والسّواری۔ (2)

یعنی، طواف کرنے والے اور بیت اللہ شریف کے مابین حائل ضرر نہیں دے گا جیسے قبہ زمزم، ستون۔

کیونکہ زمزم، مقامِ ابراہیم اور ستونوں کے حائل ہونے کے باوجود طواف بِالبَیت پایا گیا۔

---

(1) طوالع الأنوار شرح الدرالمختار، کتاب الحج، فصل فی الإحرام، ٤/ ق٨٨/ ألف، مخطوط مصوّر

(2) البحر العمیق، الباب العاشر: فی دخول مکۃ إلخ، الفصل فی بیان أنواع الأطوفۃ، ٢/ ١٢٢٤

فقہاء کرام نے فرمایا کہ مسجد کے اندر آخر تک طواف جائز ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الضیاء مکی حنفی لکھتے ہیں:ویَجوزُ فی أخریاتِ المسجِد وراء قبّۃ، وعلی سطحِ المَسجِدِ۔ ❶

یعنی، طواف مسجد کے آخر میں قبّہ کے پیچھے اور مسجد کی چھت پر جائز ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد حرام اگر وسیع ہو جائے اور مطاف بھی کشادہ ہو جائے تو اس کے جمیع اجزاء میں طواف جائز ہو گا۔ چنانچہ علامہ ابن الضیاء حنفی لکھتے ہیں:ولو وسع المسجدُ اتّسع المطافُ فصَحّ الطوافُ فی جمیعہ۔ ❷

یعنی، اور اگر مسجد وسیع ہو جائے تو مطاف وسیع ہو جائے گا تو پوری مسجد میں طواف درست ہو گا۔

اور علامہ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:ومِن خارجِ المسجدِ لایَجوزُ وعلیہ أن یُعیدَ: لأنہ لایُمکنہ الطوافُ ملاصقاً لحائط البیت فلا بدّ من حدٍّ فاصلٍ بین القریب والبعید فجعلنا الفاصل حائط المَسجدِ؛ لأنہ فی حکم بُقعۃٍ واحدۃٍ۔ ❸

یعنی، مسجد کے باہر سے طواف جائز نہیں ہے اور اس پر لازم ہے کہ اعادہ کرے کیونکہ بیت اللہ شریف کی دیوار کی وجہ سے ملاصق طواف ممکن نہیں ہے تو قریب اور

---

❶ البحر العمیق، الباب العاشر: فی دخول مکۃ إلخ، الفصل فی بیان أنواع الأطوفۃ، ۲/ ۱۲۲٤

❷ البحر العمیق، الباب العاشر: فی دخول مکۃ إلخ، الفصل فی بیان أنواع الأطوفۃ، ۲/ ۱۲۲٤

❸ البحر الرائق، کتاب الحج، باب الإحرام، ۲/ ٥٧٦

بعید میں حدِّ فاصل ضروری ہے، پس ہم نے مسجد کی دیوار کو فاصل قرار دیا کیونکہ (مسجد کا اندر) بُقعہ واحدہ کے حکم میں ہے۔

مسجد الحرام میں اسپرے اور آبِ زمزم سے وضو کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ حرم شریف میں وضو خانہ بہت دُور بنا ہوا ہے تو تربیت کرنے والے کہتے ہیں کہ حرم میں اسپرے یا وہاں پر آبِ زمزم سے وضو کر لیں تو کیا اس کی اجازت ہے؟

الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں جو جگہ مخصوص ہے وہیں جا کر وضو کرنا چاہیے خواہ مسجدِ حرام ہو یا کوئی اور مسجد، کیونکہ اس سے فرشِ مسجد کے آلودہ ہونے کا قوی امکان ہے اور یہ یاد رہے کہ مسجد کے فرش پر وضو کے پانی کے قطرے گرانا مکروہِ تحریمی ہے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: ہر عُضْو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہیے کہ بُوندیں بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں، خُصُوصاً جب مسجد میں جانا ہو کہ قطروں کا مسجد میں ٹپکنا مکروہِ تحرِیمی ہے۔[1]

لیکن اگر کسی نے مسجد ہی میں اسپرے سے وضو کر لیا تو اُس کا وضو ہو جائے گا بشرطیکہ چوتھائی سر کا مسح ہو جائے اور اعضاء ثلاثہ دُھل جائیں اور اصح قول کے مطابق دھلنا اُسی وقت شمار ہوگا جب کسی عضو پر دو دو قطرے بہ جائیں۔

---

[1] بہارِ شریعت، طہارت کا بیان، وضو کا بیان، مسئلہ ۵۰، ۱/۲۹۸

چنانچہ علامہ محمد بن عبد اللہ بن غزی تُمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علاّمہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی:۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:(غسل الوجه) أي إسالة الماء مع التقاطر ولو قطرة۔ وَفِي الْفَيْضِ: أَقَلُّهُ قَطْرَتَانِ فِي الْأَصَحِّ۔ ❶

یعنی، چہرے کا دھونا فرض ہے دھونے سے مراد پانی کا بہانا ہے اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو اور "فیض" میں ہے کہ اس کی کم از کم مقدار اصح قول کے مطابق دو قطرے ہے۔

اور بے وضو کو آبِ زم زم سے وضو نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر کسی نے کر لیا تو اس کا وضو ہو جائے گا۔

چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی بن سلطان محمد قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:(ویجوز الإغتسال والتوضؤ بماء زمزم) ولا یکرہ عند الثلاثة خلافاً لأحمد (على وجه التبرّك) أي لا بأس بما ذكر، إلاّ أنه ينبغي أن يستعملَه على قصد التبرّك بالمسح، أو الغَسلِ أو التجديد في الوضؤ (ولا يُستعمل إلا على شيء طاهر) فلا ينبغي أن يُغسلَ به ثوبٌ نجسٌ ولا أن يَغتسِلَ به جنبٌ ولا محدثٌ ولا في مكان نجِس۔ ❷

یعنی، ماءِ زمزم سے تبرّک کے طور پر غسل اور وضو کرنا جائز ہے اور ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک مکروہ نہیں ہے بخلاف امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (ملّا علی بن سلطان قاری حنفی فرماتے ہیں) یعنی، جو ذکر کیا ہے تو اس میں کوئی

❶ تنویر الأبصار مع شرحه الدّر المختار، کتاب الطهارة، أرکان الوضوء اربعة، ص ١٩

❷ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب المتفرقات، في أحكام ماء زمزم، ص ٦٩٩

حرج نہیں مگر مناسب یہی ہے کہ اسے مسح کرنے، دھونے، یا تجدید وضو کے لئے بطورِ تبرک استعمال کیا جائے، اور اسے پاک چیز پر استعمال کیا جائے پس اس سے ناپاک کپڑے کو نہیں دھونا چاہیے اور اس سے "جُنبی" کو غسل اور "مُحدِث" کو وضو نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی ناپاک جگہ میں۔

مسجد الحرام میں حالتِ نماز میں عورت کا نقاب کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت کسی ایسی جگہ ہو جہاں غیر محرم بھی ہوں اور نماز کا وقت ہو اور اس نے نماز بھی پڑھنی ہو تو وہ نماز میں کیا کرے نقاب کرکے نماز پڑھے یا بغیر نقاب کے جیسے مسجد الحرام میں یہ مسئلہ خواتین کو پیش آتا ہے اس کے بارے میں شریعتِ مطہرہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں عورت کا حالتِ نماز میں نقاب کرنا مکروہ ہے اور اس کی کراہیت تابعینِ کرام اور فقہائے کرام سے ثابت ہے۔ جیسے حضرتِ جابر بن زید، طاؤس، حسن بصری، ابراہیم نخعی اور فقہائے احناف جیسے امام اَبو بکر جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ اور امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ سے منقول ہے۔

حضرت جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام اَبو بکر عبد اللہ بن محمد بن اَبی شیبۃ عبسی کوفی متوفی:۲۳۵ھ روایت لکھتے ہیں: عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ أَوْ تَطُوفَ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ۔ (1)

(1) المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب المرأة تصلي وهي متنقبة، برقم: ۷۳۹۵، ۱۰۷/۵

یعنی، حضرتِ جابر بن زید سے مروی ہے کہ آپ نے اسے مکروہ قرار دیا کہ عورت اس حالت میں نماز پڑھے کہ اُس نے نقاب کیا ہو اور عورت طواف کرے اس حالت میں کہ اُس نے نقاب کیا ہوا ہو۔

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام اَبو بکر عبد اللہ بن محمد بن اَبی شیبۃ عبسی کوفی متوفی: ۲۳۵ھ روایت لکھتے ہیں: عَنْ طَاوُسٍ: أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ۔ (1)

یعنی، حضرتِ طاؤس سے مروی ہے کہ آپ نے اسے مکروہ قرار دیا کہ عورت اس حالت میں نماز پڑھے کہ اُس نے نقاب کیا ہوا ہو۔

امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام اَبو بکر عبد اللہ بن محمد بن اَبی شیبۃ عبسی کوفی متوفی: ۲۳۵ھ روایت لکھتے ہیں: عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: كَانَ يَكْرَهُ أَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ مُتَنَقِّبَةً۔ (2)

یعنی، امام حسن بصری سے مروی ہے کہ آپ نے اسے مکروہ قرار دیا کہ عورت اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس نے نقاب کیا ہوا ہو۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام اَبو یوسف یعقوب بن ابراہیم اَنصاری متوفی ۱۹۲ھ لکھتے ہیں: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، وَيَكْرَهُ أَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ۔ (3)

---

(1) المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب المرأة تصلي وهي متنقبة، برقم: ۷۳۹۵، ۵/۱۰۷

(2) المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب المرأة تصلي وهي متنقبة، برقم: ۷۳۹۵، ۵/۱۰۷

(3) الآثار لأبي يوسف، باب افتتاح الصلاة، برقم: ۱٤۸، ص ۳۰

یعنی، حضرت امام ابو حنیفہ سے مروی ہے اور وہ حضرت حماد سے اور وہ حضرت ابراہیم (نخعی) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اسے مکروہ جانتے تھے کہ مرد اپنے منہ کو ڈھکے اس حالت میں کہ وہ نماز میں ہو اور اسے (بھی) مکروہ جانتے تھے کہ عورت اس حالت میں نماز پڑھے کہ اُس نے نقاب کیا ہوا ہو۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اورامام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ بن سلیم بن سلیمان طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں: ولا بأس أن تغطي المرأۃ فاھا في إحرامھا إلا في الصلاۃ فإنھا لا تغطیہ فیھا۔ ❶

یعنی، اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت اپنے احرام میں اپنا منہ ڈھکے (یعنی اوپر سے چادر لٹکالے جیسا کہ مندرجہ ذیل میں ہے) سوائے نماز کے پس وہ نماز میں چہرہ نہیں ڈھکے گی۔

اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے امام ابو بکر جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: وھذا ینبغي أن یکون علی سبیل سدل الخمار، لا علی جھۃ النقاب، لأنہ لا ینبغي لھا أن تنتقب، ویکرہ تغطیۃ الفم في الصلاۃ، لما روي عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم فیہ۔ ❷

یعنی، (عورت کا منہ ڈھکنا) چاہیے کہ سر سے چادر لٹکانے کے طور پر ہو نہ کہ نقاب کے طور پر اس لئے کہ عورت کو حالتِ احرام میں نقاب نہیں کرنا چاہیے اور نماز

---

❶ مختصر الطحاوي، کتاب الحج، باب یجتنبہ المحرم، ص ٦٨

❷ شرح مختصر الطحاوي، کتاب المناسک، باب ما یجتنبہ المحرم، ٢/ ٥٥٩

میں منہ چھپانا مکروہ ہے کیونکہ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہے۔ اور فقہاء کرام نے نماز میں تلثّم کو مجوسیوں کے فعل کے مشابہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں: وَيُكْرَهُ التَّلَثُّمُ وَهُوَ تَغْطِيَةُ الْأَنْفِ وَالْفَمِ فِي الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ فِعْلَ الْمَجُوسِ۔ ❶

یعنی، تلثّم مکروہ ہے اور یہ نماز میں منہ اور ناک کو ڈھانپنا ہے کیونکہ یہ فعلِ مجوس کے مشابہ ہے۔ اور یہاں کراہت کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس سے مراد کراہتِ تحریمی ہے۔

چنانچہ علامہ شیخ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

نَوْعَانِ أَحَدُهُمَا مَا كُرِهَ تَحْرِيمًا وَهُوَ الْمَحْمَلُ عِنْدَ إِطْلَاقِهِمُ الْكَرَاهَةَ ۔ ❷

یعنی، مکروہ کی دو قسمیں ہیں: اُن میں سے ایک مکروہِ تحریمی ہے اور مطلق کراہت کا محمل مکروہِ تحریمی ہے۔

علامہ ابو جعفر احمد بن محمد بن اِسماعیل طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں: والمکروہ عندَ الفقهاء نوعانِ مکروہ تحریماً وهُو المحمل عند إطلاقهمْ الكراهَة۔ ❸

یعنی، فقہاء کے نزدیک مکروہ کی دو قسمیں ہیں ایک مکروہِ تحریمی ہے اور مطلق کراہت کا محمل مکروہِ تحریمی ہے۔

---

❶ تبین الحقائق شرح کنزالدقائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، تحت قولہ: وسولہ، ۱/ ۴۱۱

❷ البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ۲/ ۳۳

❸ حاشیہ الطحطاوی علی مراق الفلاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی المکروھات، ص ۸۰

کنکریاں جمرہ کے بجائے پیالے میں گر جائیں تو کیا حکم ہو گا؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی رمی کرے اور اُس کی تمام یا بعض کنکریاں جمرہ کے گرد بنی ہوئی پیالہ نُما باؤنڈری میں گر جائیں تو کیا اُس کی رمی درست ہو جائے گی اور اگر درست ہو جائے گی تو آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: صورتِ مسئولہ میں ایسے شخص کی رمی درست ہو جائے گی کیونکہ کنکری یا تو لڑھک کر جمرے کو لگ جائے گی یا پھر جمرے کے قریب یعنی تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر اندر ہی رہے گی اور فقہاء کرام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ اگر کنکریاں جمرے یا جمرے کے قریب (تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر) واقع ہوں تو رمی جائز ہو جائے گی۔

علّامہ شمس الدین ابو بکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: فَإِنْ رَمَاهَا مِنْ بَعِيدٍ فَلَمْ تَقَعْ الْحَصَاةُ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَإِنْ وَقَعَتْ قَرِيبًا مِنْهَا أَجْزَأَهُ؛ لِأَنَّ هَذَا الْقَدْرَ مِمَّا لَا يَتَأَتَّى التَّحَرُّزُ عَنْهُ خُصُوصًا عِنْدَ كَثْرَةِ الزِّحَامِ. وَإِنْ وَقَعَتْ بَعِيدًا مِنْهَا لَمْ يُجْزِهِ؛ لِأَنَّ الرَّمْيَ قُرْبَةٌ فِي مَكَانٍ مَخْصُوصٍ فَفِي غَيْرِ ذَلِكَ الْمَكَانِ لَا يَكُونُ قُرْبَةً۔ (1)

یعنی، اگر کسی نے دُور سے رمی کی جس کے سبب کنکری جمرے کو تو نہ لگی لیکن جمرے کے قریب واقع ہوئی تو رمی جائز ہو جائے گی کیونکہ اس سے بچا نہیں جاسکتا بالخصوص بھیڑ کی کثرت کے وقت اور اگر کنکری جمرے سے دُور گری تو رمی

(1) المبسوط، کتاب المناسک، باب رمی الجمار، ۲/ ٦٩٧

جائز نہیں ہو گی کیونکہ رمی مخصوص جگہ میں قُربت ہے پس یہ قُربت اس مخصوص جگہ کے علاوہ میں واقع نہ ہو گی۔

اگر جمرات کے گرد پیالہ نما دیوار نہ ہوتی تو جمرہ کو نہ لگنے والی کنکری کے بارے میں دیکھا جاتا کہ کتنے فاصلے پر گری ہے اگر تین ہاتھ کے فاصلے پر گری ہے تو اُسے شمار کیا جاتا اور جو اس سے زیادہ فاصلہ پر گری وہ شمار نہ ہوتی۔ اب چونکہ اس کے گرد ایک پیالہ نما فصیل ہے اور وہ اس طرح بنائی گئی ہے کہ اُس میں گرنے والی ہر کنکری لُڑھک کر جمرہ کو لگتی ہے اور رمی جائز ہو جاتی ہے قطع نظر اس سے کہ فصیل جمرہ سے کتنے فاصلے پر ہے یہی وجہ ہے کہ فصیل اگر جمرہ سے تین ہاتھ سے زیادہ دُوری پر ہو تب بھی اس کے اندر گرنے والی کنکری سے رمی جائز ہو جائے گی۔

بلا عُذر وہیل چیئر پر طواف وسعی کا حکم:

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص بغیر کسی عُذر کے مکمل طواف اور سعی وہیل چیئر پر کرے، تو اس کیلئے کیا حکم ہے اُس پر دَم لازم ہو گا یا نہیں، اور اگر ہو گا تو ایک ہی دَم لازم ہو گا یا پھر دو دَم لازم ہوں گے؟

الجواب: صُورتِ مسئولہ میں جب تک وہ میقات کے اندر ہے اُس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں کا پیدل اِعادہ کرے اور اعادے کی صورت میں اُس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ اُس نے واجب چھوڑ کر گُناہ کا ارتکاب کیا تھا جس کے لئے اُسے توبہ کرنی ہو گی۔ اور اگر وہ اس کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا تو اُس پر دو دَم لازم ہوں گے اور گُنہگار بھی ہو گا، کیونکہ اگر کوئی شرعی عُذر نہ ہو تو پیدل طواف وسعی کرنا واجب ہے۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: "از واجبات مشی بر اقدام است در حق قادر برآن اگرچہ طواف تطوّع باشد پس اگر طواف کرد بر ستورے یا برکتف انسانے یا بطریق زحف اعنی رفتن بر شکم همچو مار یا بر پشت یا پهلو و مانند آن پس اگر بعذر کردہ است لازم نباشد چیزے بروے و اگر بغیر عُذر کرد واجب باشد بروے اِعادۂ طواف و اگر اعادہ نکرد، لازم آید دَم بروے"۔ ❶

یعنی، جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اُس کیلئے پیدل طواف کرنا واجب ہے اگرچہ نفلی طواف ہو، لہٰذا اگر کسی نے سواری یا آدمی کے کندھے پر چڑھ کر طواف کیا یا سانپ کی مثل پیٹ کے بَل رینگ کر یا پیٹھ کے بَل یا کروٹ پر یا کسی اور حالت میں طواف کیا اور ایسا اگر عُذر کی وجہ سے کیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہو گا اور اگر بلا عُذر کیا تو اُس طواف کا اِعادہ واجب ہو گا اور اِعادہ نہ کرنے کی صورت میں اُس پر دَم لازم ہو گا۔

علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: وَإن طَافَ رَاكِبًا أو مَحمولًا، فَإن كَانَ لِعُذرٍ مِن مَرضٍ أو كِبَرٍ لَم يَلزمْهُ شَيءٌ؛ وَإن كَانَ لِغَيرِ عُذرٍ أعادهُ مَا دَامَ بِمكّةَ، فَإن رَجَعَ إلَى أهلِهِ فَعلَيهِ الدّمُ عِندَنَا۔ ❷

یعنی، اگر کوئی سوار ہو کر یا اس حالت میں طواف کرے کہ کوئی اُسے اُٹھائے ہوئے ہو تو اگر یہ عُذر یعنی بیماری یا بڑی عمر کے سبب ہو تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہو گا اور اگر بلا عُذر ہو تو وہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہو، اُس کا اِعادہ کرے اور اگر وہ بغیر اس کے اپنے وطن لوٹ گیا تو احناف کے نزدیک اُس پر دَم لازم ہو گا۔

---

❶ حیات القلوب، باب سیوم در بیان طواف، واجبات طواف، ص ۱۱۹

❷ المبسوط للسرخسي، كتاب المناسك، باب الطواف، ۲/ ٦٧٦

باب چہارم

فصل اول: خلاصہ بحث

فصل دوم: نتائج

فصل سوم: تجاویز و سفارشات

فصل اول: خلاصہ بحث

یہ تحقیقی مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ جن کو علیحدہ عنوانات سے مزیّن کر کے مختلف فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مقالہ کی شروعات مقدمہ سے کی گئی ہے۔ اور مقدمہ کے بعد مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے بعد موضوع کی ضرورت و اہمیت، تحقیق کے مقاصد، تحقیق کے فوائد، موضوع منتخب کرنے کے اسباب، مفروضہ، تحقیق کے طریقہ کار، تحقیق کے معاشرے پر اثرات کو ذکر کیا گیا ہے۔

باب اول:

اس باب کو تین فصلوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اول:

اس فصل میں حج وعمرہ کی فضیلت، حج وعمرہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی، حج کے شرعی معنی، اور کتاب اللہ، سنتِ رسول اور اجماعِ اُمت سے حج کی فرضیت، حج کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ حج اور عمرہ میں فرق، حج وعمرہ میں مماثلت بھی بیان کی گئی ہے۔

فصل دوم:

اس فصل میں قرآن مجید واحادیث مبارکہ سے حج وعمرہ کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ حج نہ کرنے کے متعلق وعیدات بھی ذِکر کی گئی ہیں۔ اُس کے ساتھ ساتھ اس فصل میں حج کے اقسام اور حج کے دینی ودنیوی فوائد کو بھی مختصراً ذِکر کیا گیا ہے۔

فصل سوم:

اس فصل میں قرآن مجید واحادیث مبارکہ سے عمرہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

باب دوم:

اس باب کو بھی تین فصلوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اول:

اس فصل میں کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" کا تعارف، کتاب کی علمی حیثیت، کتاب کے اشاعت کے مراحل، بیان کئے گئے ہیں۔

فصل دوم:

اس فصل میں کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" کے مُصنّف کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ جس میں مُصنِّف کا خاندانی پس منظر، ولادت، تعلیم وتربیت، اساتذہ کرام، بیعت وخلافت، شادی خانہ آبادی اور اولاد، مصنف کی عملی زندگی، مُصنِّف کی تدریسی خدمات، مُصنّف کی چند تصانیف، جس میں مطبوعہ تصانیف اور غیر مطبوعہ تصانیف، مُصنِّف کی حاشیہ نگاری جیسی ابحاث شامل ہیں۔

فصل سوم:

اس فصل میں کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" کی اہمیت وافادیت کو بیان کیا گیا ہے۔ جس میں کتاب کی خصوصیات، کتاب کا منہج واُسلوب، کتاب کا درجہ، کتاب کے مصادر ومراجع جیسی ابحاث شامل ہیں۔

باب سوم:

اس باب کو بھی تین فصلوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اول:

اس فصل میں مندرجہ ذیل حج کے جدید مسائل کا تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے:

حج کے دوران حادثہ منیٰ میں فوت ہونے والوں کو محصر قرار دینا، حج میں قربانی کے لئے ٹوکن خریدنا، حجاج کے لئے منیٰ کی حُدود اور اس میں توسیع، حجاج کے لئے نیو منیٰ میں خیمے لینا کیسا ہے؟ حج میں مانع ماہواری گولیوں کا استعمال، ایام منیٰ میں گروپ آرگنائزروں کا حجاج کو منیٰ چھوڑنے کی ترغیب دلانا، اپنے وطن کے علاوہ سے حج بدل کروانے کا حکم، حکومت کی طرف سے حج سبسڈی لینے کا حکم۔

فصل دوم:

اس فصل میں مندرجہ ذیل عمرہ کے جدید مسائل کا تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے:

کرونا وائرس میں محرم کو ماسک پہننا کیسا ہے؟ عمرہ میں حالتِ احرام میں چارپٹی کی چپل پہننے کا حکم، عمرہ کرتے وقت نیپی لگے بچے کا دورانِ طواف پیشاب کرنا، عمرہ کے دوران حالتِ احرام میں موتیا اور خوشبو والی کریم کا حکم، عمرہ کرتے وقت بلا عُذر وہیل چیئر پر سعی کرنا، عمرہ کے دوران دوا کے ذریعے ماہواری روکی عمرہ ادا کیا پھر آگئی تو حکم، عمرہ کے لئے جاتے وقت کسی غیر مُحرِمہ کو مُحرِمہ بنانا کیسا؟ عمرہ کرتے وقت حالتِ احرام میں موزے اور دستانے پہننا

کیسا ہے؟ عمرہ کرتے وقت جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے؟ عمرہ کے بعد حلق کے دوران کریم استعمال کرنے کا شرعی حکم، عمرہ کے دوران مُحرِم کا بیلٹ والی چھتری کے پہننے کا حکم، عمرہ کی ادائیگی سے روکے جانے والے مُحرِم کے لئے حکم جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو؟ عمرہ کے دوران بحالتِ احرام ہینڈ فری استعمال کرنے کا حکم۔

فصل سوم:

اس فصل میں مندرجہ ذیل حج وعمرہ کے متفرق جدید مسائل کا تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے:

خلافِ قانون چُھپ کر رہنے والوں کی نماز کا حکم، حالتِ احرام میں کریم لگنے کا حکم، چھت سے کعبہ معظمہ کا طواف، مسجد الحرام میں اسپرے اورآبِ زمزم سے وضو کرنا کیسا؟ مسجد الحرام میں حالتِ نماز میں عورت کا نقاب کرنا، کنکریاں جمرہ کے بجائے پیالے میں گر جائیں تو کیا حکم ہو گا؟ بلاعُذر وہیل چیئر پر طواف وسعی کا حکم۔

باب سوم:

اس باب کو بھی تین فصلوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اول:

اس فصل میں مذکورہ مکمل مقالہ کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

فصل دوم:

اس فصل میں مقالہ سے اخذ شُدہ نتائج ذِکر کئے گئے ہیں۔

فصل سوم:

اس فصل میں مقالہ کے متعلّق تجاویز اور سفارشات ذِکر کئی گئی ہیں۔

اُس کے آخر میں اشاریہ جات بھی ذکر کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

فہرست قرآنی آیات، فہرست احادیث مبارکہ، فہرست آثارِ صحابہ

فصل دوم: نتائج

مذکورہ مقالہ سے یہ نتائج حاصل ہوئے ہیں، جن کو ہم مندرجہ ذیل میں مختصراً ذِکر کرتے ہیں:

1. حج اسلام کا اہم ترین پانچواں "رُکن" اور اہم ترین فریضہ ہے۔
2. حج کی فرضیت کتاب اللہ وسنّتِ رسول اور اِجماعِ اُمت سے قطعاً ثابت ہے۔ اور حج کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔
3. حج عبادات کا مرقّع اور دین کی روح کا ترجمان ہے۔
4. حج اُن عبادات میں سے ایک ہے جس میں مسلمان آپس میں متحد ہوتے ہیں۔
5. حج کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بدنی اور مالی دونوں طرح کی عبادت کا مجموعہ ہے۔ جبکہ نماز اور روزہ صرف بدنی عبادتیں ہیں اور زکوۃ فقط مالی عبادت ہے۔ لہذا بدنی اور مالی عبادات کے مجموعہ کی وجہ سے اَجر وثواب کے لحاظ سے

یہ رُکن بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

6. حج وعمرہ کی فضیلت قرآن مجید میں وارد ہے۔ نیز اسی طرح حج کے مناسک کو قرآن مجید میں مختصراً بیان بھی کیا گیا ہے۔

7. حج وعمرہ میں بہت سے مقامات میں مماثلت ہے، جس کو ہم نے اسی مقالہ کے باب اول میں مختصراً ذِکر کیا ہے۔

8. حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، نیز وہ اللہ تعالیٰ کے وفود ہیں۔

9. کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" کا شمار، حج وعمرہ کے مسائل میں اہم کتابوں میں ہوتا ہے۔

10. اس کتاب کا شمار فقہ اسلامی کے اہم ماخذات میں ہوتا ہے۔ اور بیشمار فقہاء اور علماء بالخصوص مفتیان کرام نے اس کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" سے استفادہ کیا ہے۔ جس سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت اُجاگر ہوتی ہے۔

11. اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کو یہ علمی حیثیت حاصل ہے کہ حج وعمرہ کے مسائل پر یہ باقائدگی سے پہلی کتاب ہے جو حج وعمرہ کے قدیم وجدید مسائل پر مشتمل ہے، گویاکہ حج وعمرہ کے مسائل پر یہ کتاب انسائکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

12. کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کے مُصنّف شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب بہت علمی اور تحقیقی شخصیت کی صفات کے حامل ہیں۔

13. اس کتاب کے مُؤلّف شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کی فقہ اسلامی پر دقیق نظر ہے، جس کی بناپر مختلف الانواع کے مصادر ومراجع اور ادبی ذخیرۂ علم سے ان کی براہِ راست وابستگی رہی ہے۔

14. اس مقالے کے مذکورہ ابواب سے یہ نتیجہ ملا کہ کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" کے مُصنِّف نے نہایت عَرق ریزی اور بہت مشقّت سے تقریبا ۱۵ سال کے طویل عرصہ میں اس کتاب کو تصنیف کیا۔

15. یہ کتاب اپنے اُسلوب و منہج میں منفرد نوعیت کی حامل ہے، جس میں قرآنی احکام ومسائل کو جامع و مفصّل اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے، تاکہ عام قاری بھی اس کتاب کا مطالعہ کر سکے۔

16. اس کتاب میں استفتاء کے جواب دیتے وقت فقط مفتٰی بہ اَقوال ذِکر کئے گئے ہیں، غیر مفتٰی بہ اَقوال نیز مرجوح اَقوال اور ضعیف ومردود اَقوال کو ذِکر نہیں کیا گیا۔

اس مقالے کے باب سوم جو اس مقالہ کی جان ہے، اس سے یہ نتائج اخذ ہوئے

ہیں:

1. حج کے دوران قربانی کے ٹوکن فروخت ہوتے ہیں اور اُن کی خرید کی حکومتی سطح پر ترغیب بھی دلائی جاتی ہے، مگر ٹوکن پر بھروسہ کرنا دانشمندی نہیں، حاجی صاحبان کو چاہئے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے کریں
2. حج وعمرہ کے ایام میں خواتین ماہواری روکنے والی گولیاں (Tablets) استعمال کرتی ہیں۔ تو وہ اس شرط کے ساتھ جائز ہیں کہ اُن میں کوئی حرام شی نہ ہو اور وہ طبی وجسمانی لحاظ سے مُضرِ صحت نہ ہوں۔
3. حکومت کی طرف سے حجاج کرام کو دی گئی سبسڈی سود نہیں ہے۔
4. حجاجِ کرام کو حکومت کی طرف سے دی گئی سبسڈی کی سہولت سے فائدہ اُٹھانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اُن کیلئے حکومت کی طرف سے نیکی پر تعاون اور ہبہ کی صُورت ہے۔
5. کروناوائرس یااس طرح کی وبائی ایام میں عمرہ کرنے والا ماسک پہن سکتا ہے۔
6. عمرہ میں حالتِ احرام میں چارپٹی کی چپل پہنی جاسکتی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ چارپٹی کی چپل پہننے سے پاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی ظاہر ہو۔
7. عمرہ کرتے وقت خواتین اپنے چھوٹے بچوں کو پیمپر (Pamper) پہنا سکتی

ہیں۔

8. عمرہ کرتے وقت بلا عُذر وہیل چیئر پر سعی کرنا ناجائز ہے۔

9. مرد کو حالتِ احرام میں دستانے اور موزے پہننا حرام ہے۔

10. عمرہ کے دوران بحالتِ احرام ہینڈ فری استعمال کرنا جائز ہے۔

11. آبِ زم زم سے بطورِ تبرک وضو کیا جائے کیونکہ آبِ زمزم کو حقیقی اور حکمی نجاست دُور کرنے کے لئے استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔

فصل سوم: تجاویز و سفارشات

1. اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کے تمام حصوں کو یکجا کر کے اس کی ترتیب و تحقیق کے لئے پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کرایا جائے۔

2. اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کی سرکاری سطح پر اشاعت کی جائے اور اس کتاب کو سرکاری لائبریریز میں رکھا جائے، تاکہ پروفیسر حضرات، یونیورسٹی کے طلباء اور طالبات حج و عمرہ کے جدید مسائل سے بخوبی واقف ہوں۔

3. شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کو سرکاری طور پر تاحیات "معلّم حجاج" کا عہدہ دیا جائے۔

4. حکومت کو چاہیئے کہ وہ حجاجِ کرام کو سبسڈی کی سہولت دیں، تاکہ حجاج

کرام اس سہولت سے فائدہ اُٹھائیں۔

گروپ حضرات کے لئے تجاویز:

1) منیٰ میں رات کا اکثر حصہ گزرنا سنّت موکّدہ ہے۔ اب ہوا یہ ہے کہ کئی گروپ آپریٹر (آرگنائزر) حضرات نے حاجیوں کے طرز عمل کو دیکھتے ہوئے کہ وہ سارا دن ہوٹل میں گزارتے ہیں۔ اس سے سنت موکدہ کا ترک ہوتا ہے، جو گُناہ کا فعل ہے۔لہذا گروپ حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنے قافلے کے شرکاء کو منیٰ میں رات گذاریں۔ تاکہ سنّت موکدہ کا ترک نہ ہو۔

2) گروپ حضرات کو چاہیئے کہ اپنے قافلے کے شرکاء کو یہ بات ذہن نشین کروائیں کہ عمرہ کرتے وقت بلا عُذر وہیل چیئر پر سعی کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا اس صورت سے گریز کریں۔

3) سعی اور طواف کے دوران ہجوم کی وجہ سے اکثر حاجی اپنے گروپ سے بچھڑ جاتے ہیں، یہ لمحہ کافی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ گروپ حضرات حرم شریف کے اندر ہی کوئی ایسی خاص جگہ متعین کرلیں تاکہ سعی اور طواف کے بعد تمام افراد وہاں جمع ہوسکیں۔ اس کے علاوہ سعی اور طواف کے لئے بڑے گروپ نہ کئے جائیں بلکہ اگر دس افراد سے کم افراد کا ایک گروپ بنالیا جائے تو بچھڑنے کا خطرہ انتہائی کم ہوجائے گا۔

4) عمرہ کے لئے جانے کی غرض سے جھوٹے رشتے بنانا، جو شرعاً اور قانوناً ممنوع

ہیں۔ لہذا گروپ حضرات کو چاہیے کہ دنیاوی غرض کے خاطر دینی اُمور کی پامالی نہ کریں۔

5) گروپ والوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے ویزہ جاری نہ کریں جو قانوناً اور شرعاً ممنوع ہیں۔

6) نیو منی میں خیمہ لینے سے اجتناب کرنا چاہئے کہ اس سے حج کی تین موٴکدہ سنتیں ترک ہوتی ہیں۔

علماء کے لئے تجاویز:

1) ایام حج میں کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" کا مطالعہ لازم ہو، اس سے علماء کو قلیل وقت میں مفتیٰ بہ اَقوال کی معلومات ہو گی۔

2) بالخصوص جو علماء معلّم بن کر حجاج کی رہنمائی کرتے ہیں، وہ علماء تو اس کتاب کو ہمہ وقت اپنے ساتھ رکھیں۔

3) علماء کی آسانی کے لئے اس کتاب "العُروۃ فی مناسکِ الحج والعمرۃ" کی ایپ (App) بھی بنائی گئی ہے، جو ہر موبائل ورزن کے لئے گوگل پلے اسٹور (Google Play Store) پر موجود ہے۔ جس کو بآسانی انسٹال اور استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اشاریہ جات

فہرست قرآنی آیات

فہرست احادیث مبارکہ

فہرست آثار صحابہ

اشداء علی الکفار رحماء بینھم
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

فہرست قرآنی آیات

نمبر شمار	قرآنی آیات	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ مقالہ
۱	اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ....	البقرۃ	۱۹۷	۳٤
۲	اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ	البقرۃ	۱۹۷	٤۹
۳	فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ	البقرۃ	۱۷۸	۹٦
٤	فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ	البقرۃ	۱۹٦	۹٤
۵	فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ....	آل عمران	۹۷	۳۸
٦	لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا	البقرۃ	۲۸٦	۱۵٦
۷	وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ....	البقرۃ	۱۹٦	٤۸
۸	وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ....	البقرۃ	۱۹٦	٦٤
۹	وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ	الحج	۲۷	٤۸
۱۰	وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ	المائدۃ	۲	۱۳۷
۱۱	وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى	الانعام	۱٦٤	۱۳۸
۱۲	وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ	البقرۃ	۱۹۷	۳٤
۱۳	وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ	آل عمران	۹۷	۳۸
۱٤	وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ	البقرۃ	۱۹۵	۱۵۵،۱۳۲،۹۵
۱۵	وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ	الحج	۲۹	۱۸۰
۱٦	وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ	البقرۃ	۲٦۹	۲۵

فہرست احادیثِ مبارکہ

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	حوالہ	صفحہ مقالہ
١	إِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا	سنن الدار قطنی: ٢٧٣٥	١٤٥
٢	إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ	مسند أحمد: ٥٣٧١	٥٥
٣	اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ	صحیح مسلم: ٩٨	١٤٣
٤	أَنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً	سنن الترمذی: ٩٣٩	٦٥
٥	إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ وَإِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ	صحیح مسلم: ٧٤٧٣	٩٨
٦	أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟	صحیح البخاری: ١٥١٩	٥٠
٧	أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللهُ	صحیح مسلم: ١٣٣٧	٣٨،٤٩
٨	بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ	صحیح البخاری: ٨	٣٨
٩	تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ	سنن الترمذی: ٨١٠	٥٤
١٠	تَهَادُوا تَحَابُّوا	الأدب المفرد: ٦٠٧	١٣٨
١١	جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ	سنن ابن ماجة: ٧٥٠	١٥٠
١٢	جِهَادُ الْكَبِيرِ، وَالصَّغِيرِ، وَالضَّعِيفِ	سنن النسائی: ٢٦٢٦	٤٧
١٣	جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ	صحیح البخاری: ٢٨٧٥	٥٦
١٤	الْحَاجُّ يَشْفَعُ فِي أَرْبَعِ مِائَةِ أَهْلِ بَيْتٍ	مسند البزار: ٣١٩٦	٥٤
١٥	الْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ	سنن ابن ماجة: ٢٩٠٢	٥٢
١٦	الحج جهاد، والعمرة تطوع	سنن ابی ماجة: ٢٩٨٩	٤٧
١٧	الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ	صحیح مسلم: ١٢١	٥٢
١٨	حُجُّوا، فَإِنَّ الْحَجَّ يَغْسِلُ الذُّنُوبَ	معجم الأوسط: ٤٩٩٧	٥٦
١٩	عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ	صحیح مسلم: ٢٦٠٧	١٥٧
٢٠	الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا	صحیح البخاری: ١٧٧٣	٦٤
٢١	فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ	صحیح البخاری: ١٧٨٢	٦٤

۲۲	قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟	سنن ابن ماجة:۲۹۰۱	۶۰،۵۳
۲۳	مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَه	مسند أحمد:۱٤۸٤۹	۹۸
۲٤	مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى	سنن ابی داود:۱۷٤۱	٤۷
۲۵	مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ	صحيح البخاری:۱۵۲۱	۵۱،۶۱
۲۶	مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَّةَ	المستدرك على الصحيحين:۱۶۹۲	۵٤
۲۷	مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كَتَبَ اللهُ لَهُ	مسند أبی يعلى:۶۳۵۷	٤۵
۲۸	مَنْ خَرَجَ فِي هَذَا الْوَجْهِ لِحَجٍّ أَوْ لِعُمْرَةٍ	المعجم الأوسط: ۹۰۳۳	٤۶
۲۹	مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ عَنِ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ	سُنن الدارمی:۱۸۲۶	۵۶
۳۰	النَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ	مسند أحمد: ۲۳۰۰	۵۵
۳۱	وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ	صحيح البخاری: ۱۸۳۸	۱۶۰
۳۲	يَغْفِرُ اللهُ لِلْحَاجِّ	مجمع الزوائد:۵۲۸۷	۵۵

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

فہرست آثارِ صحابہ

نمبر شمار	آثار	صاحب اثر	حوالہ	صفحہ مقالہ
١	أَنَّهُ كَانَ لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ	ابن عباس	کتاب المناسك من الأسرار	١٤٣
٢	أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ	جابر بن زید	مصنف ابن ابی شیبة:٧٣٩٥	١٨٧
٣	فَاضَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ	سیّدہ عائشہ	سنن ابی داؤد: ١٩٧٣	١٢٥
٤	لَا يَبِيتَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ	عمر بن الخطاب	القری لقاصد ام القریٰ	١٢٣
٥	لَا يَبِيتَنَّ وَرَاءَ الْعَقَبَةِ	ابن عباس	القری لقاصد ام القریٰ	١٢٣
٦	لقد هَمَمْتُ أَنْ أَبْعَثَ رِجَالًا ...	عمر بن الخطاب	تفسیر الدر المنثور	٥٧
٧	مَنْ مَاتَ وَهُوَ مُوسِرٌ لَمْ يَحُجَّ	عمر بن الخطاب	مصنف ابن ابی شیبة:١٤٤٥٥	٥٧
٨	يَأْتِي الْجِمَارَ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ	ابن عمر	سنن ابی داود:١٩٦٩	١٣٣

BOARD OF ADVANCED STUDIES & RESEARCH
University of Karachi

CERTIFICATE

I have gone through the thesis titled کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" میں حج وعمرہ کے جدید مسائل کا تحقیقی جائزہ

Submitted by Dr./Mr./Mrs./Miss Muhammad Irfan for the award of M.Phil/Ph.D. M.S./M.D. degree and certify that to the best of my knowledge it contains no plagiarized material.

Signature & Seal of Supervisor

Dr. Syed Ghazanfar Ahmed
Assistant Professor
Dept. of Quran & Sunnah
University of Karachi

Name: Dr Syed Ghazanfar Ahmed

Department: Quran & Sunnah

Email: drghazanfar@uok.edu.pk

Mobile No. 0335 2729926

Date: 19-Sept-2023

[Type text]

ADVANCED STUDIES & RESEARCH BOARD
UNIVERSITY OF KARACHI

DECLARATION

I MUHAMMAD IRFAN s/o, d/o AHMED SELAT hereby declare that no part of the work presented by me has been plagiarized from anywhere. Proper references are cited wherever necessary.

I understand that the university reserves the right to cancel the degree if any of the above declaration is proved false before or even after the award of degree.

Signature of the Candidate: [signature]

Name of the Candidate: MUHAMMAD IRFAN

Title of the Thesis: کتاب "العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ" میں حج و عمرہ کے جدید مسائل کا تحقیقی جائزہ۔

Degree: M-PHIL

Department/Subject: FACULTY OF ISLAMIC STUDIES.

Date: 12/08/2023.

ماخذ ومراجع

﴿تفاسیر وعلوم القرآن﴾

(١)القرآن الكريم
(٢)كنز الايمان للامام أهل السنة، الامام أحمد رضا الحنفى(ت ١٣٤٠هـ)، المكتبة الرضوية، كراتشى
(٣)لجامع لأحكام القرآن، للقُرطبي، الإمام أبي عبد الله محمد بن أحمد الأنصارى المالكى (٦٦٨هـ)، دار إحياء التّراث العربي، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤١٦هـ ـ ١٩٩٥م
(٤)خَزَائِنُ العِرفان، لصدر الأفاضل، السّيّد محمد نعيم الدّين الحنفى (ت ١٣٦٧هـ)، المكتبة الرّضوية، كراتشى
(٥) الدُّرُّ المنثور فى التّفسير بالمأثور، للسّيوطى، الإمام جلال الدّين عبد الرحمٰن بن أبي بكر الشّافعى (ت٩١١هـ)، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢١هـ. ٢٠٠٠م
(٦)تفسيرُ الطَّبْرى، لابن جرير، الإمام أبي جعفر محمد بن جرير(ت٣١٠هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الرّابعة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م
(٧)أحكام القرآن للامام أبي بكر محمد بن عبد الله ابن العربي(ت ٥٤٣هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت
(٨)أحكام القرآن، للرّازى، للإمام أبي بكر أحمد بن الجصاص (ت ٣٧٠هـ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ. ٢٠٠١م.
(٩)تفسير ابن أبي حاتم، للإمام الحافظ عبد الرحمٰن بن أبي حاتم محمد التّميمى الحنظلى (ت٣٢٧هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٧هـ. ٢٠٠٦م
(١٠)تفسير الثعالبي المسمى بالجواهر الحسان فى تفسير القرآن، للامام عبد الرحمن بن محمد بن مخلوف أبي زيد الثعالبي المالكى(ت ٧٨٥هـ)، مطبوعة: دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ.١٩٩٧م
(١١)تفسير الطّبرىّ المسمّى جامع البيان فى تأويل القرآن، لأبي جعفر محمّد بن جرير الطّبرىّ، (ت ٣١٠هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الرّابعة ١٤٢٦هـ.٢٠٠٥م

(۱۲)تفسیر القرآن العظیم، للحافظ عماد الدّین أبی الفداء اسماعیل کثیر الدمشقی الشّافعی(ت ۷۷٤ھ)، مطبوعة: دار الأرقم، بیروت
(۱۳)التفسیر الکبیر للرازی، الامام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین الشافعی(ت ٦۰٦ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة ۱٤۲۰ھ
(۱٤)تفسیر المظهری، للقاضی محمد ثناء الله العثمانی الحنفی المظهری(ت ۱۲۲٥ھ)، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲٥ھ.۲۰۰٤م
(۱٥)تفسیر روح البیان، للامام اسماعیل حقی البروسوی(ت ۱۱۳۷ھ)، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ.۲۰۰۱م
(۱٦)تفسیرات أحمدیة لملّا جیون، العلّامة أحمد بن أبی سعید الجونفوری الحنفی(ت ۱۱۳۰ھ) مکتبة الاسلامیة، کوئتة
(۱۷)نور العرفان، مفتی أحمد یار خان النعیمی الحنفی(ت ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱م)، مطبوعة: اداره کتب اسلامیه، باکستان

کتب حدیث

(۱۸)الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان. دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۷ھ. ۱۹۹۷م
(۱۹)صحیح البخاری. دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۹ھ. ۱۹۹۸م
(۲۰)صحیح المسلم. دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ. ۲۰۰۱م
(۲۱)سنن الترمذی. دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ. ۲۰۰۱م
(۲۲)سنن الکبریٰ للنسائی. دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۱ھ. ۱۹۹۱م
(۲۳)سنن النسائی. دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱٥ھ. ۱۹۹٥م
(۲٤)سُنَن النّسائی، للإمام أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب الخراسانی (ت۳۰۳ھ)، ضبط وتوثیق صدقی جمیل العطّار، دارالفکر، بیروت، ۱٤۱۹ھ.۱۹۹۹م.
(۲٥)الآحاد و المثانی. دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲٤ھ. ۲۰۰۳م

(٢٦)أخبار مكة للأزرقى. مكتبة الثقافية، مكة المكرمة، الطبعة العاشر ١٤٢٣هـ. ٢٠٠٢م
(٢٧)أخبار مكة للفاكهى. مكتبة النهضة الحديثة، مكة المكرمة
(٢٨)المستدرك للحاكم. دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٢هـ. ٢٠٠٢م
(٢٩)المسالك فى المناسك. دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ. ٢٠٠٣م
(٣٠)المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ. ١٩٩٨م
(٣١)المسند لأبى يعلى، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. ٢٠٠٥م
(٣٢)المسند للإمام أحمد. المكتب الإسلامى، بيروت
(٣٣)المسند للإمام أحمد. مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ. ٢٠٠١م
(٣٤)لمسند الحميدى. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ. ١٩٩٨م
(٣٥)المصنّف لعبد الرزاق. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ. ٢٠٠٠م
(٣٦)المعجم الكبير للطبرانى. دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ. ٢٠٠٢م
(٣٧)معرفة السنن و الآثار. دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢هـ. ٢٠٠١م
(٣٨)سُنَن ابن ماجة، للإمام أبى عبدالله محمد بن يزيد القزوينى (ت٢٧٣/ ٢٧٥هـ)، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، دارُالكتب العلميّة، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٩هـ.١٩٩٨م.
(٣٩)سُنَن أبى داوٗد، للإمام سليمان بن أشعث السّجستانى (ت٢٧٥هـ)، تعليق عبيد الدّعاس وعادل السّيد، دارابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٨هـ.١٩٩٧م.
(٤٠)سُنَن الدّار قطنى. على بن عمر (ت٣٨٥هـ)، تعليق مجدى بن منصور، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ. ١٩٩٦م
(٤١)سُنَن الدّارمى، للإمام أبى محمد عبدالله بن عبدالرّحمٰن (ت٢٥٥هـ)، تخريج الشّيخ محمد عبدالعزيز الخالدى، دارُالكتب العلميّة، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٧هـ.١٩٩٦م.

(٤٢)صحيح ابن خُزيمة، للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق السُّلمي، تحقيق الدّكتور محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٤ھ.٢٠٠٣م.
(٤٣)كتاب المنتقى، للإمام الحافظ الحجّة أبي محمد عبدالله بن على بن الجارود النيسابورى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٧ھ.١٩٩٦م.
(٤٤)كشف الأستار عن زوائد البزّار، للهيثمي، نورالدّين على بن أبي بكر المصرى (ت٨٠٧ھ)، تحقيق حبيب الرحمٰن الأعظمي، مؤسّسة الرّسالة، بيروت، الطّبعة الأولى١٣٩٩ھ.١٩٧٩م.
(٤٥)المستدرك على الصحيحين. للحاكم، أبي عبدالله النيسابورى (ت٤٠٥ھ)، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧ھ. ٢٠٠٦م
(٤٦)المصنّف لابن أبي شيبة. عبد الله بن محمد الكوفى (ت٢٣٥ھ)، تعليق محمد سعيد اللحّام، دار الفكر، بيروت ١٤١٤ھ. ١٩٩٤م
(٤٧)المعجم الأوسط. للطبراني أبي القاسم سليمان بن أحمد (ت٣٦٠ھ) تحقيق محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ. ١٩٩١م
(٤٨)السُنن الكبرى، للإمام أبي بكر أحمد بن حسين بن على البيهقى (ت ٤٥٨)، تحقيق محمد عبد القادر عطا، الطّبعة ١٤٢٠ھ. ١٩٩٩م.
(٤٩)صحيح البخارى. للإمام محمد بن إسماعيل الجُعفى (ت٢٥٦ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤١٩ھ. ١٩٩٨م
(٥٠)صحيح مسلم. للإمام مسلم بن الحجاج القشيرى النيسابورى (ت٢٦١ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ. ٢٠٠١م
(٥١)الجامع لشعب الإيمان، للبيهقى، الإمام أبي بكر أحمد بن الحسين الشّافعي (ت٣٥٨ھ)، تحقيق الدّكتور عبدالعلى عبدالمجيد حامد، مكتبة الرُّشد، الرّياض، الطّبعة الأولى١٤٢٣ھ.٢٠٠٣م.
(٥٢)الدراية فى تخريج أحاديث الهداية مع الهداية. مكتبة شركة علمية، ملتان
(٥٣)مجمع الزوائد و منبع الفوائد. للهيثمي، نور الدين على بن أبي بكر المصرى (ت٨٠٧ھ)، تحقيق محمد عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ. ٢٠٠١م
(٥٤)سُنن الدارمى، للامام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام

التميمي السمرقندي الدّارمي(ت ٢٥٥هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ.١٩٩٦م
(٥٥)اثارة الترغيب و التشويق. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ. ٢٠٠٠م
(٥٦)كتاب ناسخ الحديث و منسوخه. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ. ١٩٩١م
(٥٧)مثير العزم الساكن إلى أشرف الأماكن. مكتبة الصحابة، جدة، و مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ
(٥٨)القِرىٰ لقاصدِ أمّ القُرىٰ، لمحبّ الدّين الطّبرى، الحافظ أبي العبّاس أحمد بن عبدالله بن محمد بن أبي بكر (ت٦٩٤هـ)، تحقيق مصطفى الشقا، المكتبة العلميّة
(٥٩)الموطّاء إمام مالك بن أنس (ت١٧٩هـ)، برواية يحى بن يحى المصمودى، دارإحياء التّراث العربي، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤١٨هـ.١٩٩٧م.
(٦٠)جامع المسانيد، للخوارزمى، الامام أبي المؤيّد محمد بن محمود الحنفى(ت ٦٦٥هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
(٦١)الجامع الصحيح، وهو السنن الترمذى، للامام أبي عيسى محمد بن عيسى(ت ٢٧٩هـ)، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ.٢٠٠٠م
(٦٢)كتاب الآثار لأبي يوسف، الامام ا لجليل النبيل قاضى القضاة يعقوب بن ابراهيم الأنصارى الحنفى(ت ١٨٢هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
(٦٣)كتاب الآثار للشيبانى، الامام الحافظ المجتهد الرّبانى أبي عبد الله محمد بن الحسن الحنفى(ت ١٨٩هـ)، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراتشي، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ
(٦٤)التلخيص الحبير فى تخريج أحاديث الرافعى الكبير، للمام شهاب الدين أحمد بن على بن حجر العسقلانى(ت ٨٥٢هـ)، مطبوعة: مؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية ١٤٢٦هـ.٢٠٠٦م
(٦٥)الدراية فيما جاء فى ماء زمزم من الرواية، للامام شهاب الدين أحمد بن على بن حجر العسقلانى(ت ٨٥٢هـ)، مطبوعة: دار البشائر الاسلاميةم الطبعة الأولىٰ ١٤٣٤هـ.٢٠١٣م
(٦٦)الدرة المنتثرة فى الأحاديث المشتهرة، للامام أبي الفضل جلال الدين عبد

الرحمن بن أبي بكر السيوطی(ت ۹۱۱ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۰۸ھ.۱۹۸۸م
(٦٧)الفتح الكبير للامام أبی الفضل جلال الدين عبد الرحمن بن أبی بكر السيوطی(ت ۹۱۱ھ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۳ھ.۲۰۰۳م
(٦٨)المسند للامام أحمد بن حنبل، للامام أحمد بن حنبل(ت ۲٤۱ھ)، مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۸ھ.۱۹۹۷م
(٦٩)المعجم الأوسط للامام أبی القاسم سليمان أحمد بن أيوب الطبرانی(ت ۳٦۰ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ.۱۹۹۹م
(۷۰)تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف، للامام جمال الدين أبی الحجاج يوسف بن عبد الرحمن المزّی(ت ۷٤۲ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ.۱۹۹۹م
(۷۱)شرح السنة، للامام أبی محمد حسين بن مسعود البغوی(ت ٥۱٦ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤ھ.۲۰۰۳م
(۷۲)كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، للعلامة علاء الدين علی المتقی بن حسام الدين الهندی(ت ۹۷٥ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤ھ.۲۰۰٤م
(۷۳)صحيح ابن خزيمة، للامام أبی بكر محمد بن اسحق بن خزيمة النيسابوری(ت ۳۱۱ھ)، مطبوعة: المكتب الاسلامی، الطبعة الثالثة ۱٤۲٤ھ.۲۰۰۳م
(۷٤)مشكاة المصابيح، للعلّامة ولی الدّين أبی عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب التّبريزی(ت ۷٤۱ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲٤ھ.۲۰۰۳م
(۷٥)الأدب المفرد للامام الحافظ محمد بن اسماعيل البخاری(ت ۲٥٦ھ)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۰ھ.۱۹۹۹م
(۷٦)جذب القلوب الی ديار المحبوب صلی الله عليه وسلم، شيخ عبد الحق مُحدّث الدهولی الحنفی(ت ۱۰٥۲ھ)، مطبوعة: النوريّه الرضويه پبلشنگ كمپنی، لاهور، سن طباعت: ۱٤۳۱ھ
(۷۷)الفجر الساطع علی الصّحيح الجامع، للامام محمد الفضيل بن الفاطمی الشبيهی الزّرهونی المالكی(ت ۱۳۱۸ھ)، مطبوعة: مكتبة الرشد، الرّياض، الطبعة

الأولى ١٤٣٠هـ.٢٠٠٩م
(٧٨)نيل الأوطار، للقاضي محمّد بن على الشّوكاني(ت ١٢٥٠ هـ)، مطبوعة: المكتبة العصريّة، بيروت، ١٤٢٥هـ.٢٠٠٤م

﴿شروحات احادیث﴾

(٨٨)إرشاد السارى شرح صحيح البخارى. دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ. ٢٠٠٠م
(٨٩)حاشية السندى على السنن للنسائى. دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.١٩٩٥م
(٩٠)شرح سنن ابن ماجة للمغلطائى. مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولى١٤١٩هـ.١٩٩٩م
(٩١)شرح معانى الآثار، للإمام أبى جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطّحاوى الحنفى (ت ٣٢١هـ)، تحقيق محمد زهرى النّجّار و محمد سيّد جاد الحقّ، عالم الكتب، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤١٤هـ. ١٩٩٤م
(٩٢)فتح البارى شرح صحيح البخارى. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.٢٠٠٠م
(٩٣)عون المعبود شرح سنن أبى داؤد. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.١٩٩٨م
(٩٤)فيوض البارى شرح صحيح البخارى. علامه ابو البركات اكادمى، لاهور
تعليق سُنَن أبى داود، لعبيدالدّعاس وعادل السّيد، دارابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٨هـ.١٩٩٧م.
(٩٥)التّمهيد لما فى المؤطّاء من المعانى والمسانيد، لابن عبدالبرّ، الحافظ يوسف بن عبدالله بن محمد القرطبى المالكى (ت٤٦٣هـ)، تحقيق محمد عبدالقادر عطا، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٩هـ.١٩٩٩م.
(٩٦)المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، للقرطبى، الحافظ أبى العبّاس أحمد بن عمر بن إبراهيم (ت٦٥٦هـ)، تحقيق محى الدّين ديب مستور أحمد محمد السيّد وغيره، دارابن كثير، بيروت، الطّبعة الثّالثة١٤٢٦هـ.٢٠٠٥م.
(٩٧)نخب الأفكار فى تنقيح مبانى الأخبار. الوقف المدنى الخيرى، الهند، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.٢٠٠٤م

(۹۸)شرح صحیح مسلم. للنووی، یحیي بن شرف الدمشقی الشافعی (ت۶۷۶ھ)، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ.۲۰۰۰م
(۹۹)شرح مُشکل الآثار، للطّحاوی، للإمام المحدّث الفقیه المفسّر أبی جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزری المصری الحنفی (ت۳۲۱ھ)، تحقیق شعیب الأرنوط، مؤسّسة الرّسالة، بیروت، الطّبعة الثّانیة۱٤۲۷ھ.۲۰۰٦م.،
(۱۰۰)حاشیة التاؤدی بن سودة علی صحیح البُخاری، للعلّامة محمد تاؤدی بن محمد طالب المالکی(ت ۱۲۰۹ھ)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ۱٤۲۸ھ.۲۰۰۷م
(۱۰۱)عمدة القاری شرح صحیح البخاری، للعینی، الاما م محمود بن محمد بن موسی المعروف ببدر الدین الحنفی(ت ۸۵۵ھ)، دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۸ھ.۱۹۹۸م
(۱۰۲)الحاوی فی بیان آثار الطحاوی. دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۹ھ.۱۹۹۹م
(۱۰۳)فتح الباری شرح صحیح البخاری، للعسقلانی، الحافظ أحمد بن علی بن حجر الشّافعی (ت۸۵۲ھ)، تحقیق الشّیخ عبدالعزیزبن عبدالله، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّالثة۱٤۲۱ھ.۲۰۰۰م.
(۱۰٤)شرح سنن أبی داود لابن رسلان، للامام شهاب الدین أحمد بن حسین بن علی بن رسلان المقدسی الرملی الشافعی(ت ۸٤٤ھ)، مطبوعة: دار الفلاح، الطبعة الأولیٰ۱٤۳۷ھ.۲۰۱٦م
(۱۰۵)لمعات التنقیح فی شرح مشکاة المصابیح للدهلوی، العلّامة المحدّث عبد الحق بن سیف الدین البخاری الحنفی(ت ۱۰۵۲ھ) تحقیق الدکتور تقی الدین ، مکتبة علوم الاسلامیة، لاهور
(۱۰٦)اشعة اللمعات فارسی، شیخ محقق عبد الحق مُحدِّث دهلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ، مطبوعة: کتب خانه مجیدیه، ملتان
(۱۰۷)أعلام السُّنن فی شرح صحیح البخاری، للحافظ أبی سلیمان حمد بن محمّد الخطّابی الشّافعی(ت ۳۸۸ھ)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۸ھ.۲۰۰۷م
(۱۰۸)التوضیح لشرح الجامع الصحیح، للعلّامة سراج الدین أبی حفص عمر بن

على بن أحمد الأنصارى الشافعى المعروف بان الملقن(ت ٨٠٤هـ)، غراش للنشر والتوزيع والدّعاية والاعلان، الكويت، الطبع هالأولىٰ ١٤٣١هـ.٢٠١٠م
(١٠٩)اللّامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح، للامام شمس الدين أبى عبد الله محمد بن موسى العسقلانى الشّافعى(ت ٨٣٧هـ)، مطبوعة: دار النّوادر، سوريه، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٣هـ.٢٠١٢م
(١١٠)الحقيق الكواكب الدّرارى شرح البخارى، للعلّامة محمد بن يوسف الكرمانى الشافعى(ت ٧٨٦هـ)، مطبوعة: دار احياء التراث العربى، بيروت
(١١١)شرح الطّيبى على مشكاة المصابيح، للامام شرف الدين حسين بن محمد بن عبد الله الطيّبى الشّافعى(ت ٧٤٣هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ.٢٠٠١م
(١١٢)شرح سُنن ابن ماجة القزوينى للامام أبى الحسن كبير محمد بن عبد الهادى الحنفى المعروف بالسّندى(ت ١١٣٨هـ)، دار الجيل، بيروت
(١١٣)شرح صحيح البخارى لابن بطّال أبى الحسن على بن خلف بن عبد الملك المالكى(ت ٤٤٩هـ)، مطبوعة: مكتبة الرّشد، الرّياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ.٢٠٠٠م
(١١٤)شرح عمدة الفقه لابن تيمية، أبى العباس تقى الدين أحمد بن تيمية الحنبلى(ت ٧٢٨هـ)، مطبوعة: مكتبة العبيكان، الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤١٣هـ
(١١٥)ضياء السّارى فى مسالك أبواب البخارى، للامام عبد الله بن سالم البصرى الشافعى(ت ١١٣٤هـ)، مطبوعة: دار النّوادر، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٢هـ.٢٠١١م
(١١٦)عون البارى بحلّ أدلّة البخارىّ، لأبى الطّيب محمّد صدّيق حسن خان القنوجى البخارىّ (ت ١٣٠٨هـ)، مطبوعة: دار النّوادر، سوريه، الطبعة الثانية ١٤٣١هـ.٢٠١٠م
(١١٧)مراۃ المناجيح شرح مشكٰوة المصابيح، مفتى أحمد يار خان نعيمى حنفى(ت ١٣٩١هـ/١٩٧١م)، مطبوعه: قادرى پبلشرز، لاهور، اشاعت: فرورى ٢٠٠٩م
(١١٨)مرقاة الفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للعلّامة على بن سلطان محمد القارى الحنفى(ت ١٠١٤هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ.٢٠٠١م
(١١٩)نزهة القارى شرح صحيح البخارى، مفتى شريف الحق أمجدى(ت ١٤٢٠هـ)، مطبوعة: فريد بُك اسٹال، لاهور، طباعت: ١٤٢٨هـ.٢٠٠٧م

(١٢٠)مرأة المناجيح للعلّامة المفتى أحمد يار خان النعيمي الحنفى(ت ١٣٩١هـ)، مطبوعة: ضياء القرآن، لاهور
(١٢١)فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النّذير للعلّامة محمد عبد الرؤوف المناوى الشافعى(ت ١٠٣١هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٢٢هـ.٢٠٠١م
(١٢٢)تُحفة البَارِى شرح صحيح البخارى، للامام أبى يحى زكريّا بن محمد الأنصارى الشّافعيّ(ت ٩٢٦هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥هـ.٢٠٠٤م

﴿كُتُب فقه﴾

(١٢٣)إمداد الفتاح، دار احياء التراث العربى. بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ. ٢٠٠١م
(١٢٤)البحر الرائق شرح كنز الدقائق. أيج أيم سعيد كمپنى، كراتشى
(١٢٥)بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ١٤١٨هـ. ١٩٩٧م
(١٢٦)البناية فى شرح الهداية. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ. ٢٠٠٠م
(١٢٧)بهار شريعت. مكتبه إسلامية، لاهور
(١٢٨)تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ. ٢٠٠٠م
(١٢٩)التجنيس و المزيد. إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشى، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤هـ. ٢٠٠٤م
(١٣٠)تحفة الأخيار بترتيب شرح مشكل الآثار. دار بلنسية للنشر و التوزيع، الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ. ١٩٩٩م
(١٣١)تحفة الفقها. دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. ٢٠٠٢م
(١٣٢)التصحيح و الترجيح على مختصر القدورى. دار الكتب العلمية، بيروت
(١٣٣)تنوير الأبصار مع شرحه للحصكفى. دار الفكر، بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ. ١٩٧٩م
(١٣٤)التيسير فى الفقه الحنفى من شرح تنوير الأبصار و رد المحتار على الدر

المختار. دار الكلم الطيب، دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ. ٢٠٠٢م
(١٣٥)الجوهرة النيرة شرح مختصر القدوري. مير محمد كتب خانه، كراتشي
(١٣٦)حاشية الشلبي على التبيين. دار المعرفة، بيروت،الطبعة الثالثة ١٩٩٣هـ. ١٩٧٩م
(١٣٧)حاشية الطحطاوي على الدر المختار. دار المعرفة، بيروت ١٣٩٥هـ. ١٩٧٥م
(١٣٨)حاشية الطحطاوي على مراق الفلاح. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. ١٩٩٧م
(١٣٩)حاشية مجمع البحرين. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. ٢٠٠٥م
(١٤٠)خزانة المفتين. مخطوط مصوّر
(١٤١)الدرر الحكام. مطبعة أحمد كامل الكائنة في دار السعادة ١٣٢٩هـ
(١٤٢)الدر المختار. دار الفكر، بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ. ١٩٧٩م
(١٤٣)الدر المنتقى شرح الملتقى على هامش المجمع. دار الطباعة العارة، مصر
(١٤٤)رد المحتار على الدر المختار. دار الفكر، بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ. ١٩٧٩م
(١٤٥)غرر الأحكام مع شرحه للمصنّف. مطبعة أحمد كامل الكائنة في دار السعادة ١٣٢٩هـ
(١٤٦)غنية ذوي الأحكام في بغية درر الحكام. مطبعة أحمد كامل الكائنة في دار السعادة، مصر
(١٤٧)غنية المستملي شرح منية المصلّي. سهيل اكيڈمي، لاهور
(١٤٨)رمز الحقائق شرح كنز الدقائق. المكتبة النورية، سكهر، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ. ١٩٨٢م
(١٤٩)صغيري شرح منية المصلّي. مير محمد كتب خانه كراتشي
(١٥٠)عمدة الرعاية في حل شرح الوقاية. مكتبة إمدادية، ملتان
(١٥١)العناية في شرح الهداية مع فتح القدير. دار احياء التراث العربي، بيروت
(١٥٢)فتح باب العناية في شرح كتاب النّقاية. دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. ٢٠٠٥م
(١٥٣)مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ. ١٩٩٨م

(١٥٤)مجمع البحرين و ملتقى النيرين. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. ٢٠٠٥م

(١٥٥)المختار للفتوىٰ مع شرحه للمصنّف. دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية١٤٢٣هـ. ٢٠٠٢م

(١٥٦)فتح الرحمانى. المكتبة القدس، كوئٹة

(١٥٧)فتح القدير. دار إحياء التراث العربي، بيروت

(١٥٨)الفقه الحنفى فى ثوبه الجديد. دار القلم، دمشق، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ. ١٩٩٨م

(١٥٩)الوائد السنية فى المسائل الدينية. مخطوط مصوّر

(١٦٠)الكافى شرح الوافى للنسفى. مخطوط مصوّر

(١٦١)كتاب الإختيار لتعليل المختار. دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ. ٢٠٠٢م

(١٦٢)كتاب الأصل المعروف بالمبسوط، للشيبانى، الإمام أبى عبدالله محمد بن الحسن (ت١٨٩هـ)، صاحبِ أبى حنيفة النّعمان رضى الله عنه، تصحيح وتعليق أبى الوفاء الأفغانى، عالم الكتب، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤١٠هـ. ١٩٩٠م.

(١٦٣)شرح الجامع الصّغير (للإمام محمد بن الحسن الشيبانى) لصدر الشّهيد، الإمام عبدالعزيز ابن مازةالبخارى الحنفى (ت٣٥٦هـ)، تحقيق الدّكتور صلاح عوّاد جهة عبدالله الكبيسى والدّكتور خميس دمّام الزّوبعى والدّكتور حاتم عبدالله العيساوى، دارُالكتب العلميّة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤٢٧هـ. ٢٠٠٦م.

(١٦٤)مختصر القدورى، للإمام أبى الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادى الحنفى(ت٤٢٨هـ)، تحقيق الشّيخ كامل محمد محمد عويضة، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤١٨هـ. ١٩٩٧م.

(١٦٥)مختصر القدورى (مع التّصحيح والتّرجيح للعلامة قاسم)، للإمام أبى الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادى الحنفى(ت٤٢٨هـ)، تحقيق ضياء يونس، دارُالكتب العلميّة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤٢٣هـ. ٢٠٠٢م.

(١٦٦)مختصر القدورى (مع تعليق غلام مصطفى القاسمى)، للإمام أبى الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادى الحنفى(ت٤٢٨هـ)، المكتبة الفاروق الأعظم، تهران، الطّبعة الأولىٰ١٤٢١هـ.

(١٦٧)مختصر القدورى (معه التوضيح الضرورى)، للإمام أبى الحسن أحمد بن

محمد بن أحمد بن جعفر البغدادي الحنفي (ت٤٢٨ھ)، قديمي كتب خانه، كراتشي
(١٦٨)مختصر القدوري (معه المظهر الضروري)، للإمام أبي الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر الحنفي (ت٤٢٨ھ)، ضياء العلوم پبلي كيشنز، راولبندي.
(١٦٩)مختصر القدوري (مع شرحه الجوهرة النيّرة للحدادي)، للإمام أبي الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادي الحنفي (ت٤٢٨ھ)، تحقيق إلياس قبلان، دار الكتب العلميّة، بيروت، الطّبعة الأولى١٤٢٧ھ.٢٠٠٦م
(١٧٠)مختصر القدوري (مع شرحه الجوهرةالنيّرة للحدادي) للإمام أبي الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادي الحنفي(ت٤٢٨ھ)، المكتبة الحقّانيّة، ملتان.
(١٧١)مختصر القدوري (مع شرحه الجوهرةالنيّرة للحدادي)، للإمام أبي الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادي الحنفي(ت٤٢٨ھ)، مير محمد كتب خانه، كراتشي.
(١٧٢)مختصر القدوري (مع شرحه اللباب)، للإمام أبي الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادي الحنفي (ت٤٢٨ھ)، تعليق عبدالرزاق المهدي، دار الكتاب العربي، بيروت، ١٤٢٥ھ.٢٠٠٤م.
(١٧٣)مختصر القدوري (معه المعتصر الضروري)، للإمام أبي الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادي الحنفي(ت٤٢٨ھ)، مكتبة البُشرٰى، كراتشي، الطّبعة الأولى١٤٢٩ھ.٢٠٠٨م.
(١٧٤)الكفاية شرح الهداية مع الفتح القدير. دار احياء التراث العربي، بيروت
(١٧٥)كنز البيان في مختصر توفيق الرحمٰن على هامش رمز الحقائق. المكتبة النورية، سكهر، الطبعة الأولى١٤٠٣ھ. ١٩٨٢م
(١٧٦)كنز الدقائق مع النهر الفائق، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ.٢٠٠٢م
(١٧٧)اللباب شرح الكتاب على هامش مختصر القدوري، مير محمد كتب خانه، كراتشي
(١٧٨)لباب المناسك مع شرحه لملا على قاري. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ. ١٩٩٥م
(١٧٩)المبسوط للسرخسي. دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ. ٢٠٠٠م
(١٨٠)المتانة في المرمة عن الخزانة. الجنّة لأدب السندي، كراتشي

(١٨١)تقريرات الرافعي على رد المحتار. للعلامة عبدالقادر الحنفي دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ. ٢٠٠٠م

(١٨٢)جامع الرموز. للقهستاني، شمس الدين محمد الخراساني (٩٦٢هـ أو ٩٠٠)، أيج أيم سعيد كمبنى، كراتشى

(١٨٣)إجماعات ابن عبدالبرّ في العبادات. للبوصي، العلامة عبدالله بن مبارك بن عبدالله، دارطيبة، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.١٩٩٩م

(١٨٤)بداية المبتدى (متن الهداية)، للمرغيناني، برهان الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر الحنفي (ت٥٩٣هـ)، دارالأرقم، بيروت.

(١٨٥)البرجندي شرح المختصر الوقاية، للعلامة عبدالعلي الحنفي، تصحيح المولوى إحسان الله، المطبع العالي المعزى إلى المنشى نولكشور الواقع في اللكهنؤ ١٣٢٤هـ.

(١٨٦)التجريد (الموسوعة الفقهية المقارنة)، للقدوري، الإمام أبي الحسين أحمد بن محمد بن جعفر الحنفي (ت٤٢٨هـ)، تحقيق الدكتور محمد أحمد سراج والدكتور على جعمة محمد، مكتبه محمودية، قندهار.

(١٨٧)التحرير المختار، للرافعي، مفتي الديار المصرية العلامة عبدالقادر الحنفي (ت١٣٢٣هـ)، تحقيق عبدالمجيد طعمه الحلبي، دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.٢٠٠٠م.

(١٨٨)تحفة الملوك في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة النعمان، للرازي، الإمام زين الدين محمد بن أبي بكر الحنفي (ت٦٦٦هـ)، تعليق عبدالله نذيرأحمد، دارالبشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.١٩٩٧م.

(١٨٩)تحقيق مجمع البحرين وملتقى النيرين، للمحقق إلياس قبلان، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.٢٠٠٥م.

(١٩٠)مراقي الفلاح في شرح نور الإيضاح. مكتبة مرزوق، دمشق

(١٩١)ملتقى الأبحر مع شرحه. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.١٩٩٨م

(١٩٢)منحة الخالق على البحر الرائق. أيج أيم سعيد كمبنى، كراتشى

(١٩٣)النهر الفائق شرح كنز الدقائق. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.٢٠٠٢م

(١٩٤)نور الإيضاح مع شرحه. مكتبة مرزوق، دمشق

(۱۹۵)الواف مع شرحه للمصنّف. مخطوط مصوّر
(۱۹٦)وقاية الرواية مع شرحه. مكتبة امدادية، ملتان
(۱۹۷)الهداية. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۰هـ.۱۹۹۰ ماالهدية العلائية. مكتبة القدس، كوئتة
(۱۹۸)تنوير الأبصار وجامع البحار فى فروع فقه الحنفى (مع شرحه للحصكفى)، للتمرتاشى، العلّامة محمد بن عبدالله بن أحمد الغزّى الحنفى (ت۱۰۰٤)، تحقيق عبدالمنعم خليل إبراهيم، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ۱٤۲۳هـ. ۲۰۰۲م
(۱۹۹)الجامع الصّغير (مع شرحه لابن مازة)، للشيبانى، الإمام محمد بن الحسن (ت۱۸۹هـ)، صاحب أبى حنيفة النّعمان، تحقيق تحقيق الدّكتور صلاح عوّاد جهة عبدالله الكبيسى والدّكتور خميس دقام الرّوبعى والدّكتور حاتم عبدالله العيساوى، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى۱٤۲۷هـ.۲۰۰٦م.
(۲۰۰)الدُّرُالمنتقى فى شرح الملتقى، (مع مجمع الأنهر)، للحصكفى، العلامة علاؤالدين محمد بن على الحصنى الحنفى، (ت۱۰۸۸هـ)، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى۱٤۱۹هـ.۱۹۹۸م.
(۲۰۱)ذخيرةُ العُقبى. لأخى چلبى، يوسف بن جنيد الرّومى الحنفى (ت۹۰۵هـ)، المطبع الإسلامية الواقعه فى بلدة لاهور۱۳۲۹هـ.
(۲۰۲)ردّ المحتار على الدُّرّ المختار. للشّامى، محمد أمين بن عمر ابن العابدين الحنفى، تحقيق عبدالمجيد طعمه الحلبى (ت۱۲٥۲هـ)، دار المعرفة ، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ. ۲۰۰۰م
(۲۰۳)وقاية الرواية، (و شرح الوقاية مع عمدة الرّعاية) للمحبوبى، للإمام تاج الشّريعة محمود بن صدر الشريعة الحنفى، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشى
(۲۰٤)المنهاج فى فقه الحنفية للعلّامة شرف الدين أبى حفص عمر بن محمد الأنصارى العقيلى لحنفى (ت ٥۷٦هـ)، غير مطبوع
(۲۰٥)معراج الدراية شرح الهداية للامام قوام الدين محمد بن محمد الكاكى الحنفى (ت ۷٤۹هـ)، مخطوط مصوّر
(۲۰٦)تلقيح العقول فى فروق المنقول للعلّامة شمس الدين أحمد بن عبد الله بن ابراهيم المحبوبى البخارى الحنفى (ت ٦۳۰هـ)، مطبوعة: كتب خانه رشيديه، بشاور
(۲۰۷)الذخيرة البرهانية للامام العلّامة برهان الدين أبى المعالى محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر بن مازة لمرغينانى البخارى (ت ٦۱٦هـ)، مطبوعة: دار الكتب

العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٤٠هـ.٢٠١٩م
(٢٠٨)زاد الفقهاء للعلّامة أبي المعالي بهاء الدين محمد بن أحمد الحنفي(ت ٥٩١هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٤٢هـ.٢٠٢٠م
(٢٠٩)السير الكبير للامام الحافظ أبي عبد الله محمد بن الحسن الشيباني الحنفي(ت ١٨٩هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.١٩٩٧م
(٢١٠)شرح مختصر الكرخي للعلّامة أبي الحسن أحمد بن محمد القدوري الحنفي(ت ٤٢٨هـ)، مطبوعة: مكتبة الامام الذهبي، الكويت، الطبعة الأولى ١٤٤٣هـ.٢٠٢٢م
(٢١١)ضوء المصباح شرح نور الايضاح للعلّامة السّيد محمد أبي سعود المصري الحنفي(ت ١١٧٢هـ)، مخطوط مصوّر
(٢١٢)عيون المسائل للامام أبي اللّيث نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي الحنفي(ت ٣٧٥هـ)، مطبوعة: مكتبه حقّانيه، كوئٹه، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.١٩٩٨م
(٢١٣)الفقه النافع للعلّامة ناصر الدين أبي القاسم محمد بن يوسف السمرقندي الحنفي(ت ٥٥٦هـ)، مطبوعة: مكتبة العبيكان ، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.٢٠٠٠م
(٢١٤)غاية البيان ونادرة الأقران، (وهوشرح على الهداية)، للإتقاني، الإمام قوام الدّين أمير كاتب بن أمير عمر الحنفي (ت٧٥٨هـ)، مخطوط مصوّر.
(٢١٥)الكافي في الفقه الحنفي، للعلامة وهبي سليمان غاوجي، مؤسّسة الرّسالة، بيروت، الطّبعة الأولى١٤٣٠هـ.٢٠٠٩م.
(٢١٦)الكافي، للحاكم الشهيد (في ضمن كتاب الأصل المسمّى بالمبسوط) الإمام أبي الفضل محمد بن محمد بن أحمد المروزي الحنفي (ت..٣هـ)، تصحيح وتعليق أبي الوفاء الأفغاني، عالم الكتب ، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٠هـ.١٩٩٠م.
(٢١٧)كنزالدّقائق، للنّسفي، حافظ الدين أبي البركات عبدالله بن محمود بن أحمد الحنفي (ت٧١٠هـ)، اعتنى به راشد مصطفى الخليلي، المكتبة العصرية، بيروت، الطّبعة الأولى١٤٢٥هـ.٢٠٠٥م.
(٢١٨)ملتقى الأبحر، (مع شرحه للآفندي)، للحلبي، العلّامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحنفي (ت٩٥٦هـ)، داراحياء التّراث العربي، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٩هـ.١٩٩٨م
(٢١٩)ملتقى الأبحر، (مع شرحه للآفندي)، للحلبي، العلّامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحنفي (ت٩٥٦هـ)، دار الطّباعة العامرة١٣١٦هـ.

(٢٢٠)جدّ الممتار على ردّ المحتار، للإمام الشّيخ أحمد رضا خان (ت ١٣٤٠هـ)، المكتبة المدينة، كراتشي، الطّبعة الأولى ١٤٧٢هـ. ٢٠٠٧م.
(٢٢١)حاشية ذخيرة العقبى، للعلامة محمد عالم الحضركوتى، المطبع الإسلامى الواقع فى بلدة لاهور، الطّبعة ١٣٢٩هـ.
(٢٢٢)الحاوى القدسى فى فروع فقه الحنفى، للغزنوى، للإمام القاضى جمال الدّين أحمد بن محمود الحلبى الحنفى (ت ٥٩٣هـ)، تحقيق : الدّكتور صالح العلى، المكتبة النّورية الرّضوية، لاهور، الطّبعة الأولى ١٤٣٢هـ. ٢٠١١م.
(٢٢٣)حياة القلوب فى زيارة المحبوب. للسّندى، المخدوم محمد هاشم بن عبدالغفور الحارثى السّندى الحنفى (ت١١٧٤هـ)، مطبع فتح الكريم، بومبائى
(٢٢٤)الدُرُّ المختار(شرح تنوير الأبصار). للحصكفى، علاؤ الدين محمد بن على الحصنى الحنفى (ت١٠٨٨هـ) تحقيق عبدالمنعم خليل إبراهيم، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٣هـ. ٢٠٠٢م
(٢٢٥)ذخيرة العقبى، للعلامة المحقّق يوسف بن جنيد الملقّب بأخى جلبى الرّومى الحنفى (ت ٩٥٠)، المطبع الإسلامى الواقع فى بلدة لاهور، الطّبعة ١٣٢٩هـ.
(٢٢٦)ردّ المحتار على الدُرّ المختار. للشّامى، محمد أمين بن عمر ابن العابدين الحنفى، تحقيق عبدالمجيد طعمه الحلبى (ت١٢٥٢هـ)، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ. ٢٠٠٠م
(٢٢٧)شرح مختصر الطّحاوى، للإمام أبى بكر الجصّاص الرّازى الحنفى(ت٣٧٠هـ) تحقيق عصمة الله عناية الله محمد، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطّبعة الثّانية، ١٤٣١هـ. ٢٠١٠م.
(٢٢٨)شرح الوقاية مع عمدة الرّعاية، للمحبوبى، لصدر الشّريعة الأصغر عبيد الله بن مسعود (ت ٧٥٠هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ٢٠٠٩م.
(٢٢٩)عمدة الرّعاية، للعلامة أبى الحسنات عبد الحى اللّكهنوى الحنفى (ت ١٣٠٤ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ٢٠٠٩م.
(٢٣٠)العناية وهو شرح على الهداية، للبابرتى، الإمام أكمل الدّين محمد بن محمد بن محمود الحنفى (ت٧٨٦هـ)، اعتنى به أبو محروس عمروبن محروس، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى١٤٢٨هـ. ٢٠٠٧م.
(٢٣١)الفتاوى التّاتارخانية، للعلامة عالم بن علاء الأنصارى الأندر پتى الدّهلوى الحنفى(ت ٧٨٦هـ)، تحقيق القاضى سجاد حسين، دار احياء التّراث العربى،

بیروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٥هـ. ٢٠٠٤م.
(٢٣٢)الفتاویٰ السّراجيّة. للأوسی، سراج الدّين علی بن عثمان الحنفی (ت٥٦٩هـ)، میر محمد کتب خانه، کراتشی.
(٢٣٣)الفتاوی الظّهيريّة، للإمام ظهير الدّين أبی بكر محمد بن أحمد البخاری الحنفی (ت٦١٩هـ)، مخطوط مصوّر، المخزون فی دار الكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتهادر، كراتشی
(٢٣٤)فتاوی قاضيخان (علی هامش الهندية)، للأوزجندی، للإمام حسن بن منصور الحنفی (ت ٥٩٢هـ)، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الثالثة ١٣٩٣هـ. ١٩٧٣م
(٢٣٥)فتاوی قاضيخان، للأوزجندی، للإمام حسن بن منصور الحنفی (ت ٥٩٢هـ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولى١٤٢٩هـ. ٢٠٠٠م.
(٢٣٦)الفتاویٰ الهندية. المسمّاة الفتاوی العالمكيرية، للشّيخ نظام (ت١١٦١هـ)، وجماعة من علماء الهند، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الثالثة ١٣٩٣هـ. ١٩٧٣م
(٢٣٧)فتح القدير. لابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبدالواحد الحنفی (ت٨٦١هـ)، داراحياء التّراث العربی، بيروت.
(٢٣٨)الكافی، للحاكم الشهيد (فی ضمن كتاب الأصل المسمّی بالمبسوط) الإمام أبی الفضل محمد بن محمد بن أحمد المروزی الحنفی (ت..٣هـ)، تصحيح وتعليق أبی الوفاء الأفغانی، عالم الكتب، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٠هـ. ١٩٩٠م.
(٢٣٩)الكفاية شرح الهداية (معه فتح القدير)، للإمام جلال الدّين الكرلانی الحنفی (ت ٦٧٦)، دار إحياء التّراث العربی، بيروت.
(٢٤٠)المختار الفتوی، للموصلی، الإمام مجدالدّين عبدالله بن محمود الحنفی (ت٦٨٣هـ)، تحقيق مركز البحوث والدّراسات، مكتبة نزارمصطفیٰ الباز، مكة المكرمة، الطّبعة الأولى١٤١٨هـ. ١٩٩٧م.
(٢٤١)مختصر اختلاف العلماء، صنّفه الإمام أبو جعفر أحمد بن محمد الطّحاوی الحنفی (ت ٣٢١)، واختصره الإمام أبو بكر أحمد بن علی الجصّاص الرّازی الحنفی (ت ٣٧٠هـ)، تحقيق د. عبد الله نذير أحمد، دار البشائر الاسلامية، بيروت، الطّبعة الثّانية، ١٤٧١هـ. ١٩٩٦م.
(٢٤٢)مختصر القدوری فی فقه الحنفی، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی(ت٤٢٨هـ)، تحقيق الشّيخ محمد محمد كامل عويضة، دارُ الكتب العلميّة، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٨هـ. ١٩٩٧م.

(۲۴۳)مختلف الرّواية، لأبي اللّيث، الإمام نصر بن محمد السّمرقندی الحنفی (ت ۳۷۳ھ)، تحقیق د. عبد الرحمن بن مبارك الفرج، مكتبة الرّشد، الرّياض، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۶۲ھ. ۲۰۰۵م.

(۲۴۴)النّهر الفائق شرح کنز الدّکائق، للإمام سراج الدّين عمر بن ابراهيم ابن نجيم المصری الحنفی (ت ۱۰۰۵ھ)،حقّقه و علّق عليه أحمد عزّو عناية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۲۲ھ. ۲۰۰۲م.

(۲۴۵)وقاية الرواية، (و شرح الوقاية مع عمدة الرّعاية) للمحبوبی، للإمام تاج الشّريعة محمود بن صدر الشريعة الحنفی (ت)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۲۰۰۹م.

(۲۴۶)التحريزالمختار، للرّافعی، مفتی الدّيار المصريّة العلامة عبدالقادر الحنفی (ت۱۳۲۳ھ)، تحقيق عبدالمجيد طعمه الحلبی، دارالمعرفة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ۱۴۲۰ھ.۲۰۰۰م

(۲۴۷)التصحيح و الترجيح، للعلامة قاسم بن قطلوبغا الحنفی (ت۸۷۹ھ)، تحقيق ضياء يونس، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۳ھ. ۲۰۰۲م

(۲۴۸)الجامع الصّغير ، للإمام محمد بن الحسن الشيبانی (ت۱۸۹ھ)، تحقيق الدكتور محمد بو ينوكالن، دار ابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۳۲ھ. ۲۰۱۱م

(۲۴۹)السّراج الوهّاج شرح مختصر القدوری، للحدادی، الإمام أبي الحسين أحمد بن محمد البغدادی الحنفی (ت۸۰۰ھ)، مخطوط مصوّر مخزونة فی المكتبة

(۲۵۰)شرح مختصر الطّحاوی، للإمام أبي بكر الجصّاص الرّازی الحنفی(ت۳۷۰ھ) تحقيق عصمة الله عناية الله محمد، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطّبعة الثّانية، ۱۴۳۱ھ. ۲۰۱۰م

(۲۵۱)الفتاویٰ الهندية، المسمّاة الفتاوى العالمكيرية، للشّيخ نظام (ت۱۱۶۱ھ)، وجماعة من علماء الهند، دار الفكر ، بيروت، الطّبعة الثالثة ۱۴۲۹ھ. ۲۰۰۰م

(۲۵۲)فتح الرحمانی فی فتاوی السيد ثابت أبي المعانی، مكتبة القُدس، كوئتة

(۲۵۳)فتح المعين على شرح الكنز لمنلا مسكين، للعلامة السيد محمد أبي السعود الحنفی، مكتبة العجائب لزخز العلوم، كوئتة

(۲۵۴)الكفاية شرح الهداية (معه فتح القدير)، للإمام جلال الدّين الكرلانی الحنفی (ت ۶۷۶ھ)، دار إحياء التّراث العربی، بيروت.

(۲۵۵)لُباب المناسك وعُبَاب المسالك (مع شرحه للقاری)، للإمام رحمة الله بن

عبدالله بن إبراهيم الدّريبلي اليّبندى الحنفى (ت٩٩٣هـ)، محقّق محمد طلحه بلال أحمد مينار، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٣٠هـ. ٢٠٠٩م
(٢٥٦)المبسوط، للإمام السرخسي، شمس الدين أبو بكر محمد بن أحمد بن أبي سهل الحنفى (ت٤٨٣هـ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ. ٢٠٠٠م
(٢٥٧)المحيط البرهاني، لابن مازة، الإمام محمود بن أحمد بن عبد العزيز النجارى الحنفى (ت٦١٦هـ)، تحقيق الشيخ أحمد عزّ و عناية، دار احياء التراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤هـ. ٢٠٠٣م
(٢٥٨)المحيط البرهاني، للبخارى، أبي المعالى محمود بن صدر الشريعة ابن مازه الحنفى (ت٦١٦هـ)، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشي ١٤٢٤هـ. ٢٠٠٤م
(٢٥٩)مختصر اختلاف العلماء، صنّفه الإمام أبو جعفر أحمد بن محمد الطّحاوى الحنفى (ت٣٢١هـ)، واختصره الإمام أبو بكر أحمد بن على الجصّاص الرّازى الحنفى (ت٣٧٠هـ)، تحقيق د. عبد الله نذير أحمد، دار البشائر الاسلامية، بيروت، الطّبعة الثّانية، ١٤٧١هـ. ١٩٩٦م
(٢٦٠)مختصر الوقاية (مع شرحه للدركاني)، لصدر الشّريعه، الإمام الفقيه عبيد الله بن مسعود الحنفى (ت٧٤٧هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٦هـ. ٢٠٠٥م
(٢٦١)مختصر الطحاوى، للإمام المحدّث الفقيه المفسّر أبي جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزرى المصرى الحنفى (ت٣٢١هـ)، تحقيق وتعليق ابوالوفا الأفغانى، دارإحياء العلوم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤٠٦هـ
(٢٦٢)المسلك المتقسط فى المنسك المتوسّط، للقارى، نور الدين على بن محمد سلطان الهروى الحنفى (ت١٠١٤هـ)، محقّق محمد طلحه بلال أحمد مينار، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٣٠هـ. ٢٠٠٩م
(٢٦٣)النافع الكبير شرح الجامع الصغير، للعلامة أبي الحسنات عبد الحى بن عبد الحكيم اللكنوى (ت١٣٠٤هـ)، إدارة القرأن و العلوم الإسلامى، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٧هـ. ١٩٨٧م
(٢٦٤)نور الإيضاح، للشرنبلالى، العلامة حسن بن عمار الحنفى (١٠٦٩هـ)، مكتبة مرزوق، دمشق
(٢٦٥)النّهر الفائق شرح كنز الدّكائق، للإمام سراج الدّين عمر بن ابراهيم ابن نجيم المصرى الحنفى (ت ١٠٠٥هـ)، حققّه و علّق عليه أحمد عزّو عناية، دار الكتب

العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. ٢٠٠٢م
(٢٦٦)الاختيار لتعليل المختار، للموصلى، الامام عبد الله بن محمود الحنفى(ت ٦٨٣هـ)، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.٢٠٠٢م
(٢٦٧)البحر الزاخر، للعلّامة أحمد بن محمد ابن اقبال الحنفى، مخطوط مصوّر
(٢٦٨)حاشية الشبلى على تبيين الحقائق، للعلامة الشبلى الحنفى، دار الكتب العلمية، بيروت
(٢٦٩)كتاب الأم للشافعي، الامام محمد بن ادريس(ت ٢٠٤هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.٢٠٠٢م
(٢٧٠)منح الغفار شرح تنوير الأبصار، للتمرتاشى العلامة محمد بن عبد الله بن أحمد الغزى الحنفى(ت ١٠٠٤هـ)، مخطوط مصوّر
(٢٧١)تبيين المحارم للرومى، العلامة سنان الدين يوسف بن عبد الله الأماسى الحنفى، (ت ١٠٠٠هـ) تحقيق أبى الحسن عبد الله بن عبد العزيز الشبراوى الوزّاق، دار الرسالة، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.٢٠١١م
(٢٧٢)حلبة المجلى لابن أمير الحاج، العلّامة شمس الدين محمد بن محمد الحنفى(ت ٨٧٩هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ. ٢٠١٥م
(٢٧٣)خزانة الأكمل للجرجانى، العلامة أبى يعقوب يوسف بن على الحنفى(ت ٥٢٢هـ)، تحقيق أحمد خليل ابراهيم، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.٢٠١٥م
(٢٧٤)الدرر الحكام فى شرح غرر الأحكام، لِملا خسرو، القاضى محمد بن فراموز الحنفى(ت ٨٨٥هـ)، مطبعة أحمد كامل الكائنة فى دار السعادة، طبع فى سنة ١٣٢٩هـ
(٢٧٥)الشافى فى شرح مسند الشافعى لابن الأثير، العلامة مجدد الدين أبى السعادة المبارك بن محمد بن عبد الكريم الجزرى(ت ٦٠٦هـ)، تحقيق عامر عبد الباسط الجزّار، دار الكلمة، مصر، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.٢٠٠٨م
(٢٧٦)شرح تحفة الملوك لابن ملك، الامام الفقيه محمد بن عبد اللطيف الحنفى، تحقيق عبد المجيد بن عبد الرحمن الدرويش، المكتبة القدس
(٢٧٧)كنز الدقائق للنسفى، حافظ الدين أبى البركات عبد الله بن محمود بن أحمد الحنفى(٧١٠هـ)، اعتنى به راشد مصطفى الخليلى، المكتبة العصرية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.٢٠٠٥م
(٢٧٨)المحيط السرخسى للامام العلامة الفقيه رضى الدين وبرهان الاسلام محمد

بن محمد السرخسي الحنفى(ت ٥٧١هـ)، مطبوعة: دار الكتب، پشاور
(٢٧٩)ملتقى الأبحر (مع شرحه) للحلبي، العلّامة ابراهيم بن محمد بن ابراهيم الحنفى(ت ٩٥٦هـ)، دار البيروتى، دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢٦هـ.٢٠٠٥م
(٢٨٠)طوالع الأنوار شرح الدر المختار، للامام محمد عابد بن أحمد السندى الأنصارى الحنفى(ت ١٢٥٧هـ)، مخطوط مصوّر
(٢٨١)كتاب الحجّة على أهل المدينة، للامام محمد بن الحسن الشيبانى(ت ١٨٩هـ)، مطبوعة: مكتبه طيّبه، كوئٹه
(٢٨٢)كمال الدراية وجمع الرواية والدراية من شروح ملتقى الأبحر، للعلّامة محمد بن ولى الازميرى الحنفى(ت ١١٦٥هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٣٨هـ.٢٠١٧م
(٢٨٣)لسان الحكام فى معرفة الأحكام، للامام أبى الوليد أحمد بن محمد بن محمد لسان الدين ابن شحنة الثقفى الحلبي الحنفى(ت ٨٨٢هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، سنة الطباعة: ١٤٣٨هـ.٢٠١٧م
(٢٨٤)مجومعة رسائل ابن عابدين، للشامى، محمد أمين بن عمر ابن العابدين الحنفى(ت ١٢٥٢هـ)، مطبوعة: عالم الكتب، بيروت
(٢٨٥)الايثار لحل المختار، للعلّامة فقيه شيخ محى الدين محمد بن الياس بجوى زاده الشهيد الحنفى(ت ٩٥٤هـ)، مطبوعة: مكتبة الارشاد، اسطنبول، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٧هـ.٢٠١٦م
(٢٨٦)المستصفى فى شرح النافع، للامام أبى البركات حافظ الدين عبد الله بن أحمد بن محمود النسفى الحنفى(ت ٧١٠هـ)، مطبوعة: مكتبة الارشاد، اسطنبول، الطبعة الأولىٰ١٤٣٨هـ.٢٠١٧م
(٢٨٧)المحلّى بالآثار، لأبى محمد على بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي الشهير بابن حزم الظّاهريّ(ت ٤٥٦هـ)، مطبوعة: بيت الأفكار الدوليّة
(٢٨٨)المقدّمة الحضرميّة فى الفقه الشافعى مع شرحه المنهاج القويم فى مسائل التعليم، للعلّامة عبد الله بن عبد الرحمٰن(ت ٩١٨هـ)، مطبوعة: دار الكلم الطيّب، دمشق، دار العلوم الانسانية، دمشق، الطبعة الرابعة ١٤٢٥هـ.٢٠٠٤م
(٢٨٩)المهذب مع شرحه كتاب المجموع للنّووى ، للعلّامة أبى اسحاق الشّيرازى الشّافعى(ت ٤٥٥هـ)، مطبوعة: دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ.٢٠٠١م

(۲۹۰)كشف اللّثام شرح عمدة الأحكام، للامام شمس الدّين محمّد بن أحمد بن سالم السّفارسينى النّابلسىّ الحنبلىّ(ت ۱۱۸۸ھ)، مطبوعة: دار النوادر، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۸ھ.۲۰۰۷م
(۲۹۱)الغاية فى شرح الهداية للامام شمس الدين أبى العبّاس أحمد بن ابراهيم بن عبد الغنى الحنفى(ت ۷۱۰ھ)، مطبوعة: المكتبة الوحيدية، بشاور
(۲۹۲)خزانة المفتين للامام حسين ابن محمد الحنفى(ت ۷٤٦ھ)، مخطوط مصوّر
(۲۹۳)الوقاية مع شرح الوقاية لصّدر الشريعة الأصغر عبيد الله بن مسعود المحبوبى(ت ۷٤۷ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۲۰۰۹م
(۲۹٤)الهداية شرح بداية المبتدى للامام برهان الدين أبى الحسن على بن أبى بكر الفرغانى المرغينانى(ت ۵۹۳ھ)، مطبوعة: دار الأرقم، بيروت
(۲۹۵)فتح باب العناية للامام العلّامة نور الدين على بن محمد بن سلطان المشهور بالملّا على القارى الهروى الحنفى(ت ۱۰۱٤ھ)، مطبوعة: دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲٦ھ.۲۰۰۵م
(۲۹٦)امداد الفتّاح شرح نور الايضاح للعلّامة أبى الاخلاص حسن بن عمّار الشّرنبلالى الحنفى(ت ۱۰٦۹ھ)، مطبوعة: دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۱ھ.۲۰۰۱م
(۲۹۷)الكفاية فى شرح الهداية للامام جلال الدّين بن شمس الدّين الكرلانى الخوارزمى الحنفى(ت ۷٦۷ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤٤۱ھ.۲۰۱۹م
(۲۹۸)الفتاوى البزازية على هامش الهندية لحافظ الملّة والدّين الامام محمد محمد بن شهاب لكردرى الخوارزمى الشّهير بالبزّازى(ت ۸۲۷ھ)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ.۱۹۷۳م
(۲۹۹)مواهب الرّحمٰن فى مذهب أبى حنيفة النّعمان، للامام برهان الدّين أبى اسحاق ابراهيم بن موسىٰ الطرابلسى(ت ۹۲۲ھ.۱۵۱٦ھ)، المحقق: الدكتور يعلى قحطان الدورى، مطبوعة: كتاب. ناشرون، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۳۹ھ۲۰۱۸م
(۳۰۰)كفاية المبتدى وتذكرة المنتهى مع شرحه، للعلّامة مصطفى بن أحمد عمر الأسقاطى الحنفى(ت بعد سنة ۱۱٦۳ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۳۸ھ.۲۰۱۷م
(۳۰۱)روضة الطالبين، للامام يحى بن شرف النّووى الشّافعى(ت ٦۷۷ھ)،

مطبوعة: المكتبة التوفيقية، القاهرة
(٣٠٢)جامع المضمرات والمشكلات فى شرح مختصر الامام القدوريّ للامام يُوسف بن عمر بن يوسف الكاذُوريّ (ت ٨٣٢ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٩ھ.٢٠١٨م
(٣٠٣)بداية المجتهد ونهاية المقتصد، للامام أبى الوليد محمد بن أحمد القرطبي المالكي(ت ٥٩٥ھ)، مطبوعة: دار الحديث، القاهرة، تاريخ الشر ١٤٢٥ھ.٢٠٠٤م
(٣٠٤)الحطّاب مواهب الجليل فى شرح مختصر الشّيخ خليل، للامام أبى عبد الله محمّد بن محمّد بن عبد الرحمٰن المالكى الشهير بالحطّاب(ت ٩٥٤ھ)، مطبوعة: دار الرضوان، مُور يتانيا، الطبعة المحققة الأولىٰ ١٤٣١ھ.٢٠١٠م
(٣٠٥)الكافى فى الفقه على مذهب الامام أحمد بن حنبل، للعلّامة موفق الدّين أبى محمّد عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة لمقدسى الحنبلى(ت ٦٢٠ھ)، مطبوعة: مكتبة المورد، الأزهر. مكتبات نور وهداية، جدة، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٧ھ.
(٣٠٦)الكافى فى فقه أهل المدينة، للامام ابن عبد البر القرطبى(ت ٤٦٢ھ)، مطبوعة: المكتبة العصريّة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٨ھ٢٠٠٧م
(٣٠٧)حاشية ابن قندس على كتاب الفُروع للامام أبى بكر تقى الدين بن ابراهيم الحنبلى(ت ٨٦١ھ)، مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ.٢٠٠٣م
(٣٠٨)الكافى، للحاكم الشهيد مع شرحه للسرخسى الامام أبى الفضل محمد بن محمد بن أحمد المروزى الحنفى(ت ٣٤٤ھ)، تحقيق أبى عبد الله محمد حسن محمد حسين اسماعيل الشافعى، مكتبه رشيديه، كوئته
(٣٠٩)كنز الدقائق(مع شرحه لابن نجيم) للنسفى، حافظ الدين أبى البركات عبد الله بن محمود بن أحمد الحنفى(ت ٧١٠ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ.١٩٩٧م
(٣١٠)شرح المختار، للعلّامة عبد الغنى القاراباغى من علماء القرن التاسع، مطبوعة: مكتبة الارشاد، اسطنبول، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٨ھ.٢٠١٧م
(٣١١)كتاب التجنيس والمزيد، للمرغينانى، برهان الدين أبى الحسن على بن أبى بكر الحنفى(ت ٥٩٣ھ)، مطبوعة: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراتشى، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ.٢٠٠٤م
(٣١٢)تحفة الأخيار على الدر المختار، للامام برهان الدين ابراهيم بن مصطفى بن

ابراهيم الحلبي الحنفي (ت ١١٩٠هـ)، مخطوط مصوّر

(٣١٣)الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف، للعلّامة علاء الدين أبي الحسن لی بن سليمان المرداوی الحنبلی (ت ٨٨٥هـ)، مطبوعة: بيت الأفكار الدولية، لبنان

(٣١٤)الحاوی الصغير، لنجم الدين عبد الغفار بن عبد الكريم القزوينی الشافعی (ت ٦٦٥هـ)، مطبوعة: دار ابن الجوزی، الطبعة الأولیٰ ١٤٣٠هـ

(٣١٥)مختارات النوازل، للامام برهان الدين أبي الحسن علی بن أبي بكر الحنفی (ت ٥٩٣هـ)، مطبوعة: مكتبة الارشاد، اسطنبول، الطبعة الأولیٰ ١٤٣٥هـ.٢٠١٤م

(٣١٦)الموسوعة الفقهية، تأليف: هيئته كبار علمآء الاسلام، اصدار وزارة الأوقاف والشئون الاسلامية، الكويت، الطبعة الثالثة ١٤٢٤هـ.٢٠٠٣م

(٣١٧)مجموعة رسائل ابن عابدين. المكتبة الهاشمية، دمشق

﴿کتب مناسک﴾

(٣١٨)إرشاد الساری فی مناسك الملا علی قاری. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩هـ.١٩٩٨م

(٣١٩)أقرب المسالك فی بغية الناسك، للعلامة عبد الله بن حسن العفيف الكازرونی الحنفی (كان حيًا سنة ١١٠٢هـ)، مخطوط مصوّر

(٣٢٠)الابتهاج بمناسك الحاج، للنابلسی، العلامة عبد الغنی اسماعيل الحنفی (ت ١١٤٣هـ) مخطوط مصوّر

(٣٢١)البحر العميق فی مناسك المعتمر و الحاج إلی بيت الله العتيق، لابن الضياء، محمد بن أحمد المكی الحنفی (ت ٨٥٤هـ)، تحقيق عبدالله نذير احمد عبدالرحمن مزی، مؤسسة الريان، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧هـ. ٢٠٠٦م

(٣٢٢)الحج الأكبر. للشعراوی، الشيخ محمد متولی، المكتبة العصرية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧هـ. ٢٠٠٦م

(٣٢٣)الحج والعمرة إلی بيت الله الحرام، للعلامة أسعد محمد سعيد الصّاغرجی، دار القبلة للثّقافية الإسلامية، جدّة، الطّبعة الأولی ١٤١٣هـ.١٩٩٣م.

(٣٢٤)الحج، مصنّفه العلامة محمد سليمان أشرف. قطب مدينة پبلشرز، كراتشی

(٣٢٥)الضوء المنير علی المنسك الصغير، للعلامة جمال الدين أبي علی محمد بن محمد قاضی زاده الأنصاری المكی الحنفی، مخطوط مصوّر

(٣٢٦)المنسك الصغير مع شرحه (من مجموع رسائل الملا القاری)، للامام رحمة الله

بن عبد الله بن ابراهيم الدربيلى السندى الحنفى(ت ٩٩٣هـ)، تحقيق ماهر أديب حبوش، المكتبة المعروفية، كوئته
(٣٢٧)أنوار البشارة فى مسائل الحجّ والزيارة، للامام أحمد رضا بن نقى على خان المحدّث الهندى الحنفى(ت ١٤٣١هـ)، تحريك اصلاح العقائد، ميتهادر، كراتشى
(٣٢٨)أنوارالبشارة فى مسائل الحجّ والزّيارة، للإمام أحمد رضا بن نقى على خان المحدّث الهندى الحنفى (ت١٣٤١هـ)، تحريك إصلاح العقائد، ميتهادر، كراتشى
(٣٢٩)بداية السالك فى نهاية المسالك فى ضمن مجموع رسائل العلامة الملا على القارى، للاما م نور الدين على بن محمد سلطان الهروى الحنفى(ت ١٠١٤هـ)، مطبوعة: المكتبة المعروفية، لاهور، الطبعة الرابعة ١٤٤٠هـ.٢٠١٧م
(٣٣٠)جمع المناسك ونفع الناسك المعروف بالمنسك الكبير، للامام رحمت الله بن القاضى عبد الله السندى الحنفى(ت ٩٩٣هـ)، المطبعة المحمودية بالقسطنطية ١٢٨٩هـ
(٣٣١)حاشية حياة القلوب فى زيارة المحبوب. إدارة المعارف، كراتشى ١٣٩١هـ
(٣٣٢)حاشية صالح الخبّاب على شرح المنسك(أى على المسلك المتقسط فى المنسك المتوسّط) للعلّامة صالح الخباب الحنفى، مخطوط مصوّر
(٣٣٣)حاشية علامة ابن حجر الهيتمى (على شرح الإيضاح فى مناسك الحج). تحقيق عبدالمنعم إبراهيم، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ. ٢٠٠٦م
(٣٣٤)حج عمره و زيارات، مطبوعات علمى تحقيقات وزارت اسلامى أمور و أوقاف و دعوت إرشاد، سعودى عرب، ١٤٢٨هـ
(٣٣٥)حج کے مسائل مع زيارات حرمين. للمفتى عبدالواجد القادرى الحنفى، مكتبه نوريه رضويه، فيصل آباد
(٣٣٦)رہنمائے حج و عمره. مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر ١٤٢٣هـ
(٣٣٧)شرح الإيضاح فى مناسك الحج (مع حاشيته للهيتمى). للنووى أبى زكريا يحيى بن شرف الشافعى (ت٦٧٦هـ) تحقيق عبدالمنعم إبراهيم، مكتبه نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ. ٢٠٠١م
(٣٣٨)صفة الحج و العمرة. سلسلة إرشادات للحاج و المعتمرين، الرسالة الرابعة المملكة العربية، السعودية، الطبعة التاسعة ١٤٢٧هـ
(٣٣٩)ضياء الأبصار على المنسك الدر المختار، للعلامة طاهر سنبل المكى

الحنفی(ت ۱۲۱۸ھ)، مخطوط مصوّر
(۳٤۰)عمدة السالك فی المناسك، للامام أبی الحسن علاء الدین علی ابن بلبان الفارسی المصری الحنفی(ت ۷۳۹ھ)، مطبوعة: دار اللباب، الطبعة الأولیٰ ۱٤۳۸ھ.۲۰۱۷م
(۳٤۱)غنیة الناسك فی بغیة المناسك. إدارة القرآن و العلوم الإسلامیة، کراتشی، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۷ھ
(۳٤۲)فتح مسالك الرمز فی شرح مسالك الکنز، للعلامة أبی الوجاهة عبد الرحمن بن عیسی بن مرشد العمری المرشدی الحنفی(ت ۱۰۳۷ھ)، مخطوط مصوّر
(۳٤۲)کتاب المناسك من الأسرار، للامام أبی زید عبد الله بن عمر الدّبوسی الحنفی(ت ٤۳۰ھ)، مطبوعة: دار المنار، القاهرة
(۳٤۳)لب لباب المناسك للقاری(من مجموع رسائله)، نور الدین علی بن محمد سلطان الهروی الحنفی(ت ۱۰۱٤ھ)، تحقیق ماهر أدیب حبوش، المکتبة المعروفیة، کوئته
(۳٤٤)لباب المناسك للعلّامة الفقیه المحدّث الشیخ رحمة الله السندی الحنفی(ت ۹۹۳ھ)، مطبوعة: دار قرطبة، بیروت، الطبعة الثانیة فی بیروت عام ۱٤۲۱ھ
(۳٤۵)مجامع المناسك و نفع الناسك. مدرسه اسلامیة نقشبندیة، افغانستان
(۳٤٦)منسك الحجّ علی مذهب الامام الأعظم أبی حنیفة رضی الله عنه، لمنلا حسن الحنفی، مخطوط مصوّر
(۳٤۷)منع الرّمی قبل الزّوال الیوم الثّانی فی ضمن ارشاد الساری الی مناسك المنلا علی القاری للعلّامة داملا خون جان الحنفی(ت ۱۳۲۰ھ)، مطبوعة: الامدادیة ، مکة المکرّمة، الطبعة الأولیٰ ۱٤۳۰ھ.۲۰۰۹م
(۳٤۸)منیة الناسك فی خلاصة المناسك، مخطوط مصوّر
(۳٤۹)نزهة المشتاق فی حل عمرة المکی والملحق به من الآفاق فی ضمن ارشاد الساری الی مناسك الملّا علی القاری، للعلّامة طاهر سنبل الحنفی، مطبوعة: المکتبة الامدادیة، مکة المکرمة، الطبعة الأولیٰ ۱٤۳۰ھ.۲۰۰۹م
(۳۵۰)نهایة الأمل فی بیان مسائل الحجّ البدَل للعلّامة عبد الحق اله آبادی المهاجر المکی الحنفی(ت ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵م)، مطبوعة: جمعیة اشاعة أهل السنة، باکستان، اشاعت: ۲۰۱۸م
(۳۵۱)هدایة السالك إلی مذاهب الأربعة فی المناسك. دار البشائر الإسلامیة،

بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ. ١٩٩٤م
(٣٥٢)حياة القلوب فی زيارة المحبوب. مطبوعة: إدارة المعارف، كراتشی ١٣٩١هـ
(٣٥٣)مناسك ابن أمير الحاج، للعلّامة ابن أمير الحاج، مخطوط مصوّر

﴿کتب فتاوی﴾

(٣٥٤)الفتاوى الصُّغرى للامام العلّامة نجم الدين يوسف بن أحمد بن أبی بكر الخاصی الخوارزمی الحنفی(ت ٦٢٠هـ)، مطبوعة: دار الرّياحين، بيروت
(٣٥٥)الفتاوى الطرسوسيّة أو أنفع الوسائل الى تحرير المسائل، للعلّامة قاضی القضاة نجم الدّين ابراهيم بن علی الطّرسوسی(ت ٧٥٨هـ)، مطبوعة: مؤسّسة الرّيّان، ناشرون، المكتبة المكّية، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.٢٠١٤م
(٣٥٦)الفتاوى الاقناعية علی مذهب الامام أبی حنيفة النّعمان للعلّامة عبد الحميد بن عبد الوهّاب السباعیّ الحِمصیّ(ت ١٢٢٠هـ)، مطبوعة: مكتبه عمريّة، كوئتة
(٣٥٧)الفتاوىٰ التاتارخانية دار احياء التراث العربی. بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥هـ. ٢٠٠٤م
(٣٥٨)الفتاوى الرضوية للامام أهل السنة، الامام أحمد رضا الحنفی(ت ١٣٤٠هـ)، رضا فاؤنڈيشن، لاهور، ١٤٢٣هـ.٢٠٠٣م
(٣٥٩)الفتاوىٰ الرضويه. مكتبة رضويه، كراتشی
(٣٦٠)الفتاوىٰ السراجية. مير محمد كتب خانه، كراتشی
(٣٦١)الفتاوىٰ الهندية. دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة١٣٩٣هـ. ١٩٧٣م
(٣٦٢)الفتاوى الولو الجية. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤هـ. ٢٠٠٣م
(٣٦٣)الفتاوى الولوالجية، للعلامة ظهير الدين الولوالجی الحنفی(ت ٥٤٠هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٤هـ.٢٠٢٢م
(٣٦٤)تنقيح الفتاوى الحامدية للعلّامة السيّد محمّد أمين ابن عابدين الحنفی(ت ١٢٥٢هـ)، مطبوعة: مكتبه حقّانيه، بشاور
(٣٦٥)جواهر الفتاوى للامام محمد بن عبد الرشيد الكرمانی الحنفی(ت ٥٦٥هـ)، مطبوعة: دار المعراج، الطبعة الأولیٰ ١٤٤١هـ.٢٠٢٠م
(٣٦٦)حاشيه فتاوی رضويه، مطبوعة: رضا فاؤنڈيشن، لاهور، اشاعت: ١٤١٧هـ.١٩٩٦م

(٣٦٧)خلاصۃ الفتاویٰ. المکتبۃ الرشید، کوئٹۃ
(٣٦٨)فتاویٰ العلامۃ محمد سنبل المکی علی ھامش قرۃ العین بفتاویٰ علماء الحرمین. مکتبۃ القدس، کوئٹۃ
(٣٦٩)فتاوی اللّجنۃ الدّائمۃ للبحوث العلمیّۃ والافتاء، مرتب: أحمد بن عبد الرّزاق، الدّویش، دار المؤیّد، الرّیاض، الطبعۃ الخامسۃ ١٤٢٤ھ.٢٠٠٣م
(٣٧٠)فتاویٰ ذخیرہ علی فتاویٰ قاضیخان. مخطوط مصوّر
(٣٧١)فتاوی فقیہ ملّت، مفتی جلال الدین احمد امجدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ(ت ١٤٢٢ھ)، مطبوعۃ: شبیر برادرز، لاھور، سن طباعت بار اوّل: ٢٠٠٥م
(٣٧٢)فتاوی فیض الرسول مفتی جلال الدین امجدی(ت ١٤٢٢ھ)، مطبوعۃ: شبیر برادرز، لاھور، سن طباعت: ١٤١١ھ.١٩٩٢م
(٣٧٣)فتاویٰ قاضیخان علٰی ھامش الفتاویٰ الھندیۃ. دار المعرفۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ١٣٩٣ھ. ١٩٧٣م
(٣٧٤)فتاوی واحدی، للعلامۃ المخدوم عبد الواحد السیوستانی الحنفی(ت ١٢٢٤ھ)، مخطوط مصوّر
(٣٧٥)فتاوی واحدی، للعلّامۃ عبد الواحد السیوستانی الحنفی(ت ١٢٢٤ھ)، مخطوط مصوّر
(٣٧٦)فتاویٰ واحدی. مطبع گیلانی الیکترک، لاھور ١٣٤٦ھ. ١٩٢٧م
(٣٧٧)فتاوی یورپ للمفتی عبد الواحد القادری الحنفی، شبیر برادرز، لاھور
(٣٧٨)فتاوی یورپ. شبیر برادرز، لاھور
(٣٧٩)مجموع فتاوی ومقالات مُتنوّعۃ، للشّیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن عبد الرّحمن بن باز، دار أصداء المجتمع، بریدۃ، الطبعۃ الثالثۃ ١٤٢١ھ
(٣٨٠)وقار الفتاویٰ. بزم وقار الدین، کراتشی

سیرت

(٣٨١)أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ. دار الفکر بیروت، ١٤٢٣ھ. ٢٠٠٣م
(٣٨٢)الإصابۃ فی تمیز الصحابۃ. دار الفکر، بیروت، ١٤٢١ھ. ٢٠٠١م
(٣٨٣)البدایۃ و النھایۃ لابن کثیر. دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ١٤١٩ھ. ١٩٩٨م
(٣٨٤)السیرۃ الحلبیۃ للعلّامۃ أبی الفرج نور الدین علی بن ابراھیم بن أحمد الحلبی

الشافعی(١٠٤٤ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧ھ.٢٠٠٦م
(٣٨٥)سبل الهدی والرشاد فی سيرة خير العباد، للامام محمد بن يوسف الصالحی الشامی(ت ٩٤٢ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٤ھ.١٩٩٣م
(٣٨٥)مناحل الشفا ومناهل الصفا بتحقيق كتاب شرف المصطفى صلى الله عليه وسلم، للامام أبی سعد عبد الملك بن أبی عثمان محمد بن ابراهيم الخركوشی النيسابوری(ت ٤٠٦ھ)، مطبوعة: دار البشائر الاسلامية، مكة المكرمة، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ.٢٠٠٣م
(٣٨٦)موسوعة الشير، الخليفة الراشد والمصلح لكبير عمر بن عبد العزيز رضی الله عنه، للدكتور علی محمّد محمد الصلّابی، مطبوعة: دار ابن كثير، الطبعة الثانية ١٤٣٠ھ.٢٠٠٩م
(٣٨٧)موسوعة الطب النبوی، للامام أبی نعيم أحمد عبد الله بن أحمد بن اسحاق الأصفهانی(ت ٤٣٠ھ)، مطبوعة: دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٧ھ.٢٠٠٦م

اصول فقہ

(٣٨٨)أصول السّرخسی، للامام شمس الدّين أبی بكر محمد السّرخسی الحنفی(ت ٤٩٠ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٤ھ.١٩٩٣م
(٣٨٩)أصول فخر الاسلام البزدوی مع شرحه كشف الأسرار، للعلّامة أبی الحسن بن محمد البزدوی الحنفی(ت ٤٨٢ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ.١٩٩٧م
(٣٩٠)الأشباه والنظائر علی مذهب أبی حنيفة النعمان، للعلّامة الشيخ زين الدين بن ابراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصری الحنفی(ت ٩٧٠ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٣ھ.١٩٩٣م
(٣٩١)التعريفات الفقهية(من مجموعة القواعد الفقهية الحنفية) للمفتی عميم الاحسان المجددی الحنفی، مدنی كتب خانه، كراتشی
(٣٩٢)التوضيح مع شرحه التلويح علی التوضيح لمتن التنقيح فی أصول الفقه، للامام عبيد الله بن مسعود المحبوبی البخاری الحنفی(ت ٧٤٧ھ)، مطبوعة: دار

الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.١٩٩٦م
(٣٩٣)جامع الأسرار فى شرح المنار للنسفى، للعلّامة قوام الدّين محمد بن محمد البخارى الكاكى الحنفى(ت ٧٤٩هـ)، مطبوعة: مكتبة نزار مصطفى الباز، الرّياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.١٩٩٧م
(٣٩٤)حاشية الأشباه والنظائر للشّيخ محمّد على الرّافعى، مطبوعة: ايچ ايم سعيد كمبنى، كراتشى
(٣٩٥)شرح التلويح على التوضيح لمتن التّنقيح فى أصول الفقه، للامام سعد الدّين مسعود بن عمر التّفتازانى الشّافعى (ت ٧٩٢هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.١٩٩٦م
(٣٩٦)شرح الحموى على الأشباه والنّظائر المسمّى بغمز عيون البصائر للعلّامة الشّيخ السيّد أحمد بن محمّد الحموى المصرى(ت ١٠٩٨هـ)، مطبوعة: ادارة القرآن، والعلوم الاسلامية، كراتشى
(٣٩٧)شرح المنظومة المسمّاة بعقود رسم المفتى للعلّامة سيّد محمّد أمين ابن عابدين الحنفى(ت ١٢٥٢هـ)، مطبوعة: دار الاحسان، القاهرة
(٣٩٨)طلبة الطلبة فى اصطلاحات الفقهية. قديمى كتب خانه، كراتشى
(٣٩٩)كشف الأسرار شرح المصنّف على المنار، للامام أبى البركات عبد الله بن أحمد المعروف بحافظ الدّين النّسفى(ت ٧١٠هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

تراجم

(٤٠٠)التاريخ الكبير للبخارى. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.٢٠٠١م
(٤٠١)الضّوء اللّامع لأهل القرن التّاسع، للسخاوى، شمس الدّين محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد (ت٩٠٢هـ)، ضبطه وصححه عبداللطيف حسن عبدالرّحمٰن، دارلكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٤هـ.٢٠٠٣م.
(٤٠٢)الكاشف فى معرفة من له رواية فى الكتب الستة، للحافظ أبى عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبى(ت ٧٤٨هـ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.١٩٩٧م
(٤٠٣)تقريب التهذيب، للحافظ أحمد بن على بن حجر العسقلانى(ت ٨٥٢هـ)، مطبوعة: مؤسسة الرّسالة، ناشرون، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.٢٠١١م

(٤٠٤)تهذيب الكمال فى أسماء الرّجال، للحافظ المتقن جمال الدّين أبى الحجّاج يوسف المزى(ت ٧٤٢هـ)، مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الخامسة ١٤١٥هـ.١٩٩٤م
(٤٠٥)كتاب الثقات لابن حبان. مؤسسة الكتب الثقافية، حيدر آباد دكن، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ. ١٩٧٩م
(٤٠٦)كتاب الجرح و التعديل. دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. ٢٠٠٢م
(٤٠٧)كشف الظّنون عن أسامى الكتب والفنون، للمؤرّخ مصطفى بن عبدالله الشّهير بحالى خليفة و بكاتب چلبى (ت١٠٦٧هـ)، مؤسّسة التّاريخ العربى، بيروت.
(٤٠٨)كشف الظنون للعلّامة لمولیٰ مصطفىٰ بن عبد الله القسطنطنى الرّومى الحنفى الشهير بالملّا كاتب الجلبىّ والمعروف بحاجى خليفة(ت ١٠٦٧هـ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت،١٤١٩هـ.١٩٩٩م

تاریخ

(٤٠٩)تاريخ المدينة المنورة لابن شبة، للامام أبى زيد عمر بن شبة النميرى البصرى، مطبوعة: دار التراث، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠هـ.١٩٩٠م
(٤١٠)تاريخ مكة مكرمة. مكتبة الملك الفهد الوطنية، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ. ٢٠٠٢م
(٤١١)تاريخ مكه مكرمه، ڈاكٹر محمد الياس عبد الغنى، مطبوعة: مطابع الرشيد، المدينة المنورة
(٤١٢)شفا الغرام بأخبار بلد الحرام. دار الكتاب العربى، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ. ١٩٨٥م
(٤١٣)شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، للعلّامة تقى الدين محمد بن أحمد بن على الفاسى المكى المالكى(ت ٨٣٢هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ.٢٠٠٢م
(٤١٤)مرءأة الحرمين، قومندان حرس المحمل، مصر

متفرق

(٤١٥)اردو نيوز، جده، جمعه ٢٦ ذو الحجة ١٤٢٨هـ، مطابق ٢٨ دسمبر ٢٠٠٧م

(٤١٦)حدائق بخشش، للامام أحمد رضا بن نقی علی خان الحنفی(ت ١٣٤٠ھ)، مطبوعة: مكتبة المدینه، کراتشی، طباعت: ١٤٣٣ھ.٢٠١٢م

(٤١٧)رساله امام حرم اور هم. مکتبه او یسیه، بهاولپور

(٤١٨)کتاب التعریفات، میر سیّد شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی الحنفی(ت ٨١٦ھ)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٠٣ھ.١٩٨٣

(٤١٩)ملفوظاتِ أعلی حضرت، للامام أحمد رضا بن نقی علی خان الحنفی(ت ١٣٤٠ھ)، مطبوعة: مكتبة المدینة، کراتشی، الطبعة الرابعة ١٤٣٤ھ.٢٠١٣م

العروة في الحج والعمرة

فتاویٰ حج وعمرہ

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

مولف
حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب
حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر
جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

محترم المقام جناب............................ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے آئندہ سال______ کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس 100 روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کریں تاکہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 5 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کرسکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شپ نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تاکہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کردیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرا دیں۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے: فقط

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان علامہ مہربان قادری (معاون محمد سعید رضا)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔74000 شعبہ نشرواشاعت 021-32439799

0314-2021215

نام.............................ولدیت.............................

مکمل پتہ...

....

فون نمبر.............................سابقہ سیریل نمبر.............................

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کرسکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے۔

منظوم نذرانۂ عقیدت برائے اساطین

''جمعیّت اشاعت اہلسنّت''

(۱) واجب الاحترام استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (شیخ الحدیث شعبۂ حدیث و رئیس منصبِ افتاء)

(۲) بخدمتِ اقدس خوشبوئے ضیاء الدین حضرت علامہ محمد عرفان ضیائی بانی ادارہ ہذا

(۳) عزت مآب محترم و مکرم و محتشم حضرت علامہ مختار احمد اشرفی مہتمم مدارس جمعیت اشاعت اہلسنّت

''جمعیت اشاعت ''مجلّہ مُبین است	برائے فروغِ دینِ متین است

''جمعیّت اشاعت'' ایک ایسا دیدہ زیب (علمی و فکری) رسالہ ہے جو فروغِ دین اور خدمتِ اسلام کے لئے (وقف) ہے۔

تعالیٰ اللہ ایں کاوش عطاءُ اللہ نعیمی	چہ قدر جلیل و حسین است

سبحان اللہ! (مفتی) محمد عطاء اللہ نعیمی کی یہ کاوش کس قدر جلیل و جمیل اور حسین ہے۔

یَا اَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِعِلْمِه	کہ آں اماناتِ اسلاف را امین است

اے ان کے مشتاقانِ علم و کمال سنو! وہ اپنے اسلاف کی امانتوں کے امین ہیں۔

صد مرحبا خلوصِ عرفان ضیائی	تو خوشبوئے ''ضیائے دین'' است

(علامہ) محمد عرفان ضیائی کے جذبۂ خلوص کو صد بار شاباش، آپ کا وجود مردِ حسن ضیاء الدین مدنی کی سدا بہار خوشبو سے عبارت ہے۔

دریں جامعہ یک مردے خود آگاہے	باصد تمکین و شاں مکین است

جامعۃ النّور میں ایک مردِ خود آگاہ (علامہ ضیائی) صد عزّت و عظمت اور شان و شوکت کے ساتھ براجمان ہے۔

دراں مرکز فیض ''اشرفی'' آشکارا	ھو الاستاذُ للبنات والبنین است

اسی فیض بار مرکز میں (علامہ مختار احمد) اشرفی کا فیض بھی ظاہر باہر ہے آپ مدارسِ جمعیّت کے منتظم و مہتمم ہیں۔

سلام شوق اے مفتیانِ ''النّور''	جگر کاوی و عرق ریزی شما صد آفرین است

اے ''جامعۃ النّور'' کے علماءِ اسلام شوق و محبت قبول فرمائیے تمہاری علم و فنون، تحریر و تدریس اور فتاویٰ نویسی میں کمال محنت اور جاں فشاں قابلِ تحسین ہے۔

اے خوشہ چنیاں خرمنِ احمد رضا	خامۂ تحقیق شما لائق تحسین است

اے (شہریارِ علم مولانا) احمد رضا خاں بریلوی کی بارگاہ سے خیرات پانے والے علمائے ذیشان تمہارا محققانہ قلم داد و تحسین کا حقدار ہے۔

خوشا بخت اے ارا کینِ ''اشاعت''	خدائے دوجہاں مددگار و معین است

اے جمعیّت اشاعت کے خُوش بخت ارا کین و معاونین خدائے دوجہاں ہی تمہارا مُعین و مددگار ہے۔

خدارا یا اساطین ''جمعیّت''	طلبگارِ دُعاء، فائق حزیں است

اے جامعۃ النّور کے اربابِ فکر و نظر علماء اور جمعیّت اشاعت میں کلیدی کردار کے حاملین! خدا کے لئے فائق غم زدہ (غلام جیلانی) آپ کی پُرخلوص دعاؤں کا طلبگار ہے۔